2016

عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ کا خلاصہ 2016ء

لوگوں اور دُنیا کے لیے تعلیم

تمام لوگوں کے لیے پائیدار مستقبل کی تخلیق

United Nations
du ational ienti and
Cultural Organization

Sustainable
Development
Goals

Global
Education
Monitoring
Report

عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ کا خلاصہ 2016ء

2016

لوگوں اور دُنیا کے لیے تعلیم

تمام لوگوں کے لیے پائیدار مستقبل کی تخلیق

یہ رپورٹ بین الاقوامی برادری کے ایماء پر یونیسکو کی طرف سے جاری کردہ ایک غیر جانبدار کتابچہ ہے۔ یہ باہمی تعاون واشتراک پر مبنی کوششوں کا ماحصل ہے جس میں اس رپورٹ کی ٹیم کے ارکان اور بہت سے دوسرے لوگ، ایجنسیاں، ادارے اور حکومتیں شامل رہی ہیں۔

اس کتابچے میں پیش کردہ مواد اور کسی بھی ملک، علاقے، شہر یا علاقے یا اس کے حکام کی قانونی حیثیت یا اس کی سرحدوں یا حدود بندیوں کے تعین بارے پیش کردہ رائے کو یونیسکو کی رائے خیال نہ کیا جائے۔

عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ کی ٹیم اس کتابچے میں موجود مواد اور حقائق پیش کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس کتاب میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ضروری نہیں کہ یونیسکو کا ان سے اتفاق ہو اور یہ تنظیم کی رائے ہو۔

مذکورہ رپورٹ میں پیش کردہ خیالات اور رائے کی مجموعی ذمہ داری اس کے ڈائریکٹر کی ہے۔

عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ کی ٹیم

ڈائریکٹر: **Aaron Benavot**

Manos Antoninis, Madeleine Barry, Nicole Bella, Nihan Köseleci Blanchy, Marcos Delprato, Glen Hertelendy, Catherine Jere, Priyadarshani Joshi, Katarzyna Kubacka, Leila Loupis, Kassiani Lythrangomitis, Alasdair McWilliam, Anissa Mechtar, Branwen Millar, Claudine Mukizwa, Yuki Murakami, Taya Louise Owens, Judith Randrianatoavina, Kate Redman, Maria Rojnov, Anna Ewa Ruszkiewicz, Will Smith, Emily Subden, Rosa Vidarte and Asthma Zubairi

عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ ایک غیر جانبدار سالانہ کتابچہ ہے۔ عالمی تعلیم کی نگرانی (GEM) رپورٹ کے لیے فنڈز حکومتوں، کثیر الطرفہ اداروں اور نجی فاؤنڈیشنوں کی جانب سے دیے گئے ہیں اور یونیسکو نے اس سلسلے میں سہولت کاری اور معاونت کی خدمات فراہم کی ہیں۔

مزید معلومات کے لیے رابطہ کریں:
عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ کی ٹیم
معرفت یونیسکو، 7، پلیس ڈی Fontenoy
75352 پیرس 07 ایس پی، فرانس
ای میل: gemreport@unesco.org
فون: 41 07 68 45 1 33+
ویب سائٹ: www.unesco.org/gemreport
https://gemreportunesco.wordpress.com

طباعت کے بعد کسی بھی غلطی یا بھول چوک کو آن لائن ورژن میں درست کر دیا جائے گا۔ unesco.org/gemreport

©یونیسکو، 2016
جملہ حقوق محفوظ ہیں

پہلا ایڈیشن
اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (یونیسکو) کی جانب سے
2016 میں شائع کیا گیا
7، پلیس ڈی Fontenoy، 75352 پیرس 07 ایس پی، فرانس
ٹائپ سیٹ: یونیسکو
گرافکس ڈیزائن: FHI 360
لے آؤٹ: FHI 360
تصویری خاکے: ٹوبی مورس
سرورق اور پس ورق کی تصاویر:
Fadil Aziz/ALCIBBUM PHOTOGRAPHY

عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ کی نئی سیریز

2016: لوگوں اور دُنیا کے لیے تعلیم: سب کے لیے پائیدار مستقبل کی تخلیق

EFA عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ سیریز

2015	: تعلیم سب کے لیے 2000-2015: کامیابیاں اور مسائل
2013/4	: تدریس و تعلیم: سب کے لیے معیار کا حصول
2012	: نوجوان اور مہارتیں: کام کرنے کے لیے تعلیم
2011	: پوشیدہ بحران: مسلح تنازعات اور تعلیم
2010	: پسماندہ لوگوں تک پہنچنا
2009	: عدم مساوات پر قابو پانا: گورننس کیوں اہم ہے
2008	: 2015 تک سب کے لیے تعلیم: کیا ہم اسے حاصل کر پائیں گے؟
2007	: مضبوط بنیادیں: ابتدائی بچپن کی دیکھ بھال اور تعلیم
2006	: زندگی کے لیے خواندگی
2005	: تعلیم سب کے لیے: معیار ضروری ہے
2003/4	: صنف اور تعلیم: مساوات کے لیے چھلانگ
2002	: تعلیم سب کے لیے: کیا دُنیا درست سمت میں جا رہی ہے؟

سرورق کی تصویر میں سکول جانے والے بچوں کا تعلق سلاویسی، انڈونیشیا کے ٹوجین جزائر میں سے ایک جزیرہ پلاو، پاپان سے ہے۔ یہ بچے باجو قبیلے کے ہیں جو لمبے بانسوں کے بنے گھروں میں رہتے ہیں اور ہر روز 1.8 کلومیٹر پر پھیلے پل کو پار کر کے ہمسایہ میں واقع میلانگ جزیرہ کے سکول میں پڑھنے جاتے ہیں۔

ED-2016/WS/33

پیش لفظ

مئی 2015 کو 'ورلڈ ایجوکیشن فورم' نے دُنیا کے 160 ممالک سے 1,600 شرکاء کو جمہوریہ کوریا کے شہر انچیان (Incheon) میں صرف ایک مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اکٹھا کیا کہ دُنیا کے تمام افراد کے لیے جامع، مساوی اور معیاری تعلیم اور زندگی بھر سیکھنے کے عمل کو 2030 تک کیسے یقینی بنایا جائے؟

''انچیان اعلامیہ برائے تعلیم 2030'' نے تعلیم کے لیے پائیدار ترقی کے مقصد یعنی جامع، مساوی معیاری تعلیم کو یقینی بنانے اور زندگی بھر سیکھنے کے عمل کو فروغ دینے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

یہ یونیسکو کو تعلیم 2030 کے ایجنڈا کے لیے قیادت، رابطہ کاری اور جائزے کا فرض سپرد کرتا ہے۔ یہ عالمی تعلیم کی نگرانی (GEM) رپورٹ سے تعلیم کے پائیدار ترقی کے مقصد (SDG 4) اور دیگر SDGs میں تعلیم کے کردار پر اگلے پندرہ برس کے لیے غیر جانبدار نگرانی اور رپورٹنگ فراہم کرنے کا تقاضا بھی کرتا ہے۔

اس ایجنڈے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی پیچھے نہ رہ جائے۔ اس کے لیے مستحکم اعداد و شمار اور موثر نگرانی لازم و ملزوم ہیں۔ جیم (GEM) رپورٹ 2016 کا ایڈیشن حکومتوں اور فیصلہ سازوں کو SDG 4 کے حوالے سے ہونے والی پیش رفت کی رفتار کی نگرانی کرنے اور اسے تیز کرنے کے لیے گرانقدر بصیرت فراہم کرتا ہے۔ اس رپورٹ کی بنیاد مجموعی کامیابی کے اقدامات کے طور پر اُن اہداف اور اشارات پر رکھی گئی ہے جس میں جامعیت اور مساوات کو اولین حیثیت حاصل ہے۔

اس رپورٹ کے تین اہم پیغامات واضح طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں:۔

اول، نئے طریقہ ہائے کار اختیار کرنے کی فوری ضرورت۔ موجودہ رجحانات کی رفتار پر چلتے ہوئے کم آمدنی والے ممالک کے محض 70 فیصد بچے 2030 تک پرائمری تعلیم مکمل کر پائیں گے حالانکہ یہ مقصد 2015 تک حاصل کر لینا چاہیے تھا۔ ہمیں اس رجحان کو بدلنے کے لیے سیاسی عزم، پالیسیوں، نئی اختراعات اور موثر وسائل کی ضرورت ہوگی۔

دوم، اگر ہم SDG 4 کے بارے میں سنجیدہ ہیں تو ہمیں فوری ضرورت کا احساس اور طویل المدت عزم کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ اگر ہم ایسا کرنے میں ناکام رہیں گے تو نہ صرف اس کے تعلیم پر ناموافق اثرات مرتب ہوں گے بلکہ ترقی کے ہر ایک مقصد اور ہدف یعنی: غربت میں کمی، بھوک کے خاتمے، بہتر صحت، صنفی مساوات اور خواتین خودمختاری، پائیدار پیداوار اور کھپت، لچکدار شہروں اور زیادہ مساوی اور جامع معاشروں کی پیش رفت بھی متاثر ہوگی۔

آخری بات یہ کہ ہمیں انسانی بہبود اور عالمی ترقی میں تعلیم اور اس کے کردار کے بارے میں سوچنے کے انداز کو تبدیل کرنا ہوگا۔ اب تعلیم پر پہلے سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مہارتوں اور رویوں کی ایسی درست قسم کو فروغ دے جو پائیدار اور جامع ترقی و نمو میں نمایاں کردار ادا کرے۔

پائیدار ترقی کا ایجنڈا 2030 ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم جن سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی مسائل سے دوچار ہیں، ان کے حل کے لیے جامع اور مربوط اقدامات کریں۔ یہ روایتی حدود سے باہر نکلنے اور موثر اور اہم علاقائی شراکت داریاں پیدا کرنے پر زور دیتا ہے۔

سب کے لیے ایک پائیدار مستقبل کی بنیاد انسانی وقار، سماجی شمولیت اور ماحولیاتی تحفظ پر مبنی ہے۔ یہ ایک ایسا مستقبل ہے جہاں معاشی نمو عدم مساوات پیدا نہیں کرتی بلکہ یہ سب کے لیے خوشحالی کا باعث ہوتی ہے؛ جہاں شہری علاقوں اور لیبر مارکیٹ کو ہر ایک انسان کو با اختیار بنانے اور اقتصادی سرگرمیوں کو طبقاتی اور تجارتی لحاظ سے بامقصد بنانے کے لیے تشکیل دیا جاتا ہے۔ پائیدار ترقی ایک نظریہ ہے کہ انسانی ترقی ایک صحت مند دُنیا کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ نئے SDG ایجنڈا ہم سب سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم زندگی بھر سیکھنے کا حتمی مقصد پر غور کریں۔ کیونکہ اگر ہم نے درست سمت میں کام کیا تو تعلیم کے علاوہ کوئی دوسری ایسی چیز نہیں جو سب کو با اختیار بنائے اور مصروف کار رکھے۔ اسی طرح ہنر مند شہری سب لوگوں کے لیے ایک محفوظ، خوشحال اور منصفانہ دُنیا تخلیق کر سکتے ہیں۔ یہ نئی رپورٹ ان مباحث کو موثر بنانے اور سب کے لیے ایک حقیقت بنانے کے لیے موزوں شواہد فراہم کرتی ہے۔

Irina Bokova

ارینا بوکوا

ڈائریکٹر جنرل یونیسکو

دیباچہ

عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ 2016 (GEM رپورٹ) ایک مکمل اور حیران کن رپورٹ ہونے کے ناطے دونوں لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے۔ یہ ایک کامل اور اہم رپورٹ ہے جو جامعیت اور بصیرت سے مالا مال ہے۔ یہ ایک ہوش اڑانے والی رپورٹ بھی ہے۔ یہ اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ تعلیم ہی پائیدار ترقی اور پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) کی روح ہے لیکن ہم ابھی تک SDGs حصول سے بڑی حد تک دُور ہیں۔ یہ رپورٹ ہمیں دُنیا بھر کے خطرات سے آگاہ کرتی ہے اور SDG 4 کے حصول کے لیے بڑے پیمانے پر اقدامات کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

GEM رپورٹ یہ مستند بات بتاتی ہے کہ پائیدار ترقی کے ہر پہلو کے لیے تعلیم کس طرح سب سے اہم کوشش اور ضرورت ہے۔ بہتر تعلیم وسیع تر خوشحالی، بہتر زراعت، بہتر صحت کے نتائج، تشدد میں کمی، زیادہ صنفی مساوات، اعلیٰ تر سماجی سرمایہ اور ایک بہتر قدرتی ماحول کو جنم دیتی ہے۔ تعلیم دُنیا بھر کو لوگوں کو یہ بات سمجھانے میں بھی مدد دیتی ہے کہ پائیدار ترقی ہمارے مشترکہ مستقبل کے لیے کیوں اہم تصور کی جاتی ہے۔ تعلیم ہمیں معاشیات، سماجی، تکنیکی، یہاں تک کہ اخلاقی مقاصد کے حصول کے لیے بھی SDGs کو اپنانے اور ان کو حاصل کرنے کا بنیادی طریقہ کار فراہم کرتی ہے۔ ان حقائق کو پوری رپورٹ میں شاندار اور غیر معمولی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ معلومات کے ایک قیمتی خزانہ کو جدول، تصاویر اور متن کی صورت پیش کیا گیا ہے۔

اس رپورٹ میں ان اُمور کی نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ آج دُنیا تعلیم کے حوالے سے کہاں کھڑی ہے اور اس نے 2030 تک کہاں پہنچنے کے لیے وعدہ کیا تھا۔ امیر اور غریب اور دنیا کے مختلف ممالک میں تعلیم کے حصول کی صورت حال انتہائی خراب ہے۔ بہت سے غریب ممالک میں غریب بچوں کو موجودہ حالات کے تحت ناقابل تسخیر رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کے گھروں میں کتابیں نہیں ہوتی ہیں؛ انھیں پری پرائمری اسکول جانے کا کوئی موقع نہیں ملتا اور ایسے سکولوں میں پڑھتے ہیں جہاں بجلی، پانی، صحت وصفائی، تعلیم یافتہ اساتذہ، درسی کتابیں اور بنیادی تعلیم کے دیگر مواقع دستیاب نہیں ہوتے۔ یہ مسائل اور مضمرات پریشان کن اور حیرت انگیز ہیں۔ جبکہ SDG 4 کا تقاضا ہے کہ 2030 تک اپر ثانوی تعلیم کی لازمی تکمیل ہونی چاہیے۔ کم آمدنی والے ممالک میں موجودہ تکمیل کی شرح صرف 14 فیصد ہے (جدول 10.3)۔

GEM رپورٹ میں اس امر کا تعین کرنے کے لیے ایک اہم مشق کی گئی کہ کتنے ممالک موجودہ رفتار کے ساتھ چل کر 2030 کے ہدف تک پہنچیں گے یا حتیٰ کہ ایسے رستے پر چلیں گے جو خطے میں تیزی سے بہتر ہونے والے ممالک سے میل کھائیں گے۔ اس کا جواب بڑا معقول ہے کہ ہمیں بے مثال پیش رفت کرنا ہوگی جس کا آغاز فوری کرنا ہوگا تاکہ SDG 4 کے ساتھ اس کامیابی کو حاصل کیا جا سکے۔

نکتہ چیں لوگ کہتے ہیں کہ، ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ SDG 4 کا حصول ممکن نہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ "حقیقت" تسلیم کر لینی چاہیے۔ اگرچہ اس رپورٹ نے ان گنت انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ایسی لاپرواہی ناعاقبت اندیش اور غیر اخلاقی ہے۔ اگر ہم نوجوان نسل کو مناسب تعلیم نہیں دیں گے تو مستقبل میں غربت، ماحولیاتی مسائل یہاں تک کہ سماجی تشدد اور عدم استحکام جنم لے گا۔ اس لاپرواہی کا کوئی بھی عذر نہیں دیا جا سکتا۔ اس رپورٹ کا پیغام یہ ہے کہ ہمیں ایک بے مثال انداز میں تعلیمی حصول کو تیز تر کرنے کے لیے مل جل کر کام کرنا چاہیے۔

اس تیز رفتاری کے حصول کے بنیادی تقاضوں میں ایک سرمایہ کاری ہے۔ ایک بار پھر مذکورہ رپورٹ مناسب مطالعہ کا تقاضا کرتی ہے۔

آج کے دور میں تعلیم کے لیے ترقیاتی امداد 2009 کے مقابلے میں بہت کم ہے (شکل 20.7)۔ اسے امیر ممالک کی طرف سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ کیا یہ ڈونر ممالک واقعی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی کم آمدنی والے ممالک میں تعلیمی امداد میں کم سرمایہ کاری کر کے "پیسہ کی بچت" کر لیں گے؟ اس رپورٹ کو پڑھنے کے بعد زیادہ آمدنی والی دنیا کے رہنماؤں اور شہریوں کو دل کی گہرائیوں سے آگاہ ہونا چاہیے کہ عالمی بہبود کے لیے تعلیم میں سرمایہ کاری کرنا بہت ضروری ہے اور یہ کہ امداد کی موجودہ سطح 5 بلین ڈالر سالانہ پرائمری تعلیم کے لیے ہے جبکہ امیر ممالک میں 5 ڈالر فی شخص فی سال ہے۔ دُنیا میں مستقبل پائیدار ترقی اور امن کے لیے ایک انتہائی چھوٹی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔

GEM رپورٹ 2016 بصیرت، سفارشات اور مستقبل کی جانب بڑھنے کے معیارات کا ایک مجموعہ فراہم کرتی ہے۔ یہ SDG 4 کی کس طرح نگرانی اور پیمائش کرنی ہے، اس سے متعلق گرانقدر تجاویز دیتی ہے۔ یہ مثال کے ذریعے تعلیم کے داخلے اور تکمیل کے اکثر خام اقدامات جن پر آج ہم انحصار کرتے ہیں، ان کے مقابلے میں تعلیم کے معیار اور کامیابی کے بہتر اقدامات کے امکان کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ بڑے ڈیٹا، بہتر سروے کے طریقوں، کام کی نگرانی اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے ہم تمام سطحوں پر تعلیم کے عمل اور کامیابیوں کے زیادہ امتیازی اقدامات حاصل کر سکتے

ہیں۔

پندرہ سال پہلے دنیا نے آخرکار ایڈز کی وباء اور دیگر صحت کے ہنگامی حالات کی شدت کو تسلیم کرلیا اور ملینیم ترقیاتی اہداف کے تناظر میں عوامی صحت کے اقدامات کا جائزہ لینے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے۔ اس طرح کئی اہم اقدام جیسے ایڈز، تپ دق اور ملیریا کا مقابلہ کرنے کے لیے عالمی فنڈ، ویکسین اور امیونائزیشن/حفاظتی ٹیکوں کے لیے عالمی اتحاد (اب GAVI، ویکسین اتحاد) اور اس طرح کی دیگر کئی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ یہ کوششیں عوامی صحت کے اقدامات اور فنڈنگ میں ڈرامائی بہتری لے کر آئی ہیں۔ یقیناً وہ سب کچھ حاصل نہیں کیا گیا جو ممکن تھا (کیونکہ 2008 کے مالیاتی بحران نے عوام کی صحت کی فنڈنگ کو متاثر کردیا تھا) لیکن اس نے کئی اہم کامیابیاں حاصل کیں جن کے اثرات کو آج بھی محسوس کیا جارہا ہے۔

GEM رپورٹ 2016 کو تعلیم کے اقدام کی اُسی کال کے طور پر پڑھا جانا چاہیے جو SDGs کا خاصا ہے۔ میرا اپنا نظریہ جسے میں نے اکثر گزشتہ چند سالوں میں بار بار پیش کیا، وہ عالمی فنڈ برائے تعلیم کی ضرورت پرمبنی ہے جو ایڈز، تپ دق اور ملیریا کے عالمی فنڈ کے مثبت سبق پر استوار ہے۔ تعلیم کے مسئلے کے حل کے لیے مالی مشکلات درپیش ہیں جن کے بارے میں اس رپورٹ کے ہر ایک قومی اور گھرانوں پرمبنی ڈیٹا کے ذریعے واضح طور پر بتایا گیا ہے۔

یہ ناگریز دستاویز ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم موقع، فوری ضرورت اور SDG 4 میں شامل مقررہ عالمی ہدف جیسے سب کے لیے اعلیٰ معیار کی لازمی تعلیم اور زندگی بھر سیکھنے کے مواقع کے لیے اقدام کریں۔ میں ہر جگہ لوگوں سے اس رپورٹ کو غور اور توجہ سے پڑھنے اور اس کے پیغامات کو دل میں سمونے کے لیے بھی زور دے کر کہتا رہتا ہوں۔
سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم سب ہر ایک سطح پر مقامی کمیونٹی سے عالمی برادری تک اس پر عمل کریں۔

Jeffrey D. Sachs
خصوصی مشیر، سیکرٹری جنرل
برائے پائیدار ترقیاتی مقاصد

عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ 2016 کا خلاصہ

تعارف

ستمبر 2015ء میں منعقد ہونے والے اقوامِ متحدہ جنرل اسمبلی کے 70ویں اجلاس میں رکن ممالک نے ایک نئے عالمی ترقیاتی منصوبے ''اپنی دُنیا کی تبدیلی: پائیدار ترقی کا ایجنڈا 2030ء'' کی منظوری دی۔ اس منصوبے کی بنیاد 17 پائیدار ترقیاتی مقاصد (SDGs) پر رکھی گئی جس میں SDG 4 کا تعلق تعلیم سے ہے۔ یہ SDGs سال 2030ء تک کے لیے ترقیاتی ترجیحات کا تعین کرتے ہیں اور میلینیم ترقیاتی اہداف اور ''تعلیم سب کے لیے EFA'' کے مقاصد ان دونوں کو آگے بڑھاتے ہیں جو 2015ء کو اپنے اختتام کو پہنچیں گے۔

نئی ''عالمی تعلیم کی نگرانی رپورٹ'' (جیم GEM رپورٹ) جس کی بنیاد درحقیقت اس تجربہ پر استوار ہے جو EFA گلوبل مانیٹرنگ رپورٹ کے مرتب کرنے سے حاصل ہوا ہے، اَب یہ نئے فرائض کے تحت ایجنڈا 2030ء کی روشنی میں تعلیم کی پیش رفت کا جائزہ لے گی۔ 2016ء کی جیم GEM رپورٹ اگلے پندرہ برس میں سامنے آنے والے سلسلے کی اولین کڑی ہے اور یہ تعلیم اور پائیدار ترقی کے دیگر پہلوؤں کے مابین پائے جانے والے پیچیدہ تعلق کے ساتھ ساتھ SDG 4 کی مانیٹرنگ کے مضمرات کو واضح کرنے کی کوشش ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ تعلیم اس وقت تک اپنے مکمل ثمرات نہیں دے سکتی جب تک سکولوں میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہو۔ تعلیم زندگی بھر سیکھنے کا عمل ہے اور تعلیمی نظام مکمل طور پر پائیدار ترقی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

> "تعلیم اس وقت تک اپنے مکمل ثمرات نہیں دے سکتی جب تک سکولوں میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہو۔ تعلیم زندگی بھر سیکھنے کا عمل ہے اور تعلیمی نظام مکمل طور پر پائیدار ترقی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔"

رپورٹ کے توضیحی حصے میں ایسی مثالیں، طریقہ ہائے کار، اور پالیسیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جن سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ تعلیم پائیدار ترقی کے ہمہ گیر مقصد کو حاصل کرنے میں کس طرح سے مدد دے سکتی ہے۔ اس رپورٹ میں وہ دلائل فراہم کیے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم پائیدار ترقی کے تمام پہلوؤں میں بھرپور مدد کر سکتی ہے جیسے غربت میں کمی، دُنیا سے بھوک کا خاتمہ، صحت میں بہتری، صنفی مساوات اور اختیارات کی تفویض، پائیدار نظامِ زراعت، آفات سے محفوظ شہر اور ایسے معاشرے کی تخلیق جو بہتر طور پر مساوی، جامع، اور انصاف پر مبنی ہوں۔

رپورٹ کے مانیٹرنگ حصے میں SDG 4 کی پیش رفت کو ماپنے کے مختلف چیلنجز کا تجزیہ کیا گیا ہے اور اس حوالے سے پالیسی میں تبدیلیوں کے لیے ٹھوس سفارشات پیش کی گئی ہیں۔ SDG 4 میں بیان کردہ ساتوں مقاصد اور ان کے نفاذ کے تینوں ذرائع کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، اس مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر کہ دیگر SDGs میں تعلیم کے کردار کو کیسے ماپا جائے، تعلیمی مالیات اور تعلیمی نظاموں کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ اگلے پندرہ برس کے لیے تعلیم کی مانیٹرنگ کے موثر اور عالمی طریقہ کار اور اس کے لیے درکار قومی، علاقائی اور عالمی سطوحات پر بنیادی عناصر اور ان کی باہم مطابقت کا نظام بھی اس رپورٹ میں تجویز کیا گیا ہے۔

جدول 1

تعلیم کا دیگر پائیدار ترقی کے مقاصد SDGs سے کیا تعلق ہے

مقصد 1:	لوگوں کو غربت سے نکالنے کے لیے تعلیم لازم ہے۔	مقصد 9:	جہاں کہیں تعلیم سب کو یکساں طور پر میسر آئے وہاں ہمیشہ سماجی اور اقتصادی مساوات سامنے آتی ہیں۔
مقصد 2:	تعلیم لوگوں کو زراعت کے زیادہ پائیدار طریقے اختیار کرنے میں مدد دیتی ہے اور انھیں غذائیات سے روشناس کراتی ہے۔	مقصد 10:	تعلیم افراد کو وہ درکار مہارتیں مہیا کرتی ہے جن کی مدد سے وہ زیادہ مستحکم شہروں کو وجود میں لاتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں، اور کسی حادثے کی صورت میں بچاؤ کی تدبیر کام میں لاتے ہیں۔
مقصد 3:	تعلیم صحت کے حوالے سے کئی اہم ترین معاملات پر معلومات فراہم کرنے میں مفید ثابت ہو سکتی ہے جن میں کم عمری کی اموات، افزائشِ صحت، بیماریوں کا پھیلاؤ، صحت مند طرزِ زندگی اور تندرستی شامل ہیں۔	مقصد 11:	تعلیم باہم مربوط اقتصادیات کے حوالے سے پیداواری طریقوں میں واضح تبدیلی لانے کا باعث بنتی ہے۔ یہ صارفین کو زیادہ پائیدار اشیا کا شعور فراہم کرتی ہے اور کچرے کی روک تھام کا باعث بنتی ہے۔
مقصد 4:	خواتین اور بچیوں کے لیے تعلیم خاص طور پر اہم ہے جس سے وہ بنیادی خواندگی، سماجی شرکت کی صلاحیت اور مہارت حاصل کر سکتی ہیں اور اس سے ان کی زندگی کے امکانات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔	مقصد 12:	تعلیم موسمیاتی تبدیلی کو بڑے پیمانے پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور مقامی سطح پر اس سے مطابقت اختیار کرنے اور اس میں کمی لانے کا شعور بخشتی ہے۔
مقصد 5:	تعلیم اور تربیت سے قدرتی وسائل کو زیادہ پائیدار طریقے سے استعمال میں لانے کی صلاحیت اور مہارت میں اضافہ ہوتا ہے اور تعلیم صفائی کا شعور بڑھ جانے کا سبب بنتی ہے۔	مقصد 13:	تعلیم سمندری ماحول اور اس کی حفاظت کا شعور دیتی ہے اور اس کے لیے پیش بند اقدامات ممکن بناتی ہے۔
مقصد 6:	تعلیمی منصوبے، خاص طور پر غیر رسمی اور نیم رسمی طریقے، توانائی کی بچت اور اس کے قابلِ تجدید ذرائع کا شعور اجاگر کرتے ہیں۔	مقصد 14:	تعلیم اور تربیت ایسی مہارتوں اور صلاحیتوں سے مالا مال کرتی ہے جس سے فرد بہتر روزگار کما سکتا ہے، قدرتی وسائل اور حیاتیاتی تنوع کی اور بالخصوص خطرے کا شکار ماحول کی حفاظت کرتا ہے۔
مقصد 7:	اقتصادی سرگرمیوں، تجارت، روزگار کے لیے درکار مہارتیں اور تعلیم براہِ راست ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔	مقصد 15:	سماجی تعلیم ایسے معاشرے کی تخلیق میں مددگار اور معاون ہوتی ہے جو افراد کی زیادہ سے زیادہ شرکت، جامعیت، اور سماجی انصاف کے علمبردار ہوتے ہیں۔ اس سے سماجی یک جہتی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔
مقصد 8:	زیادہ مستحکم بنیادی ڈھانچے اور پائیدار صنعتی ترقی کے لیے درکار مہارتوں کو مہیا کرنے کے لیے تعلیم لازم عنصر ہے۔	مقصد 16:	زندگی بھر سیکھتے رہنے کا عمل پائیدار ترقی کی پالیسیوں اور منصوبوں کی بہتر تفہیم میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

Children use the blackboard to lean on in the Dan Saa school, Niger.

TAGAZA DJIBO/UNESCO

کرہ ارض (دُنیا)

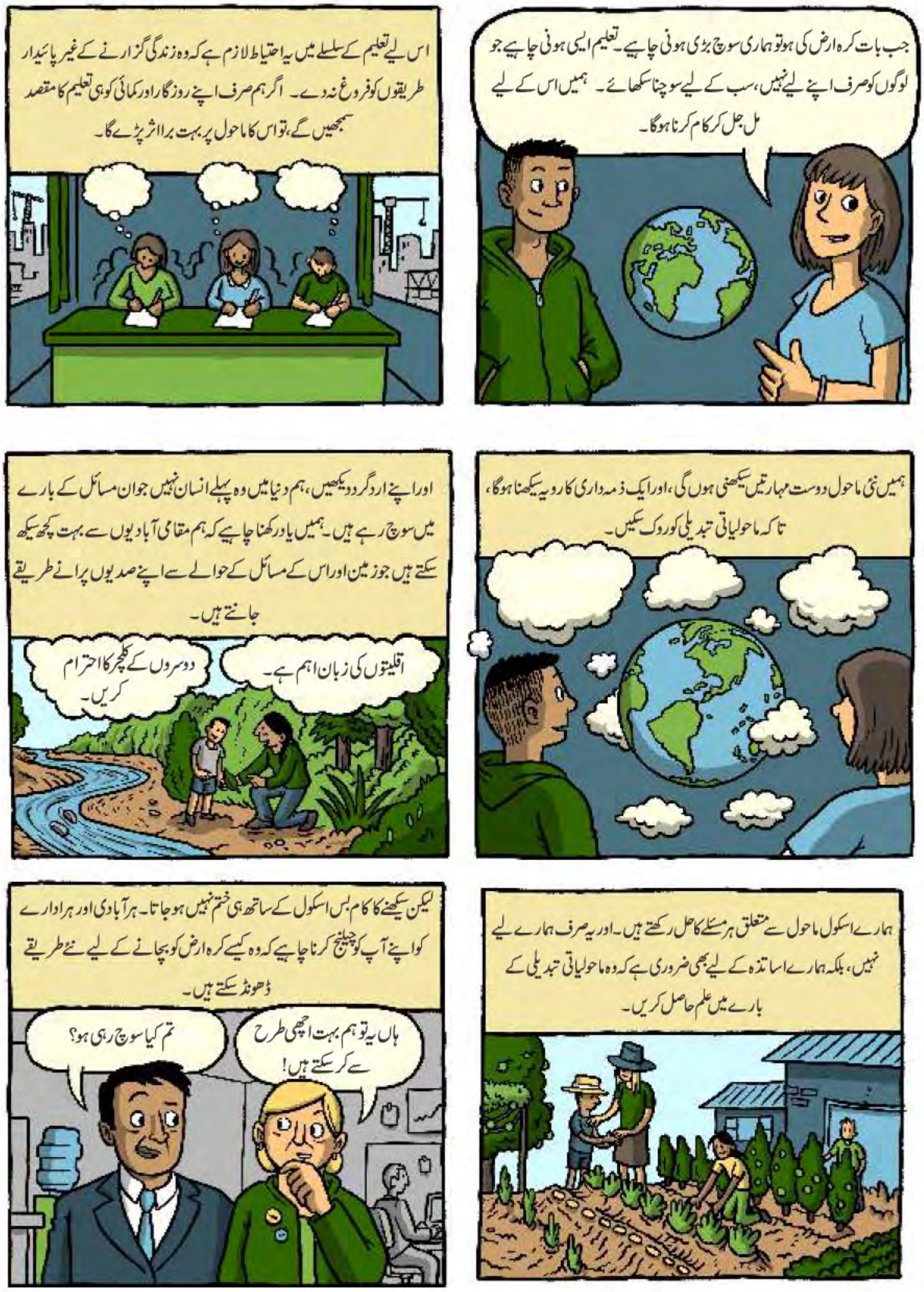
جب بات کرہ ارض کی ہوتو ہماری سوچ بڑی ہونی چاہیے۔ تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو صرف اپنے لیے نہیں، سب کے لیے سوچنا سکھائے۔ ہمیں اس کے لیے مل جل کر کام کرنا ہوگا۔
اس لیے تعلیم کے سلسلے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ وہ زندگی گزارنے کے غیر پائیدار طریقوں کو فروغ نہ دے۔ اگر ہم صرف اپنے روزگار اور کمائی کو ہی تعلیم کا مقصد سمجھیں گے، تو اس کا ماحول پر بہت برا اثر پڑے گا۔
ہمیں نئی ماحول دوست مہارتیں سیکھنی ہوں گی، اور ایک ذمہ داری کا رویہ سیکھنا ہوگا، تاکہ ماحولیاتی تبدیلی کو روک سکیں۔
اور اپنے اردگرد دیکھیں، ہم دنیا میں وہ پہلے انسان نہیں جو ان مسائل کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہم مقامی آبادیوں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں جو زمین اور اس کے مسائل کے حوالے سے اپنے صدیوں پرانے طریقے جانتے ہیں۔
اقلیتوں کی زبان اہم ہے۔
دوسروں کے کلچر کا احترام کریں۔
ہمارے اسکول ماحول سے متعلق ہر مسئلے کا حل رکھتے ہیں۔ اور یہ صرف ہمارے لیے نہیں، بلکہ ہمارے اساتذہ کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ماحولیاتی تبدیلی کے بارے میں علم حاصل کریں۔
لیکن سیکھنے کا کام بس اسکول کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ ہر آبادی اور ہر ادارے کو اپنے آپ کو چیلنج کرنا چاہیے کہ وہ کیسے کرہ ارض کو بچانے کے لیے نئے طریقے ڈھونڈ سکتے ہیں۔
تم کیا سوچ رہی ہو؟
ہاں یہ تو ہم بہت اچھی طرح سے کر سکتے ہیں!

تعلیم اور پائیدار ترقی: یہ باہم کیسے مربوط ہیں اور یہ روابط کیوں اہم ہیں

کرہ ارض: ماحول کی پائیداری

افراد اور تمام عالم انسانیت کی سرگرمیوں نے دنیا اور اس میں موجود زندگی کی جملہ اقسام کو داغ دار کر رکھا ہے۔ کیونکہ انسان ہی ماحولیاتی آلودگی، حیاتیاتی تنوع کے تیز رفتار خاتمے اور موسمیاتی تبدیلی کا باعث بن رہے ہیں، اس لیے لازم ہیں کہ یہی ان چیلنجز اور مسائل کا حل بھی پیش کریں۔

زیادہ پائیدار سماج کی تخلیق میں ماحول کے حوالے سے درکار تبدیلیوں کے لیے تعلیم؛ حکومتوں، سول سوسائٹی اور نجی شعبہ کی جانب سے کیے گئے اقدامات سے ہم آہنگی کے ساتھ؛ بہت بڑا کردار ادا کر سکتی ہے۔ تعلیم سے اقدار اور نکتہ ہائے نظر تشکیل پاتے ہیں۔ تعلیم ایسی مہارتوں، تصورات اور آلات کی تیاری میں بھی معاون ثابت ہو سکتی ہے جو غیر پائیدار سرگرمیوں کو کم کرنے یا روکنے میں مدد دے سکیں۔

پائیداری کے حوالے سے تعلیم کا یہ متنوع کردار ہمیشہ مثبت صورت میں ہی سامنے نہیں آتا۔ یہ بعض صورتوں میں غیر پائیدار سرگرمیوں میں بھی اپنا حصہ ڈال سکتی ہے جیسے وسائل کی غیر ضروری کھپت، یا مقامی پائیدار علم اور طریقہ ہائے زندگی کے مٹانے میں مزید اضافے کا باعث بننا۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ تعلیم کو ایسی صورت میں تبدیل کیا جائے اور ڈھالا جائے کہ اس کے اثرات مثبت ہوں۔

انسانی رویہ ہی ماحولیاتی بحران کا سبب بنا

اب تک سمجھ میں آنے والی تین عمومی وجوہات جس کے ذریعے انسان ماحول کی تباہی کا باعث بنا ہے وہ آبادی، جدید طرز زندگی اور انفرادی رویہ ہے۔ آبادی کے حوالے سے سادہ سی بات یہ ہے کہ کرہ ارض پر بہت زیادہ انسان پائے جاتے ہیں: دنیا کی آبادی 1950ء سے 2015ء کے درمیان تین گنا بڑھی ہے، اور 2030ء تک اس میں ایک ارب سے 8.5 ارب تک اضافے کا امکان ہے۔ جدید طرز زندگی کا نظریہ شہروں اور امیر ممالک میں فی کس وسائل کی کھپت میں اضافے پر مرکوز ہے۔ وہ ممالک جہاں معیار زندگی میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے وہاں گذشتہ دو عشروں میں 'ماحولیاتی نقش قدم' (Ecological Footprints) دوگنا ہو چکے ہیں۔ فرد کے اعمال کے نظریے کے مطابق انسان بطور فرد جہاں ماحولیاتی مسائل پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے، وہیں اس کے ممکنہ حل بھی اسی کے پاس ہیں۔ مثال کے طور پر وہ ضابطے جو اشیا کے دوبارہ استعمال کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، سواری کے لیے سائیکل یا ایسی گاڑیوں کا استعمال جو کم ایندھن پر چلتی ہیں وغیرہ۔

ان مسائل پر قابو پانے کے لیے سیکھنے کا عمل لازم ہے

ماحولیاتی چیلنج سے نبرد آزما ہونے میں تعلیم کو بنیادی کردار ادا کرنا ہے۔ تعلیم، اور بالخصوص عورتوں اور بچیوں کی تعلیم آبادی میں اضافے کو روکنے، افزائش سے متعلق فیصلوں میں خود مختاری اور حمل میں وقفے کا سب سے موثر ذریعہ ہے۔ تعلیم کمائی میں اضافے کی وجہ سے روزگار کا باعث بنتی ہے، علاوہ ازیں مہارت رکھنے والے افراد اقتصادیات اور غذائی نظام کو تبدیل کرنے کے لیے انتہائی اہم ہیں۔ تعلیم فرد اور اجتماعی رویوں پر موجودہ، روایتی اور زندگی بھر سیکھتے رہنے کے طریقوں کے ذریعے اثر انداز ہو سکتی ہے۔

موجودہ طریقہ: اسکول کی تدریس

اسکول اس بات میں معاون ثابت ہوتے ہیں کہ وہ طالب علم کو ماحولیاتی مسئلے، اس کے اثرات اور اس سے نمٹنے کے لیے درکار اقدامات سے آگاہ کرتے ہیں۔ ماحول سے متعلق علم اب باقاعدہ طور پر اسکولوں کے نصاب کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ 78 ممالک کے نصاب کے تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ 55 فیصد نے 'ماحول' (Ecology) جبکہ 47 فیصد نے اس کے لیے 'ماحولیاتی تعلیم' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

> ”78 ممالک کے نصاب کے تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ 55 فیصد نے 'ماحول' (Ecology) جبکہ 47 فیصد نے اس کے لیے 'ماحولیاتی تعلیم' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔“

شکل 1: ماحولیاتی قیمت پر انسانی ترقی کی اعلی سطحوں کا حصول

انسانی ترقی کے اشاریہ 2012 کی طرف سے ہر ملک پر پڑنے والے کل ماحولیاتی اثرات

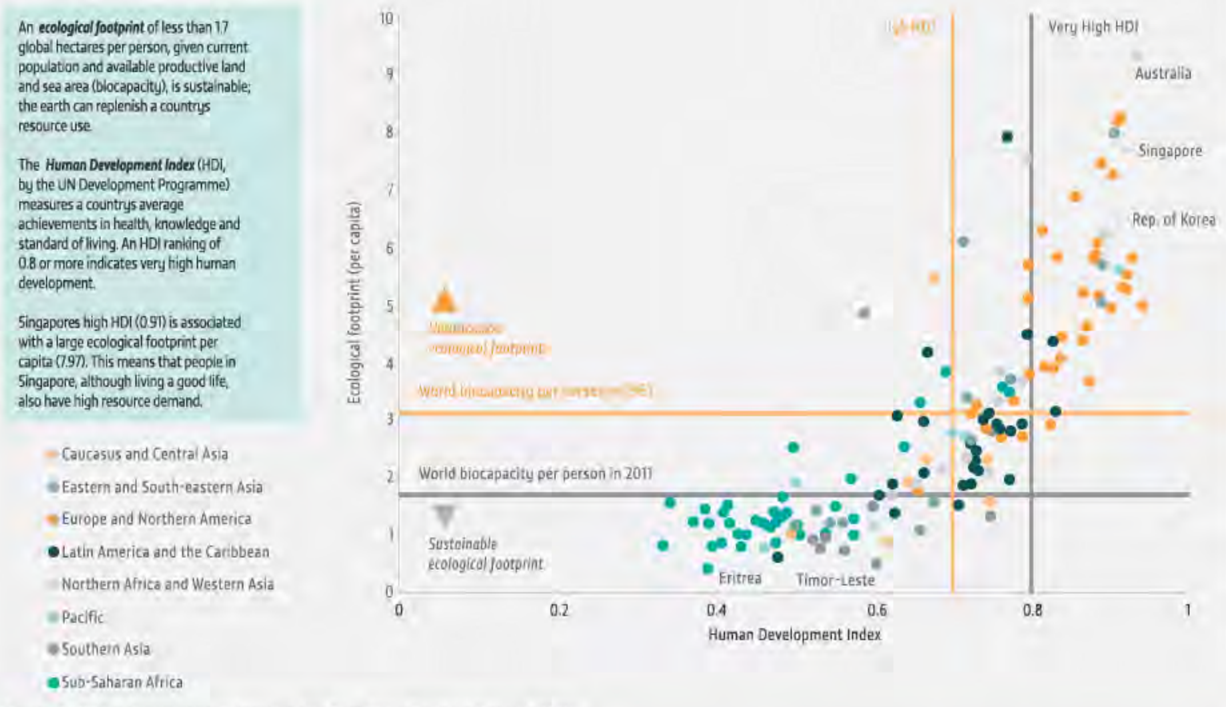

Source: GEM Report team analysis based on data from Global Footprint Network (2016).

مثال کے طور پر ہندوستان میں سپریم کورٹ کی ہدایت کی روشنی میں، حکومتی اداروں نے 2003ء کے بعد سے ماحولیاتی تعلیم کے حوالے سے زیادہ مواد شامل کرنا شروع کر دیا ہے، اس کے نتیجے میں 1.3 ملین اسکولوں میں قریباً 300 ملین طالب علم ماحول کے حوالے سے کچھ نہ کچھ تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

ماحولیاتی تعلیم اس بات کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ پائیدار طرز زندگی، کچرے میں کمی، توانائی کا بہتر استعمال، پبلک ٹرانسپورٹ کا زیادہ استعمال، ماحول دوست پالیسیوں کی حمایت، اور ماحول کے بچاؤ کے لیے عملی اقدامات کی روش اختیار کی جائے۔ 2006ء میں ہونے والے 'طلبہ کی کارکردگی جانچنے کا بین الاقوامی پروگرام' میں ایسٹونیا اور سویڈن کے طلبہ، جن کے نصاب میں پائیدار ترقی سے متعلق مواد شامل ہے، وہ دیگر ممالک کے اپنے ان ہم جماعتوں سے زیادہ بہتر طور پر ماحولیاتی علوم پر جواب دینے کے اہل تھے جہاں نصاب میں یہ مواد شامل نہیں۔ بعض اسکولوں نے اس حوالے سے 'سارا اسکول' (Whole School) طریقہ اختیار کیا ہے۔ انگلینڈ میں ایسے اسکولوں کے مطالعہ سے ثابت ہوا کہ اس سے ان اسکولوں کے طرز عمل کے ساتھ ساتھ طلبہ کی صحت اور سیکھنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوا ہے اور اسکول کے طرف سے ماحولیاتی نقش قدم کم ہوئے ہیں۔

روایتی طریقہ: تعلیم بذریعہ کمیونٹی

روایتی اور بالخصوص مقامی علم زراعت، غذائی پیداوار اور ان کے محفوظ کرنے کے طریقوں جیسے امور میں ماحول کی پائیداری کے حوالے سے صدیوں سے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ مقامی لوگوں کی زمین کی تقسیم کے کئی ایسے طریقے ہیں جنھیں اب عالمی سطح پر حیاتیاتی تنوع اور ماحول کا توازن قائم رکھنے کے لیے بہترین طریقوں کے طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے۔ کولمبیا میں The Council of Sustainable Settlements of the Americas روایتی تصور 'بین ویویز' (اچھی طرح زندگی کرنا) مثال کے طور پر eco-barrio منصوبے، روایتی پائیدار گاؤں، اور پائیدار تعلیمی مراکز کو عملی صورت دے رہی ہے، جو کہ مقامی آبادی کے کردار کو تسلیم کرنے کی ایک صورت ہے۔

مقامی اور روایتی علم نے ماحولیاتی توازن، آفات کی پیش گوئی اور ماحولیاتی تبدیلی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے اور اس سے مقابلہ کرنے میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ امریکہ میں 'الاسکا دیہی نظام کا اقدام، جس کے تحت اسکول کے طلبہ مقامی آبادی کے بزرگوں سے گفتگو کرتے ہیں، مقامی علم کو اسکول کی تدریس میں شامل کرنے کی ایک صورت ہے۔ اسکول کی تعلیم مقامی زبان میں دینے سے بھی نسلوں کے مابین علم کی شراکت میں سہولت ہوتی ہے۔

زندگی بھر سیکھنے کا طریقہ: روزمرہ زندگی اور کام پر سیکھنا

رسمی تعلیم کے علاوہ حکومتی ادارے، مذہبی ادارے، کمیونٹی گروپ اور فلاحی تنظیمیں، مزدور تنظیمیں اور پرائیویٹ سیکٹر فرد اور مجموعی رویوں کو تبدیل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔
حکومت کی مدد سے کسی بھی ماحولیاتی مسئلے کے بارے میں شعور بیدار کیا جاسکتا ہے، اس کی وجوہات واضح کرتے ہوئے اس طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ لوگ اس سلسلے میں کس طرح اور کیا کر سکتے ہیں۔ جیسے 2015ء میں ایتھوپیا کی حکومت نے اپنے دیگر مددگار اداروں کے ساتھ مل کر ایک دوسالہ تحریک شروع کی ہے جس کا مقصد لوگوں میں شمسی توانائی سے روشنی پیدا کرنے والی مصنوعات کے استعمال میں فروغ ہے۔

مذہبی، ثقافتی اور سماجی رہنما ماحول کے حوالے سے بہترین اقدار اور اعمال کے فروغ کے بارے میں آگاہی دے سکتے ہیں۔ اس کی مثالیں ہمیں پاپ فرانسس، دلائی لامہ، اور 'مسلم ایسوسی ایشن برائے موسمیاتی تبدیلی کے اقدام' کی صورت میں ملتی ہیں۔

جس جگہ انسان کام کرتا ہے وہ ماحولیاتی تعلیم کا ایک لازمی مرکز ہے۔ کئی کمپنیوں نے ایسی مہم شروع کی ہے کہ ان کے ماحولیاتی نقش قدم میں کمی آئے اور اس کے لیے وہ اپنے عملے اور عوام کو ماحول کے تحفظ کی تعلیم دیتے ہیں۔ 2008ء میں کیے گئے 'اکانومسٹ انٹیلی جنس یونٹ سروے' کی رپورٹ کے مطابق دنیا کے 40% تجارتی منتظمین کی رائے میں یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے کاروبار کو پائیدار ترقی کے اصولوں سے ہم آہنگ کریں۔ مزدور تنظیموں نے بھی کام کے مقام پر زیادہ محفوظ اور ماحول دوست طریقوں کو فروغ دینے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

عوام آگاہی روابط، منصوبوں اور ماحول کے لیے کام کرنے والی تنظیموں سے تعاون کی صورت میں این جی اوز نے بھی ماحول کے بچاؤ کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ انٹرنیٹ پر مہم چلانے والے گروپوں جیسے 'اواز (Avaaz)' جس کے دنیا کے 194 ممالک میں پھیلے ہوئے 44 ملین ارکان ہیں، نے بھی ماحول سے آگاہی کے لیے اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ مکھی مار ادویات پر پابندی لگانے کے لیے ان کی دو برس پر محیط طویل مہم اس کی اہم مثال ہے۔

موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے تعلیم کا مربوط طریقہ مفید ہے

تعلیم لوگوں میں ماحول سے متعلق خطرات کے مقابلے میں مزاحمت کو جنم دیتی ہے۔ تعلیم ہی ماحول دوست مہم اور سرگرمیوں میں ان کی حمایت اور عملی شرکت کا باعث بنتی ہے۔ تعلیم کے مواقع بڑھانے کے لیے خرچ کی جانے والی رقم موسمیاتی تبدیلی کے خلاف سمندری دروازے تعمیر کرنے اور آبپاشی کے نظام بہتر بنانے سے کئی گنا زیادہ مفید ہے۔ خواتین کے تعلیم سے قدرتی آفات سے ہونے والے نقصانات میں کمی آتی ہے۔ ایک پیش بین خاکے کے مطابق اگر تعلیم میں ترقی رک گئی تو مستقبل کی قدرتی آفات میں ہونے والی اموات میں 20 فیصد اضافے کا خدشہ ہے۔ وہ آبادیاں جنھیں موسمیاتی تبدیلی سے زیادہ خطرات لاحق ہیں اکثر ایسے ممالک میں ہیں جہاں تعلیم کی شرح بہت کم اور عدم مساوات کا شکار ہے۔

> ”اگر تعلیم میں ترقی رک گئی تو مستقبل کی قدرتی آفات میں ہونے والی اموات میں 20 فیصد اضافے کا خدشہ ہے۔“

تعلیم قدرتی آفات سے بچنے کے لیے تیاری اور ان کے واقع ہونے پر اس سے مطابقت پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ کیوبا، ڈومینیکن ری پبلک اور ہیٹی پر کیے جانے والے ایک تحقیقی مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی کہ محض تعلیم کی کمی کی وجہ سے وہ قدرتی آفات سے متعلق انتباہی اعلانات کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ فلپائن میں مقامی آبادیاں محکمہ تعلیم اور دیگر تنظیموں کے ساتھ مل کر اس بات کو یقینی بنا رہی ہیں کہ بچوں کو موسمیاتی تبدیلی اور اس سے مطابقت پیدا کرنے کے طریقوں سے آگاہی دی جائے، جس سے یقیناً اس آبادی کی قدرتی آفات کے خلاف مزاحمت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

خوشحالی

@GEMReport #SDG4All bitly.com/sdg4all

خوشحالی: پائیدار اور جامع معیشت

اگر 2030ء منصوبہ کامیاب بنانا ہے تو دنیا کی معیشت کو ماحولیاتی پائیداری اور جامعیت کے اصولوں پر استوار کرنا ہوگا۔ اس تبدیلی میں تعلیم کا بنیادی کردار ہے۔

تعلیم اور زندگی بھر کے سیکھتے رہنے کے عمل کو پیداوار اور کھپت دونوں کو پائیداری کے اصولوں سے ہم آہنگ کرنا ہوگا، ایسی مہارتیں دینا ہوں گی جس سے ماحول دوست صنعتیں (گرین انڈسٹری) وجود میں آسکے اور اعلیٰ تعلیم و تحقیق کو اس نہج پر لانا ہوگا کہ وہ ماحول دوست راہیں تلاش کریں۔ بنیادی اہمیت کے معاشی شعبہ جات جیسے زراعت جس پر امیر و غریب ممالک اور دنیا کے ہر گھرانے کا انحصار ہے، کو تبدیل کرنے میں بھی انھیں اپنا کردار ادا کرنا ہے۔

جس طرح معیشت کو پائیدار ہونا لازم ہے، اسی طرح معیشت کا جامعیت مبنی اور کم غیر منصفانہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اچھے معیار کی تعلیم ان مقاصد کے حصول میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ تعلیم یافتہ کارکنان پر مشتمل مزدور ایسی جامع معیشت کے لیے لازم ہیں جس کا مطمع نظر انسانی فلاح ہو۔ تعلیم اچھے روزگار اور مناسب کمائی کے امکانات بڑھا کر غربت میں کمی کا باعث بنتی ہے اور صنف، سماجی و اقتصادی مقام اور دیگر ہر طرح کے استحصال کی وجہ سے تنخواہوں کے فرق کو مٹانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

صنعتوں کو ماحول دوست بنانے کے لیے مہارتوں کی طلب میں اضافہ ہوگا

پائیدار ترقی اور 'سبز بڑھوتری' (Green Growth) کا مطلب ہے ماحول دوست صنعتیں لگانا اور موجودہ صنعتوں کو ماحول دوست بنانا۔ ماحول دوست صنعتوں میں اس وقت بھی بہت بڑی تعداد میں کارکنان برسر روزگار ہیں، اور آئندہ برسوں میں کم آمدن والے ممالک میں ان صنعتوں کی تعداد میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ مثال کے طور پر ایک تخمینے کے مطابق سال 2015ء سے 2040ء کے درمیان جس قدر بجلی پیدا کرنے کے ذرائع میں اضافہ ہوگا، اس کا نصف قابل تجدید وسائل پر مشتمل ہوگا، جس کا اکثر حصہ چین، ہندوستان، لاطینی امریکہ اور افریقہ میں ہوگا۔

ماحول دوست سبز صنعتیں قائم کرنے کے لیے اعلیٰ تعلیم اور مخصوص مہارتیں لازم ہیں؛ جبکہ موجود صنعتوں کو ماحول دوست بنانے کے لیے نیم ماہر کارکنان کی تربیت اور مسلسل تعلیم کی ضرورت پڑتی ہے، جو عموماً کام کرنے والی جگہ پر ہی مہیا کی جاتی ہے۔ پالیسی بنانے والوں اور ماہرین تعلیم کو اس چیلنج کا سامنا ہے کہ ان مہارتوں کو شناخت کریں جو تیزی سے بدلتی معیشتوں میں بھی کام آسکیں۔

پائیدار ترقی اور سبز بڑھوتری کے لیے لازم آتا ہے کہ تحقیق اور ترقی میں واضح سرمایہ کاری کی جائے۔ اعلیٰ تعلیم کے نظام کو کافی تعداد میں ایسے افراد کی تیاری کے لیے جو مخصوص مہارتوں سے بھی لیس ہوں اور متنوع میدانوں کے لیے بھی موزوں ہوں، مخصوص نصاب کی ضرورت ہے جس کے ساتھ ساتھ مختلف مہارتوں میں تعارفی پروگرام بھی جاری رکھے جائیں۔ 'انٹرنیشنل انرجی ایجنسی' کے مطابق اگر کاربن کی مقدار کو کم کرنے کے لیے واضح تبدیلی کا حصول مقصود ہے تو حکومتوں پر توانائی کے شعبے میں ہونے والی تحقیق میں سالانہ پانچ گنا زیادہ سرمایہ کاری کرنا لازم ہے۔

تعلیم زراعت کے شعبے کو بدلنے میں مدد دے سکتی ہے

زراعت کو پوری دنیا میں 2015ء سے 2030ء تک شدید چیلنج کا سامنا ہے۔ یہ وہ شعبہ ہے جسے ماحولیاتی خرابی سے سب سے زیادہ خطرہ ہے، اور یہی شعبہ گرین ہاؤس گیس کے ایک تہائی حصے کا ذمہ دار بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی آبادی کو غذا کی مقدار میں ایک بڑے اور پائیدار اضافے کی ضرورت ہے جس کی غذائی تقسیم بھی برابری کی بنیاد پر ہو۔

> ”بنیادی خواندگی اور زرعی وسعت کے منصوبے کسانوں کو اپنی پیداوار 12 فیصد تک بڑھانے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔“

پائیدار غذائی پیداوار کے لیے تعلیم لازم ہے۔ پرائمری اور ثانوی تعلیم مستقبل کے کسانوں کو بنیادی مہارتوں کے ساتھ ساتھ زراعت کے میدان میں درپیش پائیداری کے چیلنج سے بھی آگاہ کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ فنی تعلیم اور مہارتوں سے متعلق حکومت کی پالیسی سے نئی ٹیکنالوجی اور کسانوں کے درمیان فاصلہ کم ہوسکتا ہے۔ بنیادی خواندگی اور زرعی وسعت کے منصوبے کسانوں کو اپنی پیداوار 12 فیصد تک بڑھانے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ زرعی تحقیق اور یونیورسٹی تعلیم کو جوڑنے سے ایسی نئی راہیں دریافت کی جاسکتی ہیں جو پائیداری کو مستحکم کریں۔ اس کے باوجود کئی ممالک اور عطیہ دینے والے اداروں نے اس قسم کی تحقیق میں سرمایہ کاری کم کردی ہے۔ بالخصوص افریقہ میں حکومت کی جانب سے زرعی تحقیق میں حصہ کے لحاظ سے 1960ء میں عالمی اوسط کے مقابلے میں 10 فیصد سرمایہ کاری اب گھٹ کر 2009ء میں محض 6 فیصد رہ گئی ہے۔

تعلیم اور زندگی بھر سیکھنے کا عمل طویل المدت اقتصادی ترقی میں مددگار ہیں

پرائمری اور ثانوی درجوں میں طلبہ کی تعداد میں اضافے کا طویل المدت اثر اقتصادیات پر ظاہر ہوتا ہے۔ ابتدائی تعلیم کا اثر 1965ء تا 2010ء کے تقابل سے افریقہ اور مشرقی ایشیا کی رفتار ترقی سے ظاہر ہے جو نصف سے زیادہ ہے۔ اچھے معیار کی تعلیم اور تربیت یافتہ کارکنان منافع میں اضافے اور ٹیکنالوجی کی تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔ تعلیمی نظام کے معیار کا فرق مشرقی ایشیا کے 'ترقی کی کرامت' اور لاطینی امریکہ کے 'ضائع ہو جانے والے عشروں' کی وضاحت کے لیے کافی ہیں۔ ممالک کو خوشحالی کی منزل حاصل کرنے کے لیے ثانوی اور اعلیٰ تعلیم میں سرمایہ کاری کرنا لازم ہے۔ یہ بات خاص طور پر افریقہ کے لیے اہم ہے جہاں 2014ء میں اعلیٰ تعلیم کی شرح محض 8 فیصد تھی۔

اگر تعلیم کو ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا ہے تو اسے روزگار کی تیزی سے بدلتی دنیا کا ساتھ دینا ہوگا۔ ٹیکنالوجی نے نہ صرف اعلیٰ مہارت رکھنے والے افراد کی طلب میں اضافہ کیا ہے، بلکہ اس نے اوسط مہارت رکھنے والے افراد، جیسے کلرک، سیلز مین، مشین آپریٹرز جن کے کام اب مشینیں خود بخود مکمل کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں، کی طلب میں شدید کمی بھی کی ہے۔ اس کے اثرات کروڑوں افراد پر مرتب ہوں گے: 2015ء میں کل کارکنوں کی دو تہائی سے کچھ کم تعداد اوسط درجے کی مہارتوں کے روزگار سے متعلق تھی۔

تحقیق سے یہ امر بھی واضح ہوا ہے کہ اکثر تعلیمی نظام منڈی کی طلب اور تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں۔ 2020ء تک 40 ملین سے بھی کم تعداد ایسے کارکنان کی ہوگی جو یونیورسٹی تعلیم رکھتے ہوں گے جبکہ نچلی سطح کی تعلیم رکھنے والے کارکنوں کا تخمینہ 90 سے 95 ملین تک ہے۔

> "2020ء تک 40 ملین سے بھی کم تعداد ایسے کارکنان کی ہوگی جو یونیورسٹی تعلیم رکھتے ہوں گے۔"

وہ مہارتیں اور قابلیت جو جامع تعلیم کا ذریعہ بنتی ہیں؛ جیسے واضح سوچنے کی صلاحیت، مسائل کو حل کرنا، مل کر کام کرنا، مستحکم خواندگی، گفتگو اور ابلاغ کے مہارت؛ ان سب کو اہمیت روزگار کے لیے قائم رہے گی۔ تاہم قابل انتقال اور بنیادی مہارتوں کا حصول مستقبل میں روزگار کے لیے اہم گردانا جائے گا۔ تعلیمی نظاموں کے لیے اب یہ امر ایک چیلنج ہے کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ موثر طریقے سے یہ مہارتیں طلبہ کو منتقل کریں۔

تعلیم سماجی جامعیت میں معاون بن سکتی ہے

تعلیم اس لیے ضروری ہے کہ ایک پائیدار اقتصادی ترقی حاصل کی جائے اور اس کے ثمرات سے کوئی محروم نہ رہے۔ تعلیم ترقی کو بڑھاتی ہے، غریبوں کی آمدن بڑھانے کا ذریعہ بنتی ہے، اور اگر برابری کی سطح پر مہیا کی جائے تو معاشرے سے عدم مساوات کا خاتمہ کرتی ہے۔ اگر یورپین یونین کی 10 فیصد رکن ممالک 2020ء کے یہ اہداف حاصل کر لیتے ہیں کہ ابتداء میں ہی اسکول ترک کر دینے پر قابو پالیا جائے اور یونیورسٹی سطح پر پڑھنے والوں کی تعداد بڑھ جائے، تو اس سے 3.7 ملین ایسے افراد کی زندگی بچ سکتی ہیں جنھیں غربت کا خطرہ ہے۔

تاہم تربیت اور مہارتوں میں اضافہ ہمیشہ سماجی عدم مساوات میں کمی کا باعث نہیں بنتا۔ تعلیم کو یکساں طور پر آگے بڑھانے کے ساتھ ساتھ حکومتوں کو اس جانب بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ان کی پالیسیاں بہتر صحت کی ضامن بنیں اور سماجی پالیسیاں ایسی ہوں کہ ممالک کے مابین دولت کی تقسیم میں بڑھتی ہوئی ناانصافی کو کم کیا جا سکے۔

تعلیم لیبر مارکیٹ کے نتائج کو بہتر بناتی ہے

زیادہ تعلیم یافتہ اور بالخصوص امیر ممالک میں بے روزگاری کی شرح بہت کم ہے۔ OECD میں 25 تا 64 برس کے ایسے بالغ افراد جن کی تعلیم ثانوی درجے سے کم ہے، 2013ء میں ان میں صرف 55 فیصد افراد روزگار حاصل کرنے میں کامیاب رہے؛ جبکہ ثانوی اور یونیورسٹی سے نیچے تک تعلیم حاصل کرنے والوں کی شرح 73 فیصد، اور یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے والوں میں روزگار حاصل کرنے والوں کی شرح 83 فیصد تھی۔ غریب ممالک میں تعلیم اور روزگار کا یہ رشتہ قدرے کمزور ہے، جس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں ماہر عملے کی کمی ہے اور نظام تعلیم متعلقہ مہارتیں طلبہ کو منتقل کرنے میں ناکام ہیں۔

تعلیم میں عدم مساوات کم کر کے، کمزور طبقوں کے لیے شائستہ روزگار تک رسائی کو آسان بنایا جا سکتا ہے۔ 2016ء کی GEM رپورٹ کے لیے یہ تجزیہ کیا گیا کہ اگر غریب اور امیر پس منظر سے تعلق رکھنے والے کارکنان ایک جیسی تعلیم حاصل کریں تو غربت کے فرق کو 39 فیصد تک کم کیا جا سکتا ہے۔

تعلیم کا براہ راست اثر کمانے پر پڑتا ہے۔ 139 ممالک کے تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اسکول میں گزارے جانے والے ہر اضافی سال کا فرق تنخواہ پر 9.7 فیصد کی شرح سے مرتب ہوتا ہے۔ غریب ممالک میں آمدنی کی شرح، تربیت یافتہ کارکنوں کی کمی کی وجہ سے اور بھی زیادہ ہے۔ تاہم تعلیمی اقدامات کے ساتھ ہی ایسی پالیسیاں بھی لازم ہیں جو تربیت یافتہ عملے کی طلب میں اضافے کا باعث ہو۔

شکل 2:
تعلیم کے بڑھتے ہوئے درجات کا تعلق غربت سے منسلک ہے

Working poverty (below 50% of median weekly earnings) by education level in 12 low and middle income countries

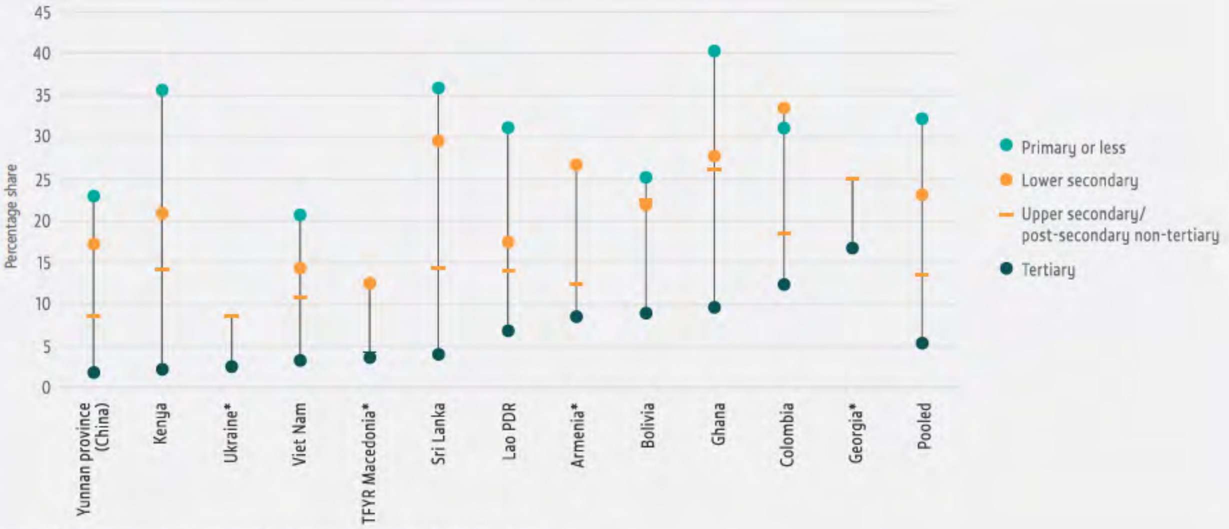

*Levels of education were excluded due to low number of observations.
Note: Sample is for urban areas. Sample restricted to full-time workers (at least 30 hours per week) aged 15–64.
Source: GEM Report team calculations based on World Bank STEP Skills Measurement Surveys (2012–2013).

سبز ترقی ونمونے وسیع تر ملازمت کے کئی مواقع پیش کیے ہیں۔ جب ماحولیاتی لحاظ سے ناپائیدار صنعتیں بند ہوجاتی ہیں تو پھر ملازمتوں کے نقصانات ناگریز ہوجاتے ہیں۔ تعلیم اور تربیت پروگراموں کوفروغ دینے کے لیے زندگی بھر سیکھنے کی پالیسیوں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ منتشر کارکنوں کونئی ملازمتوں میں کھپایا جاسکے۔

A man stands in a crop of cassava that is being cultivated using an improved technique in Boukoko, Central African Republic.

CREDIT: FAO/Riccardo Gangale

لوگ

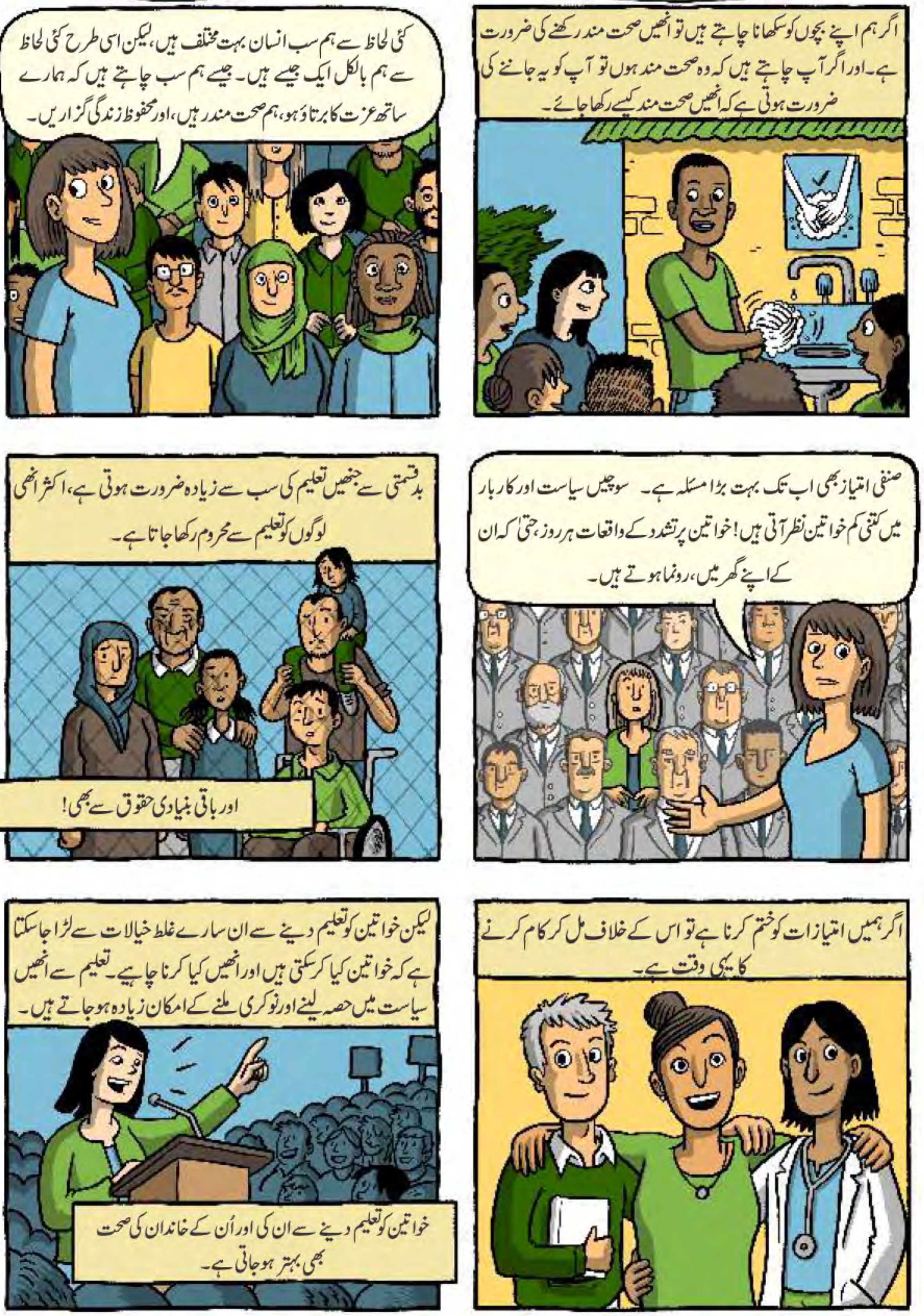
اگر ہم اپنے بچوں کو سکھانا چاہتے ہیں تو انھیں صحت مند رکھنے کی ضرورت ہے۔اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ صحت مند ہوں تو آپ کو یہ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے کہ انھیں صحت مند کیسے رکھا جائے۔
کئی لحاظ سے ہم سب انسان بہت مختلف ہیں، لیکن اسی طرح کئی لحاظ سے ہم بالکل ایک جیسے ہیں۔ جیسے ہم سب چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ عزت کا برتاؤ ہو، ہم صحت مند رہیں، اور محفوظ زندگی گزاریں۔
صنفی امتیاز بھی اب تک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ سوچیں سیاست اور کاروبار میں کتنی کم خواتین نظر آتی ہیں! خواتین پر تشدد کے واقعات ہر روز، حتیٰ کہ ان کے اپنے گھر میں، رونما ہوتے ہیں۔
بدقسمتی سے جنھیں تعلیم کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے، اکثر انھی لوگوں کو تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے۔
اور باقی بنیادی حقوق سے بھی!
اگر ہمیں امتیازات کو ختم کرنا ہے تو اس کے خلاف مل کر کام کرنے کا یہی وقت ہے۔
لیکن خواتین کو تعلیم دینے سے ان سارے غلط خیالات سے لڑا جا سکتا ہے کہ خواتین کیا کر سکتی ہیں اور انھیں کیا کرنا چاہیے۔ تعلیم سے انھیں سیاست میں حصہ لینے اور نوکری ملنے کے امکان زیادہ ہو جاتے ہیں۔
خواتین کو تعلیم دینے سے ان کی اور اُن کے خاندان کی صحت بھی بہتر ہو جاتی ہے۔

افراد: جامع سماجی ترقی

سماجی ترقی انسانوں کی بھلائی اور مساوات میں بہتری لاتی ہے اور یہ جمہوریت اور انصاف کے ہم معنی ہے۔ تعلیم سماجی ترقی کو ممکن بنانے کا بنیادی آلہ ہے۔ یہ لوگوں کو صحت مند زندگی گزارنے اور اپنے بچوں کی زندگی بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے۔ یہ صنفی مساوات کو آگے بڑھاتی ہے جس سے غیر محفوظ طبقات کو قوت حاصل ہوتی ہے، جن کا غالب حصہ خواتین اور بچیاں ہیں۔

تعلیم دیگر شعبوں جیسے صحت، غذائیت، آبی اور توانائی کے وسائل سے جڑی ہوئی ہے، اور اس میں بھی شک نہیں کہ ایک صحت مند استاد ہی تعلیم کے شعبہ کو آگے بڑھانے کے لیے لازمی کردار ہے۔
اس لیے، انسانی ترقی کے لیے ہمہ جہت روش اختیار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ غربت کے متنوع چیلنجز اور مسائل سے نمٹا جا سکے۔

جامع سماجی ترقی سب کے پائیدار مستقبل کے لیے ضروری ہے

جامع ترقی کے لیے لازم ہے کہ بنیادی خدمات جیسے تعلیم، صحت، پانی، صفائی، توانائی، مکان اور سفری ذرائع سب کو میسر آئیں جبکہ موجودہ صورت حال قطعی مختلف ہے۔ ترقی کے باوجود واضح صنفی امتیاز کئی ممالک میں محسوس کیا جاسکتا ہے، مثال کے طور پر خواتین مردوں کے مقابلے میں دوگنا وقت زیادہ بغیر تنخواہ کے کام کرتی ہیں اور یہ عموماً غیر رسمی شعبوں میں ہوتا ہے۔

> ”خواتین مردوں کے مقابلے میں دوگنا وقت زیادہ بغیر تنخواہ کے کام کرتی ہیں۔“

جامع ترقی کے لیے لازم ہے کہ کمزور طبقات جیسے خواتین، معذور افراد، مقامی آبادی، نسلی یا لسانی اقلیتوں، پناہ گزین اور بے دخل کیے گئے افراد کے ساتھ روا رکھے جانے والے جبر اور استحصال کا خاتمہ کیا جائے۔ استحصالی اقدار کو بدلنے اور جبر کا شکار مرد و خواتین کو آگے بڑھانے کے لیے تعلیم اور اس کے ذریعے دیا جانے والا علم افراد کے رویوں اور اقدار کو تبدیل کرنے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

کئی انسانی گروہ تعلیم تک رسائی اور اس کے معیار سے محروم ہیں جن میں نسلی، نسلیاتی اور لسانی اقلیتیں، معذور افراد، چرواہے، کچی آبادیوں کے مکین، ایڈز کا شکار بچے، غیر رجسٹرڈ بچے اور یتیم شامل ہیں۔ آمدن، مقام، نسل اور صنف مختلف ممالک میں تعلیم سے محرومی کے رجحانات مرتب کرتے ہیں۔ اب تک غربت تعلیم کے راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آئی ہے۔ 105 کم آمدن والے یا غریب ممالک میں 20 تا 24 برس کے افراد میں غریب ترین، امیر افراد کے مقابلے میں اوسطاً پانچ برس کم تعلیم یافتہ ہیں؛ یہ فرق شہری اور دیہاتی آبادی میں 2.5 برس کا ہے جبکہ مرد اور عورت کے درمیان یہ امتیاز 1.1 کی اوسط سے سامنے آتا ہے۔

یہ وجوہات اکثر باہم جڑ جایا کرتی ہیں جیسے غریب خاندان سے تعلق رکھنے والی ایسی خواتین جو معاشرے میں اقلیتی گروہ سے وابستہ ہو۔ اس صورت میں خواتین کی زندگی مردوں کے مقابلے میں زیادہ مصائب سے پر ہوتی ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں دیہات میں بسنے والی غریب خواتین کی نصف سے زیادہ آبادی صرف بنیادی خواندگی تک تعلیم یافتہ ہوتی ہیں۔ افغانستان، ایتھوپیا، بنین، پاکستان، جنوبی سوڈان، چاڈ اور گیانا جہاں تفریق بہت زیادہ ہے، غریب ترین خواتین کی کل تعلیم ایک برس سے بھی کم عرصے پر محیط ہے۔

تعلیم سماجی ترقی کے نتائج کو بہتر بناتی ہے

تعلیم سماجی ترقی کے نتائج کو کئی شعبوں بالخصوص صحت اور خواتین کے رتبے میں بہتر کرتی ہے۔ یہ صحت اور غذائیت پر ٹھوس علم مہیا کرتی ہے جس سے رویوں میں وہ تبدیلی آتی ہے جو طبی صورت حال کو بدلتی ہے۔ انڈونیشیا، پیرا گوئے، متحدہ جمہوریہ تنزانیہ اور ہندوستان میں غریب اور کم خواندہ مریض عموماً کم ماہر ڈاکٹروں تک رسائی حاصل کر پاتے ہیں۔
اسکول میں کیے جانے والے اقدامات جیسے صحت سے متعلق مہم یا غذا کی رسائی، صحت پر فوری اچھے اثرات کے حامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسکول میں کھانا دینے سے حاضری میں بھی اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔
برکینا فاسو کے شمالی دیہی علاقے میں اسکول میں دوپہر کا کھانا دینے اور چھٹی کے وقت ساتھ کچھ کھانا گھر لے جانے کے منصوبے سے صرف ایک برس میں حاضری میں 6% اضافہ دیکھنے کو ملا۔

اسکول میں کیے جانے والے اقدامات ہمیں صحت کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں جن سے رویوں کی تبدیلی سامنے آتی ہے۔ اسکولوں میں پانی اور صحت وصفائی کے منصوبوں سے صحت اور صنفی مساوات میں بہتری آئی ہے۔ فن لینڈ میں اسکول میں کھانا فراہم کرنے کے عمل کو ایک سرمایہ کاری تصور کیا جاتا ہے جس سے بچے زندگی بھر ساتھ رہنے والی کھانے کی عادات سیکھتے ہیں اور غذائی انتخاب کی مہارت حاصل کرتے ہیں۔

افراداور معاشروں کو خواتین اور بچیوں کی معیاری تعلیم سے براہ راست فائدہ پہنچتا ہے۔ تعلیم سے خواتین کے روزگار کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ خواندگی سے خواتین کو اپنے حقوق، متعلقہ قوانین اور سماجی خدمات تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ تعلیم سے خواتین کی سیاست میں شرکت میں اضافہ ہوتا ہے جس سے وہ جمہوری عمل میں اپنا کردار ادا کرنا سیکھتی ہیں۔ کم تعلیم گھریلو تشدد کے خطرے سے روکنے میں بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

> ”نائجریا میں تعلیمی ادارے میں گزارے ہوئے ہر اضافی چار سال سے اندازہ فی خاتون تولیدی رفتار میں ایک بچے کی کمی سامنے آئی ہے۔“

زیادہ تعلیم یافتہ مائیں اپنے بچوں کے لیے اچھی غذا کا انتخاب کرسکتی ہیں اور بچوں کی صحت کا زیادہ بہتر طور پر خیال رکھ سکتی ہیں۔ خواتین کی تعلیم کا اثر اگلی نسلوں تک ہوتا ہے اور وہ بہتر اقدار منتقل کرتی ہیں۔ نائجریا میں تعلیمی ادارے میں گزارے ہوئے ہر اضافی چار سال سے اندازہ فی خاتون تولیدی رفتار میں ایک بچے کی کمی سامنے آئی ہے۔ چھوٹے بچوں کی ماؤں کے لیے مختصر دورانیے کی تعلیم صحت اور غذائیت کے حوالے سے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ خواتین کے لیے پہلے سے طے کردہ غیر رسمی تعلیم ماؤں کے لیے تولیدی رفتار کا فیصلہ کرنے میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

تعلیم سے زچگی کے دوران اموات میں بھی کمی لائی جاسکتی ہے۔ اگر خواتین کی تعلیم محض ایک برس بھی ہو تو اس سے ایک لاکھ زچگیوں میں 174 اموات کو کم کیا جاسکتا ہے۔

FIGURE 3:

There has been progress in improving basic education and health outcomes and providing essential basic services, but major challenges remain

Access to basic services, and health and education outcome improvements, 2000 and latest year

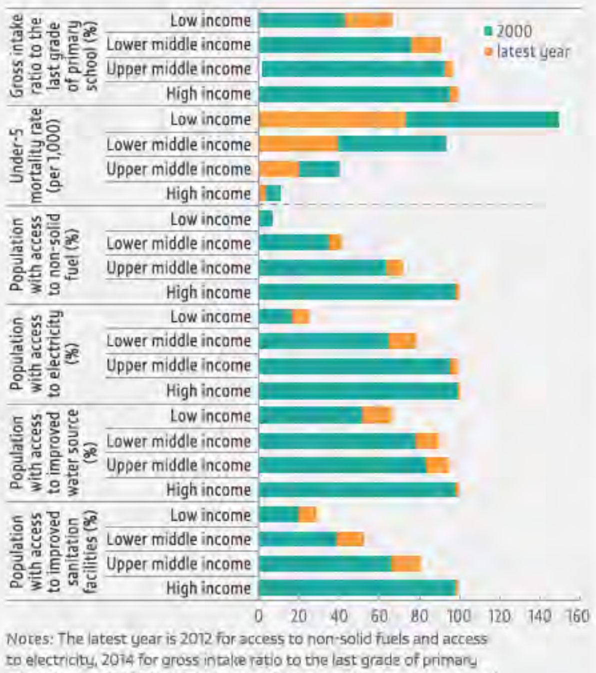

Notes: The latest year is 2012 for access to non-solid fuels and access to electricity, 2014 for gross intake ratio to the last grade of primary education, and 2015 for under-5 mortality rate and access to water and sanitation facilities.

Sources: UIS database and World Bank (2016).

سماجی ترقی تعلیم پر اثر انداز ہوتی ہے

جس طرح تعلیم کے سماجی ترقی پر اثرات مرتب ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح سماجی ترقی کے بھی تعلیم پر اس جگہ مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں جہاں یہ جامعیت کی بنیاد پر دی جائے، اور اگر ایسا نہ ہو تو منفی اثرات مرتب ہونے لازم ہیں۔ صحت اور غذائیت تعلیمی نظام کی بنیاد ہیں: اسی پر بچوں کا اسکول جانے اور سیکھنے کا انحصار ہوتا ہے، اور ان کے خاندان کی اِس اہلیت کا بھی کہ وہ انھیں اسکول بھیج سکیں۔ کینیا میں وہ بچیاں جنھیں پیٹ کے کیڑوں کا علاج فراہم کیا گیا ان میں سے 25 فیصد نے پرائمری اسکول کی تکمیل تک تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی عمر میں معیارزندگی ہی سیکھنے کے لیے راہ ہموار کرتا ہے۔ اساتذہ کی بہتر صحت انھیں اس قابل بناتی ہے کہ وہ غیر حاضری اور پیشہ ترک کرنے کے بجائے مستقل پڑھا سکیں۔

پانی، صحت، صفائی اور توانائی تک رسائی کا تعلیم پر مثبت اثر پڑتا ہے۔ گھانا میں بچیوں کو جب پانی بھرنے کے ٹائم سے الگ کیا گیا تو اس سے اسکول کی حاضری، خاص طور پر دیہی علاقوں میں، بڑھ گئی۔ پیرو کے دیہی علاقوں میں، جب بجلی کی سہولت تک رسائی والے گھروں کی تعداد 1993ء میں 7.7 فیصد سے بڑھ کر 2013ء میں 70 فیصد تک بڑھ گئی تو بچوں کے گھر میں پڑھنے کے اوقات میں اوسطاً فی دن 93 منٹ کا اضافہ ہوا۔

مربوط سماجی و تعلیمی اقدامات کی ضرورت

تعلیم میں صنفی برابری کا مطلب کسی بھی معاشرے میں خود بخود ہر جگہ صنفی مساوات سامنے آنے کے نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر جاپان اور جمہوریہ کوریا میں، جہاں خواتین کی تعلیم میں اضافہ ہوا ہے لیکن طلب کے باوجود کارکن عملے میں خواتین کی تعداد زیادہ نہیں جس کی وجہ بڑھتی ہوئی عمر کے کارکن ہیں۔ اسی طرح صحت کے بارے میں پائیدار رویوں کی تشکیل صرف تعلیم کے ذریعے ممکن نہیں۔

اس صورتحال سے واضح ہوتا ہے کہ وسیع تر اور جامع اقدامات کی ضرورت ہے، جس میں تعلیم کو قانونی تبدیلیوں اور کارکنوں سے متعلق پالیسیوں سے جوڑا جائے۔ سماجی تحفظ کے اقدامات جیسے پنشن، کیش ٹرانسفرز اور مائکرو فانس کے نتائج کئی شعبوں پر پڑتے ہیں، اس سے جہاں غربت میں تخفیف ہوتی ہے وہاں تعلیم تک رسائی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر خاندان دوست پالیسیاں اور لچک دار اصول کار اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ خواتین بھی ملازمت کر سکیں۔

ایسے منصوبے جس سے مرد و عورت دونوں کی تربیت کر کے جڑوں تک اترے ہوئے تعصب کو ختم کیا جا سکے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ برازیل میں 'پروگرام ایچ' (Program H) ایسا منصوبہ ہے جس میں گروہی تعلیمی سیشن ہوتے ہیں، جس میں نوجوان قیادت پر مشتمل مہم چلائی جاتی ہے اور جوانوں میں صنف کے حوالے سے دقیانوسی خیالات کو بدلنے کے لیے اقدامات کیے جاتے ہیں؛ یہ منصوبہ اب بیس کے قریب ممالک میں اختیار کیا جا چکا ہے۔

Selina Akter, second year midwifery student, plays the role of a mother as students practise postnatal care at the Dinajpur nursing institute in Bangladesh.

CREDIT: Nicolas Axelrod / Ruom for UNFPA

امن

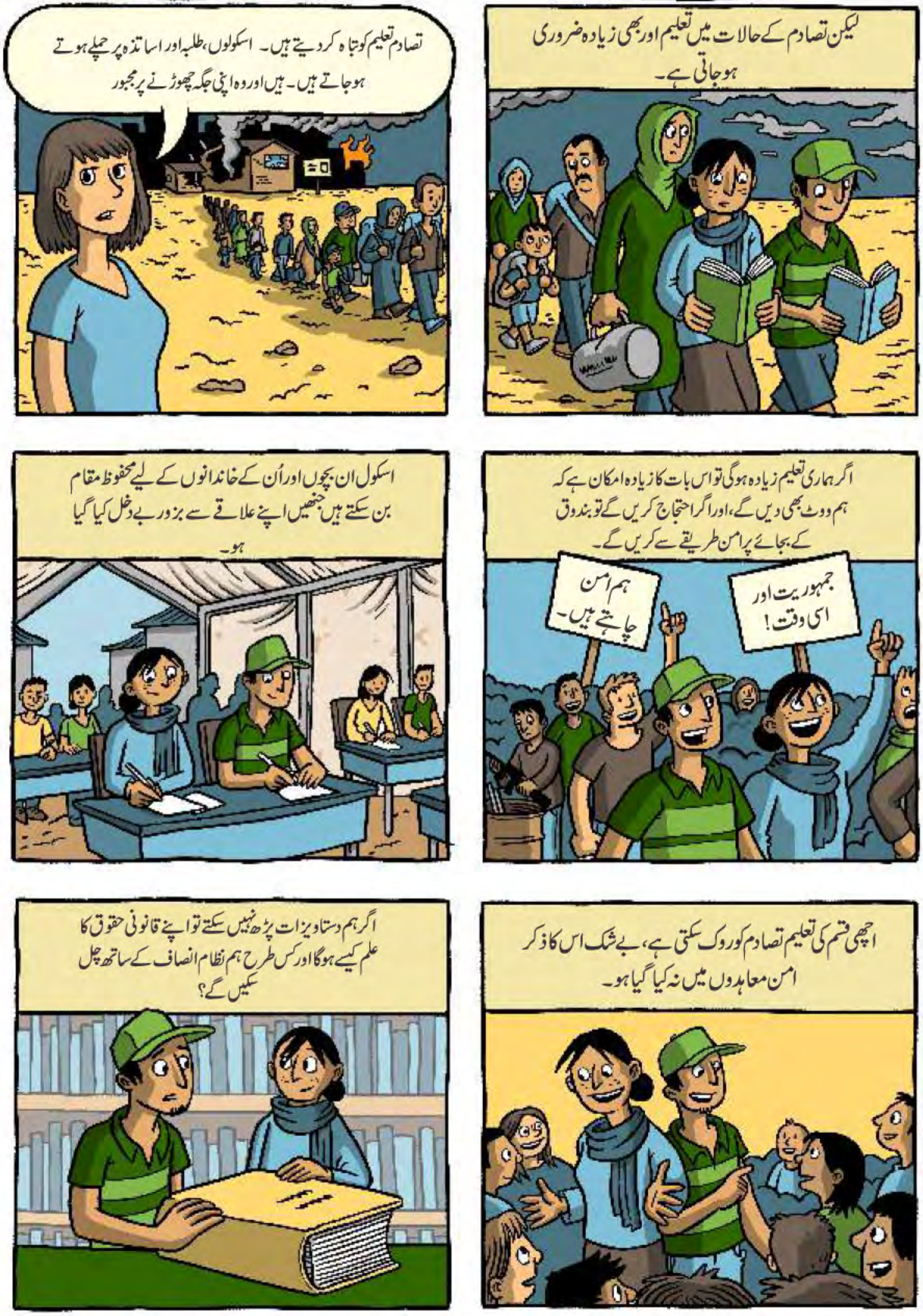
لیکن تصادم کے حالات میں تعلیم اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے۔
تصادم تعلیم کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اسکولوں، طلبہ اور اساتذہ پر حملے ہوتے ہیں اور وہ اپنی جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔
اگر ہماری تعلیم زیادہ ہوگی تو اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ ہم ووٹ بھی دیں گے، اور اگر احتجاج کریں گے تو بندوق کے بجائے پرامن طریقے سے کریں گے۔
ہم امن چاہتے ہیں۔
جمہوریت اور اسی وقت!
اسکول ان بچوں اور اُن کے خاندانوں کے لیے محفوظ مقام بن سکتے ہیں جنھیں اپنے علاقے سے بزور بے دخل کیا گیا ہو۔
اچھی قسم کی تعلیم تصادم کو روک سکتی ہے، بے شک اس کا ذکر امن معاہدوں میں نہ کیا گیا ہو۔
اگر ہم دستاویزات پڑھ نہیں سکتے تو اپنے قانونی حقوق کا علم کیسے ہوگا اور کس طرح ہم نظام انصاف کے ساتھ چل سکیں گے؟

امن: سیاسی شرکت، امن اور انصاف تک رسائی

موجودہ تشدد اور مسلح تنازعات نے فرد کے تحفظ اور فلاح کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ تشدد کے خاتمے اور پائیدار امن کے قیام کے لیے جمہوری اور نمائندہ اداروں کے ساتھ ساتھ ایک موثر نظام عدل لازم ہیں۔ تعلیم سیاسی شرکت، مساوی شمولیت، اپنے نظریات کی وکالت اور جمہوریت کے لیے بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ جہاں تعلیم تنازعات کو جنم دینے کا باعث بن سکتی ہے وہیں یہ انھیں کم یا ختم کرنے میں بھی مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ تعلیم امن کے قیام میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہے اور اس کو نظر انداز کرنے کی صورت میں سامنے آنے والے خطرناک نتائج سے بھی آگاہ کر سکتی ہے۔ تعلیمی اقدامات، بالخصوص جو سول سوسائٹی کی جانب سے کیے جائیں، معاشرے کے پس ماندہ طبقات کو انصاف تک رسائی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

تعلیم اور خواندگی سے سیاست میں شرکت بڑھتی ہے

تعلیم سیاسی قائدین اور سیاسی نظام کے بارے میں شعور فراہم کرتی ہے۔ افراد کو ووٹ کے اندراج، اس کی اہمیت سمجھنے اور انتخابات کے نتائج میں دلچسپی لینے کے لیے معلومات اور مہارت درکار ہوتی ہے۔ مغربی کینیا میں ایک سیاسی لحاظ سے پس ماندہ سماجی گروہ کی لڑکیوں کے لیے خصوصی وظیفے کا اہتمام کیا گیا جس سے نہ صرف ان کی ثانوی تعلیم کی شرح بہتر ہوگئی بلکہ ان کا سیاسی شعور بھی بہتر ہوا۔ پاکستان میں 2008ء کے انتخابات سے قبل ایک خصوصی مہم کی وجہ سے خواتین میں ووٹ دینے کے امکان میں 12 فیصد تک بہتری آئی۔ نائجریا میں 2007ء کے انتخابات سے قبل تشدد کے خلاف چلائی جانے والی مہم سے خوف کی فضا ختم ہوئی اور ووٹ ڈالنے کی شرح میں 10 فیصد تک اضافہ ہوا۔

بہتر تعلیم افراد کو زیادہ بہتر طور پر سوچنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت دیتی ہے، وہ سیاسی طور پر زیادہ حصہ داری کو ترجیح دیتے ہیں، پس ماندہ گروہوں کی جانب سے بہتر نمائندگی کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ ایک اچھی طرح سے تیار کیے گئے سماجی تعلیم کے نصاب سے، جس میں طلبہ کو آزادانہ ماحول میں سیکھنے کے مواقع فراہم کیے جائیں، جہاں متنازعہ موضوعات پر بحث ہو اور طلبہ کو مختلف اور مخالف دلائل کو سننے اور سنانے کی اجازت ہو، تو ایسے طلبہ سیاست میں زیادہ فعال کردار ادا کرتے ہیں۔ 35 ممالک میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق جہاں جہاں کمرہ جماعت میں آزادانہ بحث کی اجازت ہے ان معاشروں میں سیاسی شرکت کا رجحان بہتر ہے۔ اٹلی اور اسرائیل میں کمرہ جماعت کا آزاد اور جمہوری ماحول اس بات کا باعث بنا ہے کہ وہاں طلبہ سماجی اور سیاسی امور میں زیادہ فعال حیثیت میں حصہ لیتے ہیں۔

معیاری تعلیم اور خواتین کی قومی اور مقامی فیصلہ ساز اداروں میں موجودگی باہم مربوط ہیں۔ خواتین کی بہتر نمایندگی سے تعلیمی نظام میں صنفی عدم مساوات کم ہوتی ہیں کیوں کہ اس سے طالبات کو کامیابی کے نمونے میسر آتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ہندوستان کی 16 بڑی ریاستوں میں جہاں جہاں ڈسٹرکٹ سیاست میں خواتین کی تعداد 10 فیصد سے زیادہ ہے وہاں بچیوں کی پرائمری تعلیم کی تکمیل کی شرح بڑھ کر 6 فیصد ہوگئی ہے جس کا لڑکیوں کی تعلیم پر بہت بڑا اثر پڑا ہے۔

”1877ء سے لے کر 2000 تک دنیا بھر میں جہاں بھی تعلیم کی سطح بہتر ہوئی ہے وہاں سیاسی نظام جمہوریت میں بدلا ہے۔“

تعلیم سے اس بات کا زیادہ امکان ہوتا ہے کہ غیر مطمئن شہری اپنے تحفظات غیر متشدد طریقوں جیسے احتجاج، بائیکاٹ، ہڑتال، جلوس، سیاسی مظاہروں، سماجی عدم تعاون اور سیاسی مزاحمت کی صورت میں سامنے لائیں گے۔ گذشتہ 55 برسوں میں 106 ممالک کے اعداد و شمار یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ نسلی گروہ جن میں تعلیم زیادہ تھی انھوں نے غیر متشدد طریقوں سے احتجاج کیا۔

معیاری تعلیم تک وسیع اور مساوی رسائی جمہوری روایات اور اداروں کی پائیداری کا سبب بنتی ہیں۔ 1877ء سے لے کر 2000 تک دنیا بھر میں جہاں بھی تعلیم کی سطح بہتر ہوئی ہے وہاں سیاسی نظام جمہوریت میں بدلا ہے۔

تعلیم اور تصادم: ایک پیچیدہ تعلق

اچھی تعلیم کی کمی کی وجہ سے جنم لینے والی غربت، بے روزگاری اور بے امیدی مسلح گروہوں میں شمولیت پر اکساتی ہے۔ سری لیون میں غیر تعلیم یافتہ لڑکوں کی باغی گروہوں میں شمولیت اختیار کرنے کی شرح، ان لڑکوں کے مقابلے میں جن کی تعلیم کم از کم ثانوی درجے کی تھی، 9 گنا زیادہ تھی۔ تعلیم میں عدم مساوات ان مسائل کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ 100 ممالک کے گذشتہ 50 برس کے اعداد و شمار کا تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ وہ ممالک جہاں تعلیم کا یہ فاصلہ زیادہ ہے وہاں تصادم کا زیادہ امکان رہتا ہے۔ تاہم صرف زیادہ سے زیادہ تعلیم ہر مسئلے کا حل نہیں، اگر تعلیم کا معیار بہتر بنا دیا جائے لیکن روزگار دستیاب نہ ہو تو اس سے مایوسی جنم لیتی ہے۔

وہ اسکول جہاں تعصب، عدم برداشت اور مسخ شدہ تاریخ سکھائی جائے وہ تشدد کے پالنے ثابت ہوتے ہیں۔ کئی ممالک میں نصاب اور تدریسی مواد میں دقیانوسی تصورات سکھائے جاتے ہیں اور سیاسی و سماجی اختلافات کو ہوا دی جاتی ہے۔ روانڈا میں 1962ء تا 1994ء تک کی تعلیمی پالیسی اور تعلیمی منصوبوں کا جائزہ لیا گیا تو یہ نتائج سامنے آئے کہ تدریسی مواد میں 'ہوتو' (Hutu) اور 'تتسی' (Tutsi) میں واضح طور پر امتیاز اور باہمی نفرت کا اظہار کیا گیا تھا۔ تعلیم میں زبان بھی کئی رنجشوں کی بنیاد بن سکتی ہے۔

مسلح تصادم ہمیشہ سے تعلیم کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ رہا ہے۔ تصادم سے متاثرہ ممالک میں اس وقت پرائمری اسکول کے 21.5 ملین بچے (کل بچوں کا 36 فیصد) جبکہ ثانوی تعلیم کی عمر کے قریباً 15 ملین بچے (کل بچوں کا 25 فیصد) اس وقت اسکول سے باہر ہیں۔ عرب جمہوری شام میں 2013ء میں پانچ لاکھ سے زیادہ بچے پرائمری اسکول سے باہر ہیں۔ اسکول کی عمارتوں کو اکثر فوجی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اساتذہ کو بھی خطرات لاحق ہیں: کولمبیا میں سال 2009ء سے 2013ء کے درمیان 140 اساتذہ کو قتل کیا گیا۔ بچوں کی مسلح گروہوں میں جبری بھرتی معمول بن چکی ہے۔

> ”100 ممالک کے گذشتہ 50 برس کے اعداد و شمار کا تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ وہ ممالک جہاں تعلیم کا یہ فاصلہ زیادہ ہے وہاں تصادم کا زیادہ امکان رہتا ہے۔“

پناہ گزین تعلیمی نظام کے لیے ایک اور بہت بڑا چیلنج ہیں۔ پناہ گزین بچے اور بڑے، اپنے دیگر ہم عمر افراد کے مقابلے میں پانچ گنا زیادہ تعداد میں اسکول سے باہر ہیں۔ پناہ گزینوں کے بعض رہائشی علاقوں میں استاد و طالب علم کا تناسب اتنا زیادہ ہے کہ 70 بچوں کے لیے ایک استاد دستیاب ہے، اور اکثر اساتذہ غیر تربیت یافتہ ہیں۔

FIGURE 4: شکل 4:

Education conditions for refugee children vary widely

Primary and secondary enrolment rates, selected refugee sites in selected countries, 2014

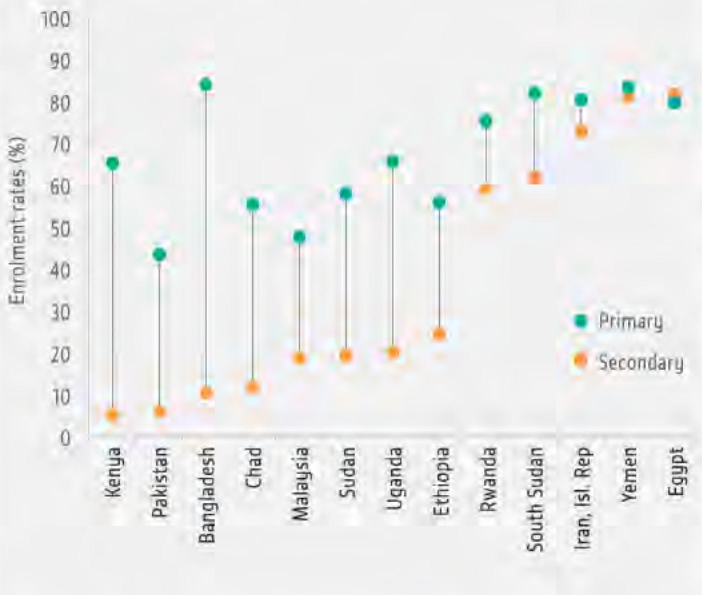

Source: GEM Report team analysis (2016) based on 2014 UNHCR data.

تعلیم مذہبی اور نسلی گروہوں کے درمیان اختلافات کم کر سکتی ہے۔ لیکن جہاں اسکول موجود نصاب پر ہی اصرار کریں اور الگ اسکول قائم ہوں، وہاں امتیازی سلوک کے بیج بوئے جا رہے ہوتے ہیں۔ بوسنیا ہرزگوینا میں 1996ء میں جنگ کے خاتمے کے بعد سے نسلی اور لسانی بنیادوں پر الگ الگ اسکول قائم ہیں۔ نصابی مواد کسی بھی تصادم کے بعد کے دور میں گروہوں کے اتفاق یا اختلاف میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کسی بھی نصابی تبدیلی کی کامیابی کا انحصار بہرحال پرجوش، مصروف اور تربیت یافتہ اساتذہ پر ہوتا ہے۔ اچھی طرح سے مرتب کیا گیا رسمی اور غیر رسمی تعلم کا نصاب جو امن کی تعلیم دے، طلبہ کی اشتعال، غنڈہ گردی اور پرتشدد سرگرمیوں میں شرکت میں کمی کا باعث بن سکتا ہے۔ تعلیم کو عالمی امن کے منصوبوں سے ہم آہنگ کرنا چاہیے لیکن اس میں سب سے اولین ترجیح تحفظ کو ملنی چاہیے۔ 1989ء تا 2005ء مختلف متصادم گروہوں اور ممالک کے درمیان ہونے والے 37 امن معاہدوں کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان میں سے 11 معاہدے ایسے ہیں جن میں تعلیم کا سرے سے ذکر ہی نہیں ملتا۔

تعلیم موثر نظام انصاف کے لیے ضروری ہے

پائیدار پرامن معاشرے کے لیے ایک موثر نظام انصاف لازم ہے۔ تاہم کئی شہری اس مہارت سے ہی محروم ہوتے ہیں کہ وہ پیچیدہ نظام انصاف تک رسائی حاصل کر سکیں۔ 2011ء میں سابق یوگوسلاو جمہوریہ مقدونیہ میں کچہری سے متعلق افراد پر کیے گئے ایک سروے کے مطابق پرائمری درجہ تک تعلیم رکھنے والے محض 32 فیصد شہری نظام انصاف اور اس کی ترامیم کے بارے میں علم رکھتے تھے، جب کہ اس کے مقابلے میں بہتر تعلیم کے حامل شہریوں میں اس کی شرح 77 فیصد تھی۔ سماجی سطح پر منعقد کیے جانے والے تعلیمی پروگرام افراد، بالخصوص پس ماندہ گروہوں میں، قانونی حقوق کا شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

عدالتی اور قانون نافذ کرنے والے اہل کاروں کی اہلیت میں اضافہ بھی ناگزیر ہے۔ ناکافی تربیت اور صلاحیت انصاف کی عدم فراہمی اور تاخیر، یا غلط اور ناکافی شہادتوں کی جمع آوری، عدم نفاذ یا غلط استعمال کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ ہیٹی میں، اقوام متحدہ کے زیر اہتمام نئے بھرتی ہونے والوں کے لیے محض سات مہینے پر مشتمل تربیتی پروگرام سے یہ نتیجہ سامنے آیا کہ قومی پولیس کو جو سب سے بدنام ادارہ تھا اب سب سے قابل اعتماد سرکاری ادارہ سمجھا جاتا ہے۔

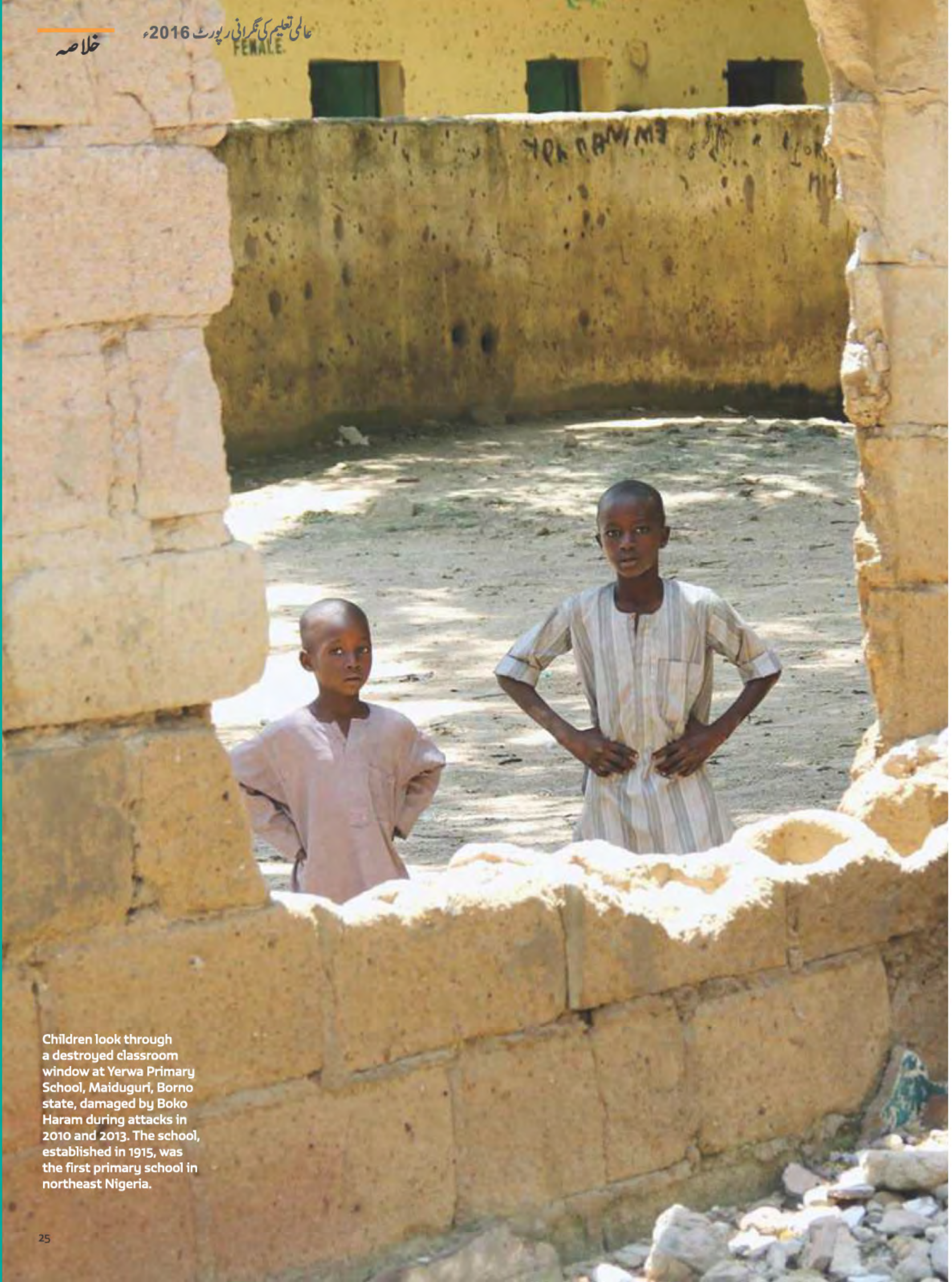

Children look through a destroyed classroom window at Yerwa Primary School, Maiduguri, Borno state, damaged by Boko Haram during attacks in 2010 and 2013. The school, established in 1915, was the first primary school in northeast Nigeria.

مقامات

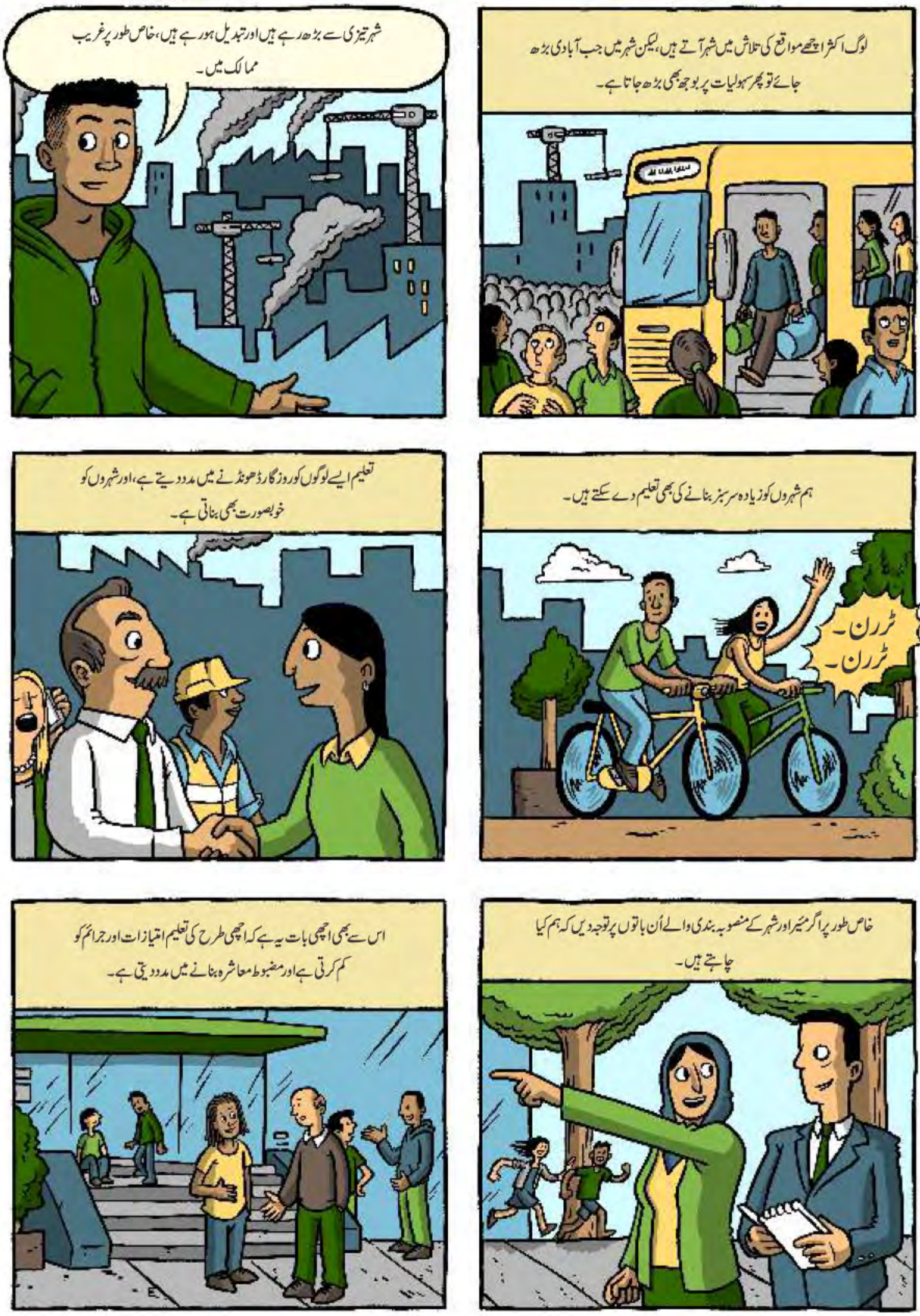
لوگ اکثر اچھے مواقع کی تلاش میں شہر آتے ہیں، لیکن شہر میں جب آبادی بڑھ جائے تو پھر سہولیات پر بوجھ بھی بڑھ جاتا ہے۔
شہر تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور تبدیل ہو رہے ہیں، خاص طور پر غریب ممالک میں۔
ہم شہروں کو زیادہ سرسبز بنانے کی بھی تعلیم دے سکتے ہیں۔
ٹررن۔ ٹررن۔
تعلیم ایسے لوگوں کو روزگار ڈھونڈنے میں مدد دیتے ہے، اور شہروں کو خوبصورت بھی بناتی ہے۔
خاص طور پر اگر میئر اور شہر کے منصوبہ بندی والے اُن باتوں پر توجہ دیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔
اس سے بھی اچھی بات یہ ہے کہ اچھی طرح کی تعلیم امتیازات اور جرائم کو کم کرتی ہے اور مضبوط معاشرہ بنانے میں مدد دیتی ہے۔

مقام: شہراورانسانی آبادیاں

شہری آبادکاری (Urbanization) آج کا سب سے واضح آبادیاتی رجحان ہے۔ دنیا کی آبادی کا نصف سے زائد شہر یا شہری علاقوں میں رہتا ہے۔ مستقبل میں 2050ء تک سب سے زیادہ امکانی بڑھوتری کم آمدنی والے شہروں میں متوقع ہے۔ جیم رپورٹ اس بات کا احاطہ کرتی ہے کہ شہر اور شہری نشینی کس طرح تعلیم پر اثر انداز ہوتے ہیں اور تعلیم کس طرح شہری مسائل پر اثر ڈالتی ہے۔

شہری تبدیلیوں کی رفتار اور اُس کی پیائش کے لیے لازم ہے کہ اچھی حکمرانی، لچک اور اختراعی صلاحیتوں سے کام لیا جائے۔ تعلیم کو شہری منصوبہ بندی میں شامل رکھنا لازم ہے تاکہ بڑھتی ہوئی شہری آبادی میں ہر شہری کی تعلیم کی ضرورت اور حق کی تکمیل ہو سکے۔ لیکن عمومی صورت حال یہی ہے کہ تعلیم کا شعبہ اکثر شہری منصوبہ بندی کی بحث سے باہر رکھا جاتا ہے۔ تعلیم سے متعلق تمام افراد اور قائدین شہری کو اس مقصد کے لیے پر زور وکالت کی ضرورت ہے کہ شہروں کی مستقبل کی بحث میں تعلیم کے موضوع کو بھی شامل رکھا جائے۔

شہر تعلیمی منصوبہ بندی کو متاثر کرتے ہیں

پوری دنیا میں شہروں کی نصف آبادی، قدرتی اضافے اور بقیہ نصف دیہات سے آ کر بس جانے والے افراد کی وجہ سے بڑھتی ہے۔ یہ اضافہ جن چیزوں کا تقاضا کرتا ہے اس میں بنیادی تعلیم، زندگی بھر سیکھنے کا عمل، مہارتوں میں اضافہ، اساتذہ کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ثقافتی رنگارنگی میں، خاص طور پر کچی بستی کے مکینوں، پناہ گزینوں اور تارکین وطن کے لیے تعلیم کے ذریعے سماجی یکجہتی اور رواداری کا فروغ ہے۔

غریب ممالک میں شہری آبادی کا ایک تہائی شہر کے آس پاس کچی بستیوں میں زندگی گزارتا ہے۔ کچی بستیوں کے حالات مختلف مقامات پر مختلف ہیں، تاہم اکثر میں بنیادی ضروریات زندگی تک رسائی بہت مشکل ہوتی ہے جس میں تعلیم بھی شامل ہے۔ یوگینڈا کے 12 شہروں کے گرد 130 کچی بستیوں سے جمع کردہ اعداد وشمار کے مطابق، ان کی اکثریت اسکول تک رسائی رکھتی ہے لیکن وہاں کے رہنے والوں نے سرکاری اسکولوں کی تعداد میں اضافے کی ضرورت پر زور دیا۔

شہر میں آباد ہونے والے تارکین وطن کو تلاش روزگار میں امتیاز، لسانی مشکلات، بے روزگاری اور غیر رسمی اقتصاد میں استحصال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے مہارتوں کو بڑھانے والی تربیت پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

وہ شہری تعلیمی نظام جس میں بے دخل کیے جانے والے بچے اور نوجوان شامل ہو رہے ہیں، خاص طور پر ایسے وقت میں جب پناہ گزین کا مسئلہ شدید ہوتا جا رہا ہے، اسے ان طلبہ کی طویل المدت شمولیت کے مقصد کو سامنے رکھنا چاہیے۔ 2014ء کے اواخر تک 10 میں سے 6 پناہ گزین شہروں میں رہ رہے تھے۔ دنیا کے نصف سے زیادہ پناہ گزینوں کی عمر 18 برس سے کم ہے۔ ترکی میں شامی پناہ گزینوں کے لیے قائم کیے گئے کیمپ میں 80 فیصد بچے اسکول میں پڑھ رہے ہیں، جبکہ شہروں میں آباد پناہ گزینوں میں یہ شرح محض 30 فیصد ہے۔

"2014ء کے اواخر تک 10 میں سے 6 پناہ گزین شہروں میں رہ رہے تھے۔"

شہری اور نیم شہری آبادی میں نجی اسکولوں کی اہمیت کو سرکاری تعلیم میں بہت کم سمجھا گیا ہے یا مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ نیم شہری علاقوں میں ان کا وجود غیر رسمی ہے اور عام طور پر سرکاری اعداد وشمار میں ان کا ذکر نہیں ملتا، اس لیے انھیں بری طرح نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ 11-2010 کے نجی سکولوں کے سروے میں لاگوس، نائجیریا میں یہ حقیقت سامنے آئی کہ 85 فیصد پری پرائمری اور 60 فیصد پرائمری طلبہ انھی نجی اسکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔

تعلیم کے شہروں پر معاشی، سماجی اور ماحولیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں

اچھے معیار کی ابتدائی اور ثانوی تعلیم اور اس کے ساتھ جامعات میں بڑی تعداد میں طلبہ کی تعلیم کا حصول اختراع اور پیداوار میں اضافے کے لیے لازمی امر ہے جو کسی بھی علم پر مبنی معیشت کی بنیاد ہیں۔ شہروں میں اسی لیے انسانی وسائل اور بیرون ممالک کی براہ راست سرمایہ کاری کی بہتات ہوتی ہے کہ اسے اعلیٰ تعلیم، مہارتوں، صلاحیتوں، علم اور اختراع کے عالمی مراکز سمجھا جاتا ہے۔ چین کے بڑے شہر شنگھائی صلاحیتوں کو اسی لیے اپنی طرف کھینچتا ہے کہ اسے ایک لاکھ گریجویٹ افراد تک رسائی حاصل ہے اور اس نے محض ایک عشرے میں کالج سے تعلیم پانے والے افراد کی تعداد کو دوگنا کر دیا ہے۔ سٹینفر ڈیونیورسٹی کا عالمی معیشت پر واضح اثر تسلیم کیا جاتا ہے: اس سے تعلیم پانے والے طلبہ نے 18000 تجارتی ادارے اپنی ہی ریاست کیلی فورنیا میں کھڑے کیے ہیں۔

غیر رسمی ملازمت، کم آمدنی والے ممالک میں اور خاص طور پر شہروں میں روزگار اور آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ ہے جبکہ بڑی معیشت والے ممالک میں یہ مشکل اقتصادی حالات میں خلیج کو پاٹنے والے آجر کا کردار ادا کرتی ہیں۔ شہری اقتصادیات میں غیر رسمی ملازمت کو تسلیم اور شامل کرنا خوشحالی اور سماجی شرکت کے لیے لازمی امر ہے۔

تعلیم کا ایک اور مثبت سماجی اثر جرائم کی تخفیف ہے۔ انگلینڈ اور ویلز میں لازمی تعلیم کے دورانیے میں اضافے سے جرائم اور تشدد کے واقعات میں واضح کمی آئی۔ امریکہ میں ابتدائی تعلیم میں سرمایہ کاری طویل المدت اثرات مرتب کرتی ہے اور بلوغت کے بعد کے برسوں میں جرائم کی کمی کا باعث ہے۔

تعلیم شہروں میں ماحول کو درپیش خطرات سے آگاہی اور اس حوالے سے فرد کے فرائض کا شعور عام کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہم بسوں اور سائیکل کے ذریعے سفر کرنے کی افادیت واضح کر سکتے ہیں۔ لاگوس، نائیجریا میں ایک نئی ٹرانزٹ بس سروس پر تفصیلی پروگرام سے، عمل درآمد میں تاخیر میں واضح کمی آئی۔ وہ ممالک جہاں صرف سائیکل چلانے کے لیے مخصوص شہر ہیں جیسے جرمنی، ڈنمارک اور ہالینڈ، وہاں تعلیم کو ان پیغامات سے مربوط کر دیا گیا ہے جو بچے بہت کم عمری سے ہی سیکھتے ہیں۔

......لیکن یہ شہری عدم مساوات میں اضافہ بھی کر سکتی ہے

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ تعلیم سماجی تفریق کو مزید نہ بڑھائے، حکومت کو تعلیم سے متعلق متوازن اقدامات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، جو شہر کی امتیازی خوبیوں کو اس طرح آگے بڑھائے کہ تمام شہریوں کی شرکت اس میں ممکن ہو۔

شکل 5:

FIGURE 5:

Developing countries have ruralurban disparity but also very high intra-urban disparity

Disparity based on location (ruralurban) and wealth (bottom and top quintile) in lower secondary completion rates

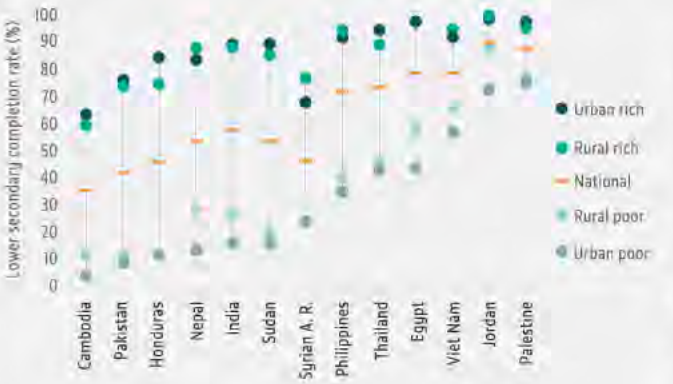

Source: GEM Report team analysis (2016) based on Demographic and Health Surveys, Multiple Indicator Cluster Surveys and national household survey data.

شہر کے اندر تعلیمی امتیاز اگر اس سے زیادہ نہیں تو تقریباً اتنا ہی ہے جتنا کہ شہری اور دیہاتی علاقوں کے مابین پایا جاتا ہے۔ شہر میں رہنے کے ممکنہ فوائد اس صورت میں نہیں مل پاتے اگر مساوات پر مبنی پالیسی نہ اختیار کی جائے۔ امتیازی پالیسی اور فیصلے، جیسے اچھے اساتذہ کی غیر منصفانہ تقسیم بھی عدم مساوات کو جنم دیتی ہے۔ چلی کے شہری علاقے 'کان سیپ سیئن (Concepcion) اچھے معیار کے اسکولوں کی تقسیم میں واضح تضادات پائے گئے۔

نجی اسکول، جو عموماً حکومت کی جانب سے خدمات کی عدم فراہمی کا نتیجہ ہوتے ہیں، اس سماجی فرق کو کم بھی کرتے ہیں اور ہوا بھی دیتے ہیں۔ اسکول کا انتخاب، سرکاری، غیر سرکاری، چارٹر یا دیگر غیر سرکاری ادارے، بیک وقت آبادی کے عدم اطمینان کی وجہ اور نتیجہ ہوتے ہیں۔

تعلیم میں غیر مساوی تقسیم نامناسب رویوں سے اور زیادہ نقصان دہ بن سکتی ہے۔ اساتذہ مسلسل پناہ گزین اور اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ سے امتیازی سلوک روا رکھتے ہیں، جس سے ان کی سماجی درماندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ شنگھائی میں اکثر اساتذہ نے یہ بتایا کہ پہلی جماعت میں پناہ گزین بچے، اپنے پس منظر پر قابو پانے کے باوجود زبان سیکھنے میں کم نمبر لیتے ہیں۔ اگر اسکولوں میں کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والے طلبہ سے روا رکھے جانے والا رویہ متشدد ہو تو تعلیم سماجی تنہائی میں بھی اضافہ کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔

نسل، سماجی رتبے اور قوم کی بنیاد پر امتیازی رویہ اختیار کرنا امریکہ، یورپ کے اکثر ممالک اور ایسے ممالک جہاں نسلی تنازعات کی تاریخ رہی ہے جیسے جنوبی افریقہ کے شہروں میں غالب رجحان کی حیثیت رکھتا ہے۔ تعلیم پر مبنی امتیازی رویہ خاص طور پر ان بڑے شہروں میں دیکھنے میں آتا ہے جہاں جدید ٹیکنالوجی اور علم پر مبنی معیشت، پائی جاتی ہے۔ امریکہ کے 30 سب سے بڑے شہروں میں 90% امیر اور غریب گھرانوں کے مابین فرق بڑھا ہے۔ یورپ کے 13 بڑے شہروں کے مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جوں جوں زیادہ تعلیم یافتہ افراد علم پر مبنی صنعتوں کو سنبھال رہے ہیں، سماجی اقتصادی اور مکانی فاصلے بڑھ رہے ہیں۔

تعلیم اور زندگی بھر سیکھنے کا شہری منصوبہ بندی پر اثر پڑتا ہے اور شہروں کو تبدیل کرنے میں مدد ملی ہے

تعلیم شہری منصوبہ بندی پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ مربوط کوششوں کا ایک حصہ ہے۔ برلن میں پڑوس کے انتظامی منصوبوں کا آغاز کیا گیا تا کہ سرگرمیوں، تعلیم اور روزگار کے مواقع کے ذریعے ایک ''سماجی طور پر مربوط شہر'' پیدا کیا جاسکے۔

اس امکان کا احساس کرتے ہوئے شہروں کی منصوبہ بند کرنے والوں کے لیے کثیر شعبہ جاتی تربیت دینے کی ضرورت ہے تا کہ وہ مختلف شعبوں میں پائیدار ماحول کو فروغ دینے کے لیے کام کرسکیں۔ زیادہ ممالک میں شہری منصوبہ بندی کے اسکول اور پروگرام بہت کم ہیں۔ بھارت میں100,000 شہریوں کے لیے صرف 1 منصوبہ ساز ہے جبکہ کینیڈا اور امریکہ میں ہر 5,000 لوگوں کے لیے 1 پلانز موجود ہے۔

> ”بھارت میں 100,000 شہریوں کے لیے صرف 1 منصوبہ ساز ہے جبکہ کینیڈا اور امریکہ میں ہر 5,000 لوگوں کے لیے 1 پلانز موجود ہے“

تعلیم پر مبنی شراکتی نقطہ نظر پسماندہ لوگوں کی ضروریات کو تسلیم کرتے ہیں اور شہری منصوبہ بندی اور فیصلہ سازی کو بہتر بناتے ہیں۔ کچی بستیوں کے بین الاقوامی نیٹ ورک نے کمیونٹی کے ارکان کی عدم مساوات کو سامنے لانے اور مقامی حکومت سے خدمات کا مطالبہ کرنے میں مدد کی ہے۔ افریقی پلاننگ سکولوں کی ایسوسی ایشن کے تعاون کے ساتھ شہری منصوبہ بندی کی مطابقت میں اضافہ کرنے کے لیے خاص طور پر غیر رسمی بستیوں کے سلسلے میں کوششوں میں مصروف ہے۔

باخبر شہر رہنما شہروں کو بدلنے کے لیے تعلیم اور زندگی بھر سیکھنے کے عمل کو استعمال کر سکتے ہیں۔ میڈیلن، کولمبیا میں میئر نے اس شہر کو دنیا کا سب سے متشدد شہر سے سب سے زیادہ جدید شہر بنانے کے لیے تعلیم پر مبنی سماجی تبدیلی کی حکمت عملی کا استعمال کیا۔ جب شہر تیزی سے بڑھتے ہیں تو انھیں پائیدار اور جامع بنانے کے لیے مقامی خود مختاری کو بہتر بنانے پر زور دیتے ہوئے تعلیم کی حکمت عملی پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

Favelas in Rio de Janeiro, which formed when lots of people moved from the Brazilian country-side to the city.

CREDIT: GEM Report/Anna Spysz

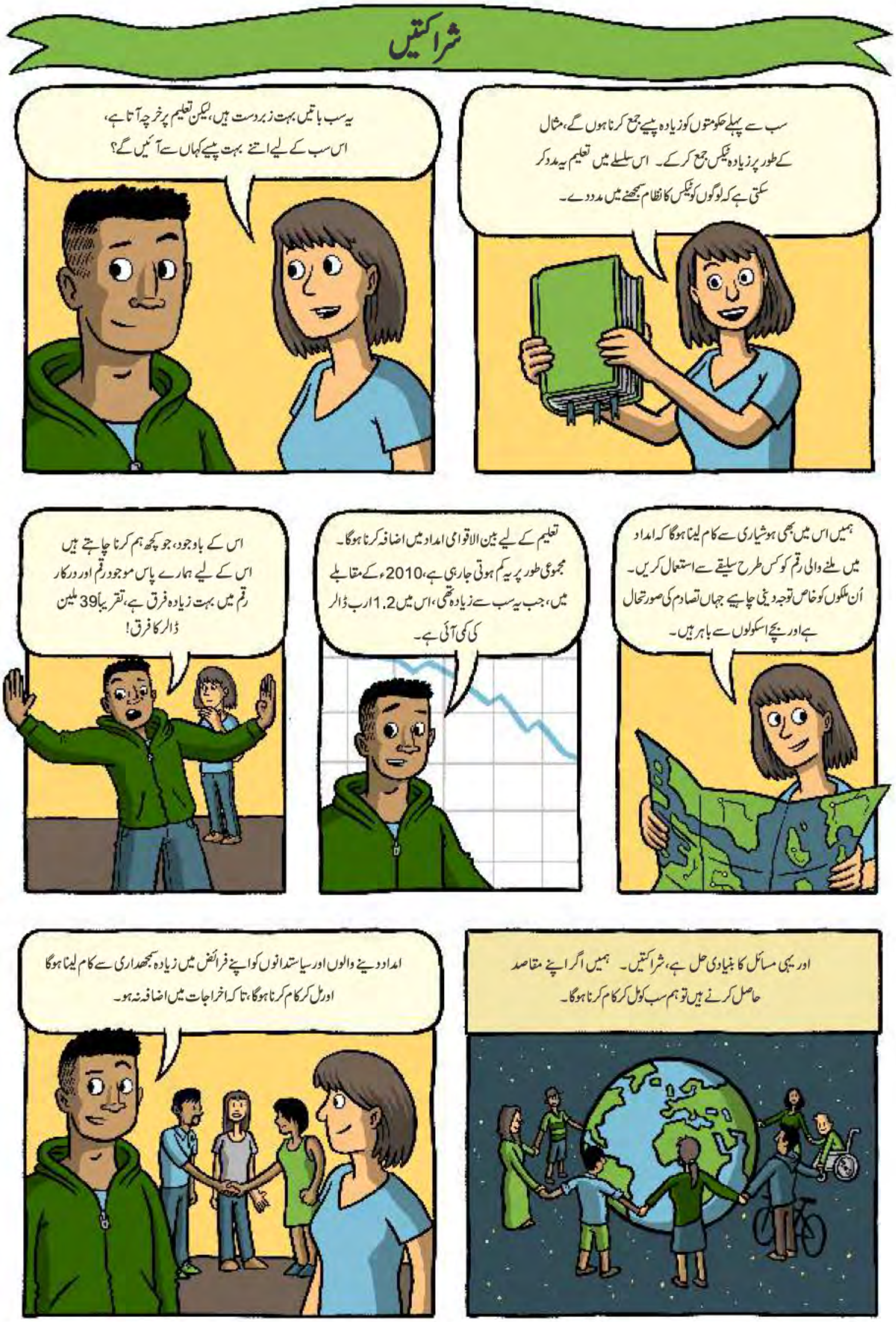
شراکتیں
سب سے پہلے حکومتوں کو زیادہ پیسے جمع کرنا ہوں گے، مثال کے طور پر زیادہ ٹیکس جمع کر کے۔ اس سلسلے میں تعلیم یہ مدد کر سکتی ہے کہ لوگوں کو ٹیکس کا نظام سمجھنے میں مدد دے۔
یہ سب باتیں بہت زبردست ہیں، لیکن تعلیم پر خرچہ آتا ہے، اس سب کے لیے اتنے بہت پیسے کہاں سے آئیں گے؟
ہمیں اس میں بھی ہوشیاری سے کام لینا ہوگا کہ امداد میں ملنے والی رقم کو کس طرح سلیقے سے استعمال کریں۔ اُن ملکوں کو خاص توجہ دینی چاہیے جہاں تصادم کی صورتحال ہے اور بچے اسکولوں سے باہر ہیں۔
تعلیم کے لیے بین الاقوامی امداد میں اضافہ کرنا ہوگا۔ مجموعی طور پر یہ کم ہوتی جا رہی ہے، 2010ء کے مقابلے میں، جب یہ سب سے زیادہ تھی، اس میں 1.2 ارب ڈالر کی کمی آئی ہے۔
اس کے باوجود، جو کچھ ہم کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے ہمارے پاس موجود رقم اور درکار رقم میں بہت زیادہ فرق ہے، تقریباً 39 ملین ڈالر کا فرق!
اور یہی مسائل کا بنیادی حل ہے، شراکتیں۔ ہمیں اگر اپنے مقاصد حاصل کرنے ہیں تو ہم سب کو مل کر کام کرنا ہوگا۔
امداد دینے والوں اور سیاستدانوں کو اپنے فرائض میں زیادہ سمجھداری سے کام لینا ہوگا اور مل کر کام کرنا ہوگا، تاکہ اخراجات میں اضافہ نہ ہو۔

شراکتیں: SDG4 اور دیگر SDGs کے حصول کے لیے لازمی شرائط

2030ء منصوبہ آج درپیش سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی مسائل کو ناقابل تفریق سمجھتے ہوئے اس کے لیے مربوط حکمت عملی پر زور دیتا ہے۔ SDG17 دیگر تمام SDGs کے حصول کے ذرائع کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کے لیے ایک تازہ دم عالمی شراکت داری کی دعوت دیتا ہے۔ اس کے اہداف باہمی تعاون کی ضرورت واضح کرتے ہیں تاکہ من جملہ دیگر ضروریات کے مناسب مالیات، زیادہ مربوط پالیسیاں اور متنوع اسٹیک ہولڈرز (متعلقین) کی شراکت کو ممکن بنایا جاسکے۔

مالیات

جیم رپورٹ ٹیم کا تخمینہ ہے کہ غریب اور اوسط آمدن والے ممالک میں ہر بچے اور نوجوان کو پرائمری اور ثانوی درجے تک لازمی تعلیم دینے کے سالانہ اخراجات 2030ء میں 149 ارب ڈالر سے بڑھ کر 340 ارب ڈالر ہو جائیں گے۔ جولائی 2015ء میں منعقدہ 'اوسلو سربراہی اجلاس تعلیم برائے ترقی' میں 'عالمی تعلیمی امکانات کی مالیات کاری پر بین الاقوامی کمیشن' نے اعلان کیا تھا کہ وہ اس مالی فرق کو پورا کرنے کے لیے اقدامات تجویز کریں گے۔

''تعلیم 2030ء کے اقدام کا لائحہ عمل'' نے ملکی مالیات کے لیے دو معیار تجویز کیے ہیں: GDP کا 4 سے 6 فیصد اور سرکاری اخراجات کا 15 فیصد سے 20 فیصد۔ اس کے علاوہ بھی ملکی سطح پر مزید وسائل اکھٹا کرنا لازم ہیں۔ تمام کمزور اقتصادی حالت والے ممالک کا نصف ایسا ہے جہاں ٹیکس کا GDP سے تناسب 15 فیصد ہے، ابھرتی ہوئی اقتصادی قوتوں میں یہ تناسب 18 فیصد جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں 26 فیصد ہے۔ غریب ممالک میں ٹیکس کا تناسب بڑھانے کے لیے ملکی اور عالمی کوششوں کی ضرورت ہے۔ تعلیم ٹیکس دینے والوں کے رویے میں تبدیلی لاسکتی ہے اور قانون کے احترام پر مائل کرسکتی ہے۔ 1996ء سے 2010ء تک 123 ممالک سے جمع کیے گئے اعداد و شمار ثابت کرتے ہیں کہ کم ٹیکس دینا کم خواندگی سے جڑا ہوا ہے۔ عام طور پر جو ٹیکس چراتے ہیں وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مراعات یافتہ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن تعلیم ٹیکس کے حوالے سے مثبت رویوں کو فروغ دیتی ہے۔ لاطینی امریکا میں 9 ممالک میں محکمہ محصولات اور محکمہ تعلیم کے اشتراک سے، ٹیکس سے متعلق اسباق نصاب کا حصہ بنائے گئے ہیں۔

ٹیکس چرانا اور ٹیکس بچانا بھی ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا حل نکالنا عالمی ذمہ داری ہے۔ حالیہ تخمینوں کے مطابق غریب ممالک، سمندر پار کمپنیوں میں سرمایہ کاری کی وساطت سے ٹیکس بچانے کے بین الاقوامی نظام کے باعث تقریباً 100 ارب ڈالر سالانہ کے ٹیکس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ٹیکس مراعات، معاہدوں اور نقصان دہ تجارتی فیصلوں کے حوالے سے عالمی مربوط کوششوں کی ضرورت ہے تاکہ غریب ممالک کو ٹیکس کی وہ رقم مل سکے جو وہ کھو چکے ہیں۔

> ''ٹیکس بچانے کے بین الاقوامی نظام کے باعث تقریباً 100 ارب ڈالر سالانہ کے ٹیکس سے محروم رہ جاتے ہیں۔''

کئی ممالک میں تعلیم کی خاطر حکومت کی جانب سے عوام پر خرچ کیے جانے والے پیسے کی ترجیحات تبدیل کی جاسکتی ہیں۔ تعلیم کو بہتر ترجیح بنانے کے دو طریقے توانائی کے قدرتی ذرائع سے چھوٹ کا خاتمہ اور تعلیمی فنڈ کی کم از کم حد طے کرنا ہے۔ انڈونیشیا میں عوام پر خرچ کیے جانے والے پیسے کی ترجیحات میں تبدیلی کی گئی اور اس کا بڑا حصہ قدرتی ذرائع پر چھوٹ واپس لینے سے تھا، جس سے 2005ء سے 2009ء کے درمیان تعلیم پر 60 فیصد زیادہ خرچ کیا گیا۔

تمام ملکی وسائل کو بڑھا دیا جائے تب بھی سالانہ 39 ارب ڈالر کا فرق رہ جاتا ہے۔ اس لیے غریب ممالک کے لیے مالی امداد بہرحال ایک لازمے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے باوجود 2013ء کے مقابلے میں 2014ء میں تعلیمی امداد میں 600 ملین ڈالر کی کمی کی گئی۔ اس تناظر میں تین راستے امید افزا ہیں: تعلیم پر خرچ کرنے کے لیے مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی رقم سے کم سے کم حد مقرر کرنا؛ مزید امداد ملکی سطح پر مقتدر افراد کی تربیت کے لیے مخصوص کرنا تاکہ ان کی وسائل جمع کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کیا جائے؛ اور امداد کے مستحق ممالک اور تعلیمی درجات کا زیادہ بہتر تعین کرنا۔ موجودہ کام کو بہتر بنانے کی ابھی کافی گنجائش موجود ہے: ابتدائی تعلیم میں سرمایہ کاری کے گوناں گوں فوائد کے باوجود اس وقت ابتدائی تعلیم اور ابتدائی حفظان اطفال کے لیے براہ راست عالمی امداد کا حجم محض 106 ملین ڈالر ہے، اور اس میں اعلیٰ ثانوی تعلیم کے لیے محض 3 فیصد حصہ بچتا ہے۔

پالیسی کی مطابقت

ہر شعبے کے مسائل الگ سے حل کرنے کی کوشش پائیدار ترقی کو درپیش باہم مربوط مسائل کو حل کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ SDGs کا وسیع منصوبہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مختلف شعبے مل کر کام کریں۔ تعلیم کے شعبے میں دیگر شعبہ جات کی مدد سے ممکنہ اقدامات میں اسکول میں غذا کی فراہمی، اسکول میں صحت کی جانچ، حفظان اطفال کے منصوبے، اور مختلف مہارتوں اور روزگار کی تربیت کے لیے مل کر کام کیا جاسکتا ہے۔

ملکی سطح پر مختلف شعبوں کی باہم مربوط منصوبہ بندی میں کامیاب کوششیں سیاسی عزم، ادارہ جاتی تعاون، درکار مہارت، اور کافی اعداد و شمار کو ظاہر کرتے ہیں۔

FIGURE 6:

Aid to basic education is not related to need

Total aid to basic education per primary school-age child (2014) and primary completion rate (20082014)

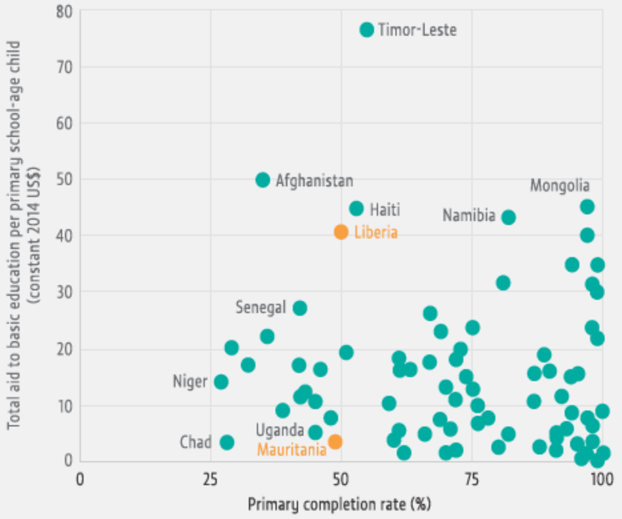

Sources: GEM Report team analysis based on OECD Creditor Reporting System data (2016); World Inequality Database on Education.

نائیجریا میں قرضوں سے نجات کے لیے قائم ہونے والے فنڈ کو 'میلینیم ڈویولپمنٹ گولز' سے منسلک کر کے تعلیم، صحت، پانی اور صفائی کی خدمات کی فراہمی کے لیے استعمال میں لایا گیا۔ کولمبیا کے قومی ترقیاتی منصوبے میں تعلیم، امن اور مساوات کو صدارتی ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے: یہ طے کیا گیا ہے کہ 2025ء تک یہ لاطینی امریکہ کا سب سے زیادہ خواندگی والا ملک ہوگا۔ **شکل 6:**

سرکاری ادارے عموماً اپنے ہی شعبے میں پالیسی سازی اور اس پر عمل درآمد کے عادی ہوتے ہیں جس سے باہم رابطہ کاری اور تعاون کا عمل کمزور پڑ جاتا ہے۔ غریب ممالک میں ایسے ترقیاتی منصوبے معمول نہیں استثنٰی میں شمار ہوں گے جس میں معیاری تعلیم کے مالیاتی منصوبوں کو دیگر شعبوں سے مربوط کیا گیا ہو، اور منصوبہ سازی اور مالیات کے نظام کا کل انحصار مرکز پر نہ ہو۔

امداد دینے والے اداروں کو SDGs کے لیے درکار مربوط منصوبہ بندی سے متعلق اپنے منصوبوں پر عمل کرتے ہوئے دو بڑی مشکلات کا سامان کرنا پڑتا ہے: ترقی کا مربوط تصور ان کے ہاں کم ہوتا ہے اور انھیں مختلف شعبوں کے مابین رابطہ کاری میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امداد کو ممالک کی ضرورت کے مطابق نہیں فراہم کیا جاتا۔ لائبریا اور ماریطانیہ میں نصف کے قریب بچے پرائمری تعلیم مکمل کرتے ہیں، لیکن لائبریا کو فی بچہ بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے لیے دس گنا زیادہ امداد دی جاتی ہے۔

شراکتیں

مقامی اور قومی حکومتیں، سول سوسائٹی، اہل دانش، سائنسدان، نجی شعبہ اور عالمی سطح پر متنوع مفادات والے ادارے ان چند مددگاروں میں سے ہیں جو SGDs جیسے عالمی منصوبوں کو ممکن بنانے میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس بڑے منصوبے میں جسے ممکنہ طور پر قومی حکومتوں کو آگے لے کر چلنا ہے، سول سوسائٹی، نجی شعبہ اور متنوع مفادات والے ادارے خاص طور پر مالیات کی فراہمی، عمل درآمد، اور باہمی احتساب میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

سول سوسائٹی کی بڑھتی ہوئی سرگرمی EFA منصوبے کی ایک بڑی کامیابی تھی۔ لیکن سول سوسائٹی کی شراکت کو زیادہ ثمر آور بنانے کا چیلنج بہرحال موجود ہے۔ وہ ادارے کیسے اپنی آزادانہ رائے رکھ سکتے ہیں جن کا زیادہ تر انحصار بیرونی امداد پر ہے؟ اس کے علاوہ سول سوسائٹی میں ہی بے چین کرداروں کی بڑی تعداد میں موجودگی ایک اور چیلنج ہے۔

> "SDG ایجنڈا کی کامیابی کے لیے مالیاتی اور رابطہ کاری کے اداروں کا کردار انتہائی اہم ہے۔"

نجی شعبہ SDGs کے حصول کے لیے جو مالی وسائل اور رفتار مہیا کر سکتا ہے وہ خوش امیدی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ لیکن جہاں کچھ لوگوں کے نزدیک نجی شعبہ کی شرکت سے مالی وسائل، لچک، اختراع اور تعلیم کے نتائج میں اضافہ ہوگا، وہاں بعض کے نزدیک اس سے موجودہ فاصلے مزید بڑھیں گے اور اسکولوں میں تجارتی مقاصد کی بالادستی ہوگی۔

مالیاتی اور رابطہ کاری کے اداروں کا کردار انتہائی اہم ہے۔ عالمی سطح پر تعلیم کی رابطہ کاری جن اداروں پر مشتمل ہے، ان میں SDG۔تعلیم 2030 کی سٹیرنگ کمیٹی، 'گلوبل ایجوکیشن میٹنگز'، مقامی اجلاس اور 'تعلیم سب کے لئے' کے مقصد کے لیے کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کے سفارشات کا ادارہ (تعلیم سب کے لیے پر این جی اوز کی مشترکہ مشاورت) شامل ہے۔ ممکنہ طور پر 'سٹیرنگ کمیٹی' وہ مرکزی ادارہ ہوگا جو ممالک کی مدد کرے گا، ترقی کا جائزہ لے گا، اور تمام فریقوں میں رابطہ کاری کی حوصلہ افزائی کرے گا۔ تعلیم کے شعبے میں قائم ہونے والا متنوع مفادات والے عالمی ادارہ 'عالمی شراکت برائے تعلیم' صحت کے شعبے میں قائم ہونے والے اسی طرح کے ادارے (ٹی بی، ایڈز، ملیریا اور GAVI کے لیے عالمی فنڈ) سے بہت کچھ سیکھ سکتا ہے جو فنڈز کا ایک بڑا حصہ استعمال کر رہے ہیں۔ اس طرح ایک اور ادارہ 'تعلیم انتظار نہیں کر سکتی' اس مقصد کے لیے چندہ اکھٹا کرتی ہے کہ مسلح تصادم، قدرتی آفات اور وبائی علاقوں میں تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھی جا سکیں۔

پیش بین خاکے: وسیع تر تعلیم پائیدار ترقی کے نتائج پر کیسے اثر انداز ہوگی؟

شکل 7:

FIGURE 7:

Not even universal primary completion will be achieved by 2030 in low and middle income countries on past trends

Projected attainment rates of 15- to 19-year-olds by education level and country income group, 2010-2080

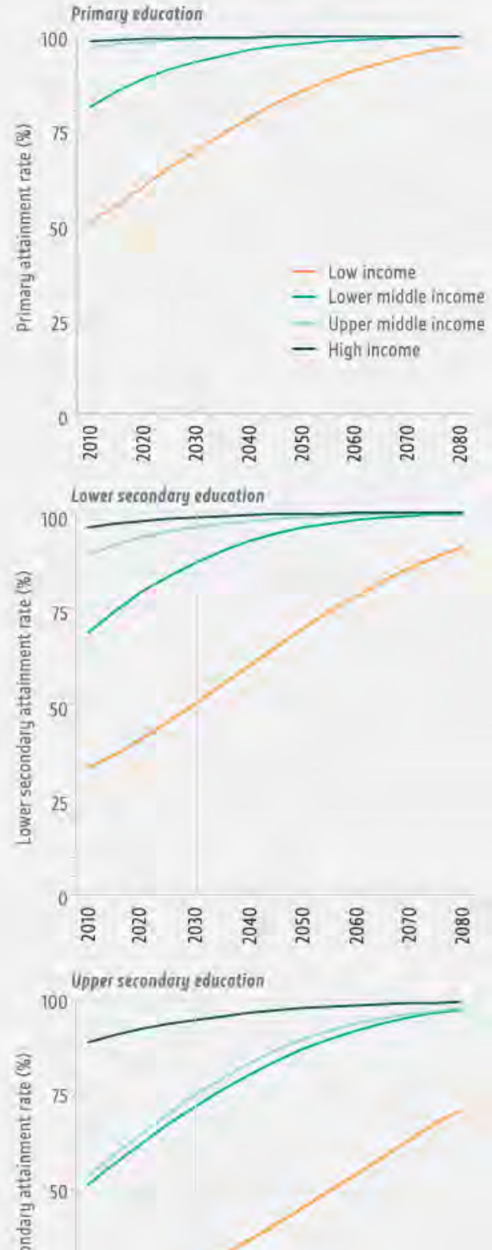

Source: Barakat (2016).

2030ء اور اس کے بعد عالمی شرح تعلیم کا پیش بین خاکہ

2016 کی GEM رپورٹ نے 2030ء تک تمام بچوں کی ثانوی تعلیم کی تکمیل کے مقصد کے ممکنات کا اندازہ لگانے کے لیے پوری دنیا کے اعداد و شمار اور ایک مربوط طریقہ تحقیق کی مدد سے یہ پیش بین خاکہ مرتب کیا ہے۔ اس کا پیغام بہت اہم ہے کہ دُنیا کو عالمی تعلیم کے مقاصد حاصل کرنے میں 50 سال لگیں گے۔ اگر اسی رفتار سے پیش رفت جاری رہی تو 2040ء تک لازمی پرائمری تعلیم کا ہدف حاصل ہوگا اور لوئر ثانوی تعلیم کا ہدف 2059 میں حاصل ہوسکے گا جبکہ اعلیٰ ثانوی تعلیم کی تکمیل 2084ء میں ہوگی۔ کم آمدن والے ممالک امیر ممالک کے مقابلے میں لازمی پرائمری تعلیم کا ہدف 100 سال میں حاصل کریں گے۔ اس خاکے کا بنیادی نتیجہ یہ ہے کم اور درمیانی آمدنی والے ممالک میں SDG کے منظر نامہ کے لیے ماضی کے رجحانات سے ناطہ توڑنا ہوگا اگر ہم 4.1 کا ہدف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ترقیاتی نتائج پر متوقع اثرات

اگرچہ پیش بین خاکے کے نتائج یہ ظاہر کرتے ہیں کہ SDG اہداف کا حصول ممکن نہیں، تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سمت میں ہونے والی معمولی سی ترقی بھی آئندہ نسلوں میں مثبت تبدیلی کا باعث ہوگی۔ یہ اندازہ کرنے کے لیے کہ تعلیم کا اثر دیگر SDG نکات پر کیا ہوگا، جیم رپورٹ نے اس بات کا تجزیہ کیا کہ تعلیم پر کیے جانے والے اخراجات کس حد تک زندگی بچانے (بعد از پیدائش اور زچگی میں بچوں کی اموات کم کر کے اور بڑوں میں اوسط عمر بڑھانے کے لحاظ سے)؛ افراد اور اقوام کو غربت سے نجات دلانے (کل قومی پیداوار میں اضافے اور شدید غربت میں کمی لاکر)؛ اور قدرتی آفات میں حفاظت میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

اگر 2030ء تک ابتدائی ثانوی تعلیم کا ہدف حاصل کرلیا گیا تو افریقہ میں ہر ایک ہزار زندہ پیدا ہونے والے بچوں میں پانچ سال کی عمر سے قبل واقع ہونے والے اموات 68 سے گھٹ کر 54 ہوجائیں گی، اور 2050ء تک اس میں مزید کمی آئے گی اور یہ تعداد 51 سے 38 اموات تک گھٹ سکتی ہے۔ کیونکہ بچوں کی صحت پر سماجی فلاحی سرگرمیوں، اور طبی عمل اور رویوں سے بھی فرق پڑتا ہے، اس لیے اس بات کا بھی امکان ہے کہ بچوں کی شرح اموات میں اس تخمینے سے بھی زیادہ کمی واقع ہو۔

تعلیم کارکنوں کی پیداواری صلاحیت اور ٹیکنالوجی میں ترقی اور استفادہ کے باعث فی کس آمدنی میں اضافے کا بھی باعث بنتی ہے۔ کم آمدنی والے ممالک میں اعلیٰ ثانوی تعلیم کو لازمی کردینے سے 2050ء تک فی کس آمدنی میں 75 فیصد اضافے کی توقع ہے۔ اگرچہ SDG کا ہدف 4.1 شدید غربت کو 2030ء تک ختم کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا، لیکن اس سے غربت کے خاتمے کا عمل دس برس آگے بڑھ جائے گا۔

تعلیم قدرتی آفات میں ہونے والی اموات میں واضح کمی لاسکتی ہے کیونکہ تعلیم یافتہ لوگوں کو خطرے کا زیادہ شعور ہوتا ہے، ان کی خطرے سے نمٹنے کی تیاری بہتر درجے کی ہوتی ہے، اور جب قدرتی آفت آئے تو نسبتاً ان کا نقصان کم ہوتا ہے۔ اگر عالمی سطح پر لازمی ثانوی تعلیم کا ہدف 2030ء تک حاصل کرلیا گیا اور قدرتی آفات کے وقوع پذیر ہونے کی اوسط یہی رہی، تو 2050-2040ء میں واقع ہونے والی قدرتی آفات میں دس سے بیس ہزار افراد کو اموات سے بچایا جاسکے گا۔ جبکہ یہ بھی پیش نظر رہے کہ 2000ء سے 2010ء تک قدرتی آفات میں پوری دنیا میں 2,50,000 افراد کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اگر لازمی ثانوی تعلیم کا ہدف حاصل کرلیا گیا تو اس کا سب سے مثبت اثر براعظم ایشیا پر پڑے گا جہاں آبادی گنجان ہے اور قدرتی آفات کے خطرے سے دوچار آبادی کا بڑا حصہ ساحلی علاقوں میں بستا ہے۔

تعلیم اور پائیداری: ہم کیا جانتے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے

اس خلاصے میں تعلیم اور پائیدار ترقی کے مابین تعلق کی مختلف صورتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ پرائمری اور ثانوی تعلیم کی تکمیل کی فوائد حقیقی ہیں جس سے نہ صرف افراد مستفید ہوتے ہیں بلکہ اس کا اثر ان کے خاندانوں، سماج اور کام کرنے والی جگہوں پر بھی مرتب ہوتا ہے۔ زیادہ تعلیم یافتہ افراد ماحول کے حوالے سے زیادہ شعور کا مظاہرہ کرتے ہیں، موسمیاتی تبدیلی سے زیادہ بہتر طور پر نمٹ سکتے ہیں، ان کی پیداواری اور کمانے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے، اس کا زیادہ امکان ہوتا ہے کہ وہ زیادہ صحت مند زندگی گزاریں، سیاسی سطح پر وہ سرگرم ہوتے ہیں اور اپنی زندگی کے اختیار کو زیادہ بہتر طور پر کام میں لاتے ہیں۔ خواتین اور بچیوں کی تعلیم کے فوائد بھی متنوع اور کئی نسلوں تک پہنچنے والے ہیں۔

اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ دنیا کے بدلتے حالات تعلیم کے اثرات کو تبدیل کرنے کا باعث ہیں۔ مثال کے طور پر عالمی معیشت نے کچھ لوگوں کے لیے دولت کی انبار لگا دیئے ہیں جبکہ کچھ لوگ بہت پیچھے رہ گئے ہیں، ان کی زندگی اور روزگار اقتصادی تبدیلیوں یا غربت یا ان دونوں کا ہدف ہے۔ اقتصادیات میں خسارہ، سیاسی عدم تحفظ اور تصادم میں اضافہ کرتا ہے، جو کروڑوں انسانوں کو مہاجرت پر مجبور کردیتا ہے۔ قدرتی آفات اور موسمیاتی تبدیلی سے ہونے والی نقل مکانی مختلف ممالک میں ان کوششوں کو ناکام بنادیتی ہے کہ 12 برس سے کم عمر کے تمام بچوں کو تعلیم دینے اور زندگی بھر سیکھتے رہنے کے لیے سہولت فراہم کریں۔

> ”پائیدار ترقی کے نئے منصوبے کے مطابق تبدیلی لانے کے لیے ’عام طور پر دی جانے والی تعلیم‘ کافی نہیں۔“

پائیدار ترقی کے نئے منصوبے کے مطابق تبدیلی لانے کے لیے ’عام طور پر دی جانے والی تعلیم‘ کافی نہیں۔ تعلیم ایسی سوچ کو جنم دینے والی ہو جو متعلقہ، جامع، ہمدرد، پیش بین اور منظم ہو۔ اسکولوں کو ایسے مقامات بنانا ہوگا جو پائیدار ترقی کے مثالی ادارے ہوں: سب کی شرکت یقینی بنانے والے، جمہوری، صحت مند، کاربن سے پاک علاقے جو SDGs کے حصول کی بنیاد رکھیں۔

درج ذیل پالیسی سفارشات یہ بتاتی ہیں کہ تعلیمی نظام کس طرح پائیدار ترقی میں اپنا کردار زیادہ بہتر طور پر ادا کرسکتے ہیں:۔

- تمام شعبوں اور شراکت داروں کے ساتھ تعاون اور باہمی اشتراک کریں۔ سسٹم کے مسائل کے حل کے لیے متعلقہ لوگوں اور متنوع نقطہ نظر درکار ہوتا ہے۔ تمام شراکت داروں سمیت مختلف وزارتوں، ماہرین تعلیم اور سول سوسائٹی کو مقامی اور قومی سطح پر شامل کرنے کی مستحکم کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔
- حکومتوں کو شعبہ جاتی مسائل سے نمٹنے کے لئے رسمی اور غیر رسمی تعلیم و تربیت دینی چاہیے۔ تعلیم تمام شعبوں کی صلاحیتیں بڑھانے کے لئے ایک اہم ذریعہ ہوسکتا ہے۔ کئی SDG اہداف کے لیے خصوصی مہارتوں اور تجربے کی ضرورت ہوتی ہے جو نظام تعلیم مہیا کرتے ہیں۔
- تعلیم آمدنی کی عدم مساوات کو کم کرنے میں مدد نہیں دے سکتی ہے لیکن اپنے طور پر نہیں۔ پسماندہ گروپوں تک اچھے معیار کی پرائمری اور ثانوی تعلیم کی وسیع تر رسائی سے بہتر آمدن اور عدم مساوات کے خاتمے میں مدد ملے گی۔ لیبر مارکیٹ کے قواعد وضوابط اور ٹیکنالوجی کی تبدیلیوں سے کم محفوظ ملازمتوں خاص طور پر غیر رسمی شعبے کے کارکنوں کو ضرر نہیں دینا چاہئے۔
- نظام تعلیم میں درج ذیل کے لیے وسیع تر مالیت کاری کرنے کی ضرورت ہے: (الف) بنیادی اور ثانوی تعلیم کی تکمیل کو لازمی بنانا؛ (ب)، قابل اور ماہر اہل علم اور متحرک اساتذہ کی تعداد میں اضافہ کرنا؛ (ج) پسماندہ آبادیوں کو اچھے معیار کی تعلیم فراہم کرنا؛ اور (د) موسمیاتی تبدیلی کے اثرات اور تنازعات کے امکان کے لئے تیار رہنا۔

مساوات کو بہتر بنانا

- تمام بچوں بالخصوص لڑکیوں کے لیے پرائمری اور ثانوی تعلیم، خواتین کی خود مختاری اور فیصلہ سازی کی قوت میں اضافے کرنا بہت اہم ہوتا ہے۔ یہ ہدف حاصل کرنے سے آبادی کے اضافے میں کمی ہوگی، سماجی اقدار اور طور طریقے اگلی نسلوں تک منتقل ہوں گے، اور دنیا پر بڑھنے والے بوجھ کو روکا جاسکے گا۔
- اقلیتوں، پناہ گزینوں اور بے گھر ہوجانے والی آبادی کے لیے بنائی جانے والی تعلیمی پالیسی میں ذریعہ تعلیم کی زبان، غیر متعصب نصاب اور تدریسی مواد کو ترجیح بنایا جائے۔ ایسے ممالک میں جہاں نسلی گروہ اور پناہ گزین بڑی تعداد میں موجود ہوں، وہاں قابل اساتذہ کا ایسا گروہ ترتیب دینا لازمی ہے جو متعلقہ زبان میں تعلیم دینے کے اہل ہوں۔ مسلح تصادم کے خاتمے کے بعد ایسے علاقوں میں تمام فریقوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کے لیے مشترکہ اسکول، بچوں اور معاشرے دونوں پر مثبت اثر ڈالتے ہیں۔
- شہری منصوبہ بندی میں تعلیمی منصوبہ بندی کو شامل رکھنا چاہیے اور دیہی علاقے نظر انداز نہیں کرنے چاہیے۔ کچی بستیوں میں رہنے والوں کے لیے تمام ضروریات زندگی بہ شمول تعلیم تک رسائی کی منصوبہ بندی لازم ہے۔ سرکاری سہولیات اور قابل اساتذہ کو تعلیمی اداروں میں مساوی تقسیم کرنا چاہیے اور اسکولوں کو محفوظ اور تشدد سے پاک بنانے کی ضرورت ہے۔ دیہات میں کم ہوتی آبادی اور دیہی اسکولوں میں طلبہ کی کمی کے حوالے سے منصوبہ بندی اور سماجی اقدامات توجہ طلب ہیں۔

تعلیم کے نکتہ ارتکاز میں تبدیلی

- مہارتوں کو فروغ دینے کی پالیسی ترتیب دیتے ہوئے وسط مدتی اور طویل المدتی ضروریات، اور ان پالیسیوں کا پائیدار ترقی پر اثر مدنظر رکھنا چاہیے۔ طلبہ کو ماحول دوست مہارتیں سکھانے اور کارکنان میں ان مہارتوں کے حصول اور انھیں ترقی دینے کے وسائل بڑھانے کے ساتھ ساتھ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے نصاب میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ صنعت و تجارت کے ساتھ بہتر تعاون، تدریس کے معیار اور افادیت میں اضافے کا باعث ہوگا۔
- SDGs کے اہداف کے حصول میں سماج، امن اور پائیداری کے موضوعات پر تعلیم کے منصوبے اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اگر انھیں اچھی طرح منظم کیا جائے تو ان کے نتائج متنوع فوائد کا باعث بن سکتے ہیں جیسے یہ زیادہ منصفانہ نظام عدل کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ، عدالتی اور نفاذ قانون کے عملے کی صلاحیت میں اضافے کا باعث ہوں گے۔ علاوہ ازیں ایسے تعلیمی منصوبوں سے کم متشدد اور زیادہ مثبت معاشروں کو یقینی بنایا جاسکتا ہے؛ یہ کلچر، اقتصاد اور ماحول کے باہمی تعلق کو سمجھنے میں مددگار رہوں گے۔ یہ تعلیمی منصوبے اپنے شرکاء کو ایسے اقدامات کو ترجیح دینے کی اہلیت سے مالا مال کرسکتے ہیں جو آنے والی نسلوں کی تقدیر بدل دے۔

SDGs کے لیے تعلیم کی نگرانی کے مسائل

SDG 4 اور اس کے 10 اہداف اگلے پندرہ برس کے لیے ان امنگوں کو ظاہر کرتے ہیں جو اس سے قبل سامنے آنے والے کسی بھی عالمی تعلیمی معاہدے سے بہت بڑھ کر ہیں۔ جیم رپورٹ 2030ء منصوبے کے لیے تعلیم کے شعبے میں ہونے والی ترقی کو ماپنے کے چیلنج کو سامنے لارہی ہے۔ اس میں SDG 4 کے تمام اہداف کا تجزیہ کیا گیا ہے، جس میں سے بعض سے سلیقے مرتب نہیں کیے گئے ہیں، اور ان تکنیکی چیلنجز سے بحث کرتی ہے جو معیاراتِ پڑتال کی نگرانی سے متعلق ہیں۔ اس رپورٹ میں ان کوششوں کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے جو درست، قابل اعتبار، اور تقابلی پیائش معلوم کرنے والے علمی آلات کی تیاری کے لیے کی گئیں ہیں۔

جیم رپورٹ یہ سوال اٹھاتی ہے کہ تعلیم کی عالمی نگرانی کی ترجیحات کیا ہیں اور کس کس جگہ ممالک اور اداروں کو اپنے وسائل مرتکز کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اس ادارہ جاتی، سیاسی اور تکنیکی سیاق وسباق کو بھی زیر بحث لاتی ہے جس میں اشارات کی پیائش کی جائے گی۔

جیم GEM رپورٹ کا کردار

جیم رپورٹ کو یہ فرض سونپا گیا ہے کہ وہ عالمی کمیونٹی کو یہ سمجھنے میں مدد دے کہ کیا کرہ ارض کے باسی سیکھنے اور زندگی بھر سیکھتے رہنے کے عمل میں ترقی کررہے ہیں اور کیسے۔ اگرچہ EFA 'عالمی نگرانی رپورٹ' نے اپنا فرض بخوبی نبھایا لیکن اب حالات تیزی سے بدلے ہیں اور 2030ء منصوبے کے اضافی فرائض نے چیلنجز اور مسائل میں بھی اضافہ کردیا ہے۔

نگرانی کے لیے اشارات مرتب کیے گئے ہیں (باکس 1) تاہم اس میں اکثر کے لیے ان کی پیائش کے لیے طریق تحقیق ابھی تیار کیا جارہا ہے۔ان میں سے اکثر اشارات، ہدف میں بیان کیے گئے تصور کی محض جزوی پڑتال کرتے ہیں۔ان اہداف کی قومی اور علاقائی سطح پر نگرانی اوراس کی پیائش کے متبادل طریقے بھی تجویز کیے جانے چاہییں۔

> "GEM رپورٹ کو یہ منڈیٹ حاصل ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ دنیا تعلیم اور زندگی بھر سیکھنے کے عمل میں کیا اور کیسے پیش رفت کر رہی ہے۔"

آنے والے برسوں میں جیم رپورٹ عالمی تعلیم میں ہونے والی پیش رفت کو موجودہ اشارات سے ماپنے کی کوشش کرے گی، ان کی افادیت پر سوال اٹھاتے ہوئے ذرائع کے معیار سے بحث کرے گی، حقائق کے تجزیے کے لیے نئے طریقوں کو متعارف کرائے گی اور ان کی بہتری کے لیے وکالت کرے گی۔

بکس 1

تعلیم سے متعلق SDG 4 کے لیے اہداف اور مجوزہ عالمی/موضوعاتی اشارات کا لائحہ عمل

مقصد 4: جامع اور مساوی تعلیم کو یقینی بنانا اور سب کے لیے زندگی بھر سیکھتے رہنے کے مواقع کو یقینی بنانا۔

ہدف 4.1: 2030ء تک اس بات کو یقینی بنانا کہ تمام لڑکے لڑکیاں مفت، مساوی اور معیاری پرائمری اور ثانوی تعلیم مکمل کریں، جو متعلقہ اور موثر نتائج پر منتج ہو۔

1۔ بچوں اور نوجوانوں کی فیصدی شرح: (الف) جماعت 2/3 میں، (ب) پرائمری کے اختتام پر، اور (ج) ابتدائی ثانوی تعلیم کے اختتام پر؛ ان کا کم از کم درجہ مہارت (i) پڑھت میں (ii) ریاضی میں؛ صنفی وضاحت کے ساتھ۔[**عالمی اشارات 4.1.1**]
2۔ قومی سطح پر نمائندہ نظام امتحان کا انتظام (i) پرائمری کے دوران (ii) پرائمری کے اختتام پر (iii) ابتدائی ثانوی تعلیم کے اختتام پر۔
3۔ آخری جماعت میں مجموعی داخلوں کی شرح (پرائمری، ابتدائی ثانوی)۔
4۔ شرح تکمیل (پرائمری، ابتدائی ثانوی، اعلیٰ ثانوی)۔
5۔ اسکول نہ جانے والے بچوں کی شرح (پرائمری، ابتدائی ثانوی، اعلیٰ ثانوی)۔
6۔ اپنی جماعت کے لیے زائد العمر بچوں کی فیصدی شرح (پرائمری، ابتدائی ثانوی)۔
7۔ کتنے برس کے لیے (i) مفت، اور (ii) لازمی پرائمری و ثانوی تعلیم کی قانونی طور پر ضمانت دی گئی۔

ہدف 4.2: 2030ء تک اس بات کو یقینی بنانا کہ تمام بچوں اور بچیوں کو معیاری ابتدائی نشو نما، دیکھ بھال اور پری پرائمری تعلیم تک رسائی دی جائے تا کہ وہ پرائمری تعلیم کے لیے تیار ہوں۔

8۔ پانچ برس سے کم عمر کے بچوں کا تناسب جن کی صحت، سیکھنے اور نفسیاتی صحت کے حوالے سے نشو نما ٹھیک جاری ہے، بہ اعتبار صنف۔[**عالمی اشارات 4.2.1**]
9۔ پانچ برس سے کم عمر کے بچوں کا تناسب جن کے گھر کا ماحول مثبت اور سیکھنے کے عمل میں مددگار ہے۔
10۔ منظم تعلیم کے عمل میں شرکت کی شرح (سرکاری سطح پر طے کردہ پرائمری کے لیے عمر سے ایک برس قبل)، بہ اعتبار صنف۔[**عالمی اشارات 4.2.2**]
11۔ پری پرائمری میں داخلوں کی کل شرح
12۔ کتنے برس کے لیے (i) مفت، اور (ii) لازمی، پری پرائمری تعلیم کی قانونی طور پر ضمانت دی گئی۔

ہدف 4.3: 2030ء تک تمام مرد و زن کی سستی اور معیاری تکنیکی، پیشہ ورانہ اور اعلیٰ تعلیم بہ شمول یونیورسٹی تعلیم تک رسائی یقینی بنانا۔

13۔ اعلیٰ تعلیم میں داخلوں کی کل شرح
14۔ تکنیکی پیشہ ورانہ تعلیمی منصوبوں میں شرکت کی شرح (15 تا 24 برس کی عمر)
15۔ جوانوں اور بڑوں کی رسمی اور غیر رسمی تعلیم میں گذشتہ 12 ماہ میں شرکت کی کل شرح، بہ اعتبار صنف۔[**عالمی اشارات 4.3.1**]

ہدف 4.4: 2030ء تک ایسے نوجوانوں اور بالغ افراد کی تعداد میں واضح اضافہ کرنا جو روزگار، شائستہ ملازمت اور کاروبار کے لیے متعلقہ مہارتوں بہ شمول تکنیکی و پیشہ ورانہ مہارتوں پر عبور رکھتے ہوں۔

16.1۔ ان نوجوانوں اور بالغ افراد کی کل شرح جنھوں نے ڈیجیٹل خواندگی میں کم از کم مہارت حاصل کر رکھی ہے۔
16.2۔ نوجوانوں اور بالغ افراد کی فیصد شرح جنھیں انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی (ICT) میں مہارت حاصل ہے، بہ اعتبار مہارت۔[**عالمی اشارات 4.4.1**]
17۔ نوجوانوں/بالغ افراد کی حصول تعلیم کی شرح بہ اعتبار عمر، اقتصادی سرگرمی کی کیفیت، درجہ تعلیم اور تخصص۔

ہدف 4.5: 2030ء تک تعلیم میں تمام صنفی امتیازات کا خاتمہ کرنا، اور غیر محفوظ افراد بہ شمول معذور افراد، مقامی افراد اور غیر محفوظ صورت حال سے دوچار بچوں کے لیے تعلیم اور پیشہ ورانہ تعلیم کے تمام درجوں تک یکساں رسائی یقینی بنانا۔

مساواتی اشاریے (مرد/عورت، شہری/دیہی، امیر/غریب اور اسی طرح کے دیگر جیسے معذوری کی حالت، مقامی افراد، اور تصادم سے دوچار افراد جب ان کے بارے میں اعداد و شمار میسر آئیں) ان تمام تعلیمی اشارات کے لیے جو اس فہرست میں شامل ہیں اور جن کا الگ سے تجزیہ ممکن ہے۔[**عالمی اشارات 4.5.1**]

18۔ ان بچوں کی فیصد شرح جن کا ذریعہ تعلیم وہی زبان ہے جو ان کے گھر کی یا مادری زبان ہے۔
19۔ کس حد تک تعلیمی وسائل سے بطور خاص پس ماندہ آبادیوں کے استفادہ کے لیے پالیسیاں ترتیب دی گئیں۔

بکس 1

20- فی طالب علم تعلیمی خرچ بلحاظ جماعت اور ادا کنندہ۔

21- کم آمدن والے ممالک کے لیے مخصوص کی گئی تعلیمی امداد کا کل حجم۔

ہدف 4.6 2030ء تک اس بات کو یقینی بنانا کہ تمام نوجوان اور بالغ افراد کی اکثریت، مرد و خواتین، خواندگی اور حسابی مہارتیں سیکھ چکے ہوں۔

22- مختلف عمر کے افراد میں ان افراد کی فیصدی شرح جو طے کردہ عملی مہارت ان شعبوں میں رکھتے ہوں (i) خواندگی، اور (ii) حساب کتاب، بہ اعتبارِ جنس۔[**عالمی اشارات 4.6.1**]

23- نوجوانوں/ بالغ افراد کی شرح خواندگی

24- خواندگی کے پروگراموں میں نوجوانوں/ بالغ افراد کی شرکت کی شرح

ہدف 4.7 2030ء تک اس بات کو یقینی بنانا کہ تمام متعلم وہ علم اور مہارتیں حاصل کرلیں جو پائیدار ترقی کے لیے لازم ہیں، جن میں علاوہ دیگر کے یہ بھی شامل ہیں کہ پائیدار ترقی اور پائیدار انداز زندگی کی تعلیم کے ذریعے، انسانی حقوق، صنفی مساوات، امن اور عدم تشدد کے کلچر کے فروغ، عالمی شہریت، اور ثقافتوں کی رنگارنگی کے ساتھ ساتھ ثقافت کے پائیدار ترقی میں اہمیت سے واقف ہو۔

25- کس حد تک (i) عالمی شہریت کی تعلیم اور (ii) تعلیم برائے پائیدار ترقی بہ شمول صنفی مساوات اور انسانی حقوق کو عام دھارے میں شامل کیا گیا (الف) قومی تعلیمی پالیسیوں میں، (ب) نصاب میں، (ج) تربیت اساتذہ میں، اور (د) طلبہ کی آزمائش میں۔[**عالمی اشارات 4.7.1**]

26- عمر کے لحاظ سے (یا بہ لحاظ جماعت) طلبہ کی شرح فیصد جو عالمی شہریت اور پائیداری کے بارے میں تسلی بخش معلومات رکھتے ہیں۔

27- 15 برس کے عمر کے طلبہ کی فیصد شرح جو ماحولیاتی علوم اور جغرافیائی علوم میں مہارت رکھتے ہیں۔

28- ان اسکولوں کی شرح فیصد جو زندگی آموز مہارتیں جیسے ایچ آئی وی ایڈز اور جنسیاتی تعلیم کا اہتمام کرتے ہیں۔

29- کس حد تک قومی سطح پر انسانی حقوق کی تعلیم کے عالمی منصوبے کو تعلیم میں شامل رکھا گیا ہے۔

ہدف 4.a ایسی تعلیمی عمارات بنانا اور بہتر بنانا جو بچوں، معذوروں اور صنفی ضروریات کو پیش نظر رکھیں، اور جو سب کو محفوظ، تشدد سے پاک، جامع، اور موثر تعلیمی ماحول کو یقینی بنائیں۔

30-32- ان اسکولوں کی فیصدی شرح جن میں طلبہ کی رسائی ان بنیادی سہولیات تک موجود ہے (الف) بجلی، (ب) تعلیمی مقاصد کے لیے انٹرنیٹ، (ج) تعلیمی مقاصد کے لیے کمپیوٹر، (د) اپنی تعلیمی سہولیات اور درسی مواد کو معذور افراد کی ضروریت کے مطابق ڈھالنے والے، (ہ) سادہ پینے کے پانی، (و) یک صنفی صفائی کی بنیادی سہولت، (ز) ہاتھ دھونے کی سہولت۔[**عالمی اشارات 4.a.1**]

33- ان طلبہ کی شرح فیصد جنھیں غنڈہ گردی، جسمانی سزا، ستانے، تشدد، جنسی استحصال یا بدفعلی کا سامنا ہے۔

34- طلبہ، عملے اور اسکول کی عمارت پر ہونے والے حملوں کی تعداد

ہدف 4.b 2020ء تک ترقی پذیر ممالک؛ بالخصوص کم ترقی یافتہ ممالک، چھوٹے جزائر، ترقی کرتی ریاستوں اور افریقی ممالک؛ کے لیے تعلیمی وظائف میں؛ اعلیٰ تعلیم بہ شمول پیشہ ورانہ تربیت اور انفارمیشن اینڈ کمیونی کیشن ٹیکنالوجی میں داخلوں، ٹیکنیکل، انجینئرنگ اور سائنسی پروگرامز میں ترقی یافتہ اور ترقی کرتے ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے؛ واضح اضافہ کرنا۔

35- اعلیٰ تعلیم کے لیے دیے گئے وظایف کی تعداد، بہ لحاظ وصول کنندہ ملک

36- تعلیمی وظایف کے لیے حکومت کی جانب سے ترقی کی مد میں دی جانے والی رقم کی مقدار، بہ لحاظ شعبہ اور تعلیم کی قسم۔[**عالمی اشارات 4.b.1**]

ہدف 4.c 2030ء تک تربیت یافتہ اساتذہ کی فراہمی میں واضح اضافہ کرنا، جس میں ترقی یافتہ ممالک میں عالمی تعاون سے تربیت اساتذہ کے منصوبے بھی شامل ہوں گے، بالخصوص کم تر ترقی والے ممالک اور چھوٹے جزائر میں ترقی کرتی ریاستوں کے لیے۔

37- قومی معیارات کے مطابق تعلیم مکمل کرنے والے اساتذہ کی شرح فیصد، بہ لحاظ درجہ تعلیم اور ادارہ

38- طلبہ/مستند اساتذہ کا تناسب، بہ لحاظ درجہ تعلیم

39- اساتذہ کا ان درجات میں تناسب (الف) پری پرائمری، (ب) پرائمری، (ج) ابتدائی ثانوی، (د) اعلیٰ ثانوی؛ جنھوں نے پڑھانے کی مہارت میں وہ کم از کم درجہ کی سند حاصل کی ہو جو کسی **ملک میں** ملازمت سے قبل اور دوران ملازمت کسی درجے پر پڑھانے کے لیے لازم ہو۔[**عالمی اشارات 4.c.1**]

40- طلبہ/تربیت یافتہ اساتذہ کا تناسب، بہ لحاظ تعلیمی درجہ

41- اساتذہ کی اوسط تنخواہ اور دیگر شعبوں میں اسی درجے کی تعلیم رکھنے والوں سے اس کا تقابل

42- اساتذہ کی جانب سے ترک ملازمت کی شرح، بہ لحاظ درجہ تعلیم

43- ان اساتذہ کی فیصد شرح جنھوں نے گذشتہ بارہ ماہ کے عرصے میں دوران ملازمت تربیت حاصل کی ہو، بہ لحاظ نوعیت ہدف 4.1

TARGET 4.1

پرائمری اور ثانوی تعلیم

ہدف 4.1 لازمی پرائمری اور ثانوی تعلیم کی تکمیل کو متعلق اور موثر تعلم کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ اس ہدف میں ترقی کو حکومتوں اور عالمی برادری کی جانب سے SDGs کے ساتھ وابستگی کے پیمانے کے طور پر دیکھا جائے گا۔ اس ہدف کے ناقدین کی رائے میں اعلیٰ ثانوی تعلیم کی تکمیل جیسا ہدف 9 برس پر مشتمل بنیادی تعلیم کی جانب سے توجہ ہٹانے کا باعث بنے گا۔

رسائی، شرکت اور تکمیل

اس نئے منصوبے میں رسائی کے عنصر کے نگرانی کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ منصوبے میں موجودہ نسل کے لیے 2030ء تک 12 برس کی تعلیم کی تکمیل کی بات کی گئی ہے، تاہم یہ پہلو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ 25 ملین بچوں نے ابھی اپنی پرائمری تعلیم کا آغاز بھی نہیں کیا۔ کم آمدن والے ممالک میں غریب ترین گھرانوں کے قریباً 30 فیصد بچے اسکول میں داخل ہی نہیں ہوئے۔

ہدف 4.1 پرائمری، ثانوی اور پہلی مرتبہ اعلیٰ ثانوی تعلیم میں شرکت کا ذکر کرتا ہے۔ 2014ء میں پرائمری عمر کے 91 فیصد بچے، ابتدائی ثانوی عمر کے 84 فیصد لڑکے، اور اعلیٰ ثانوی درجے کے 63 فیصد نوجوان اسکولوں میں پڑھ رہے تھے۔ اس تخمینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر 263 ملین بچے اور نوجوان اسکول میں داخلہ نہیں لے سکے: پرائمری کے 61 ملین، ابتدائی ثانوی کے 60 ملین اور اعلیٰ ثانوی کے 142 ملین۔

FIGURE 8: شکل 8:

In just 2 out of 90 low and middle income countries have the poorest young people attained at least 12 years of education

Years of education attained among 20- to 24-year-olds, by wealth, selected countries, 2008 and 2014

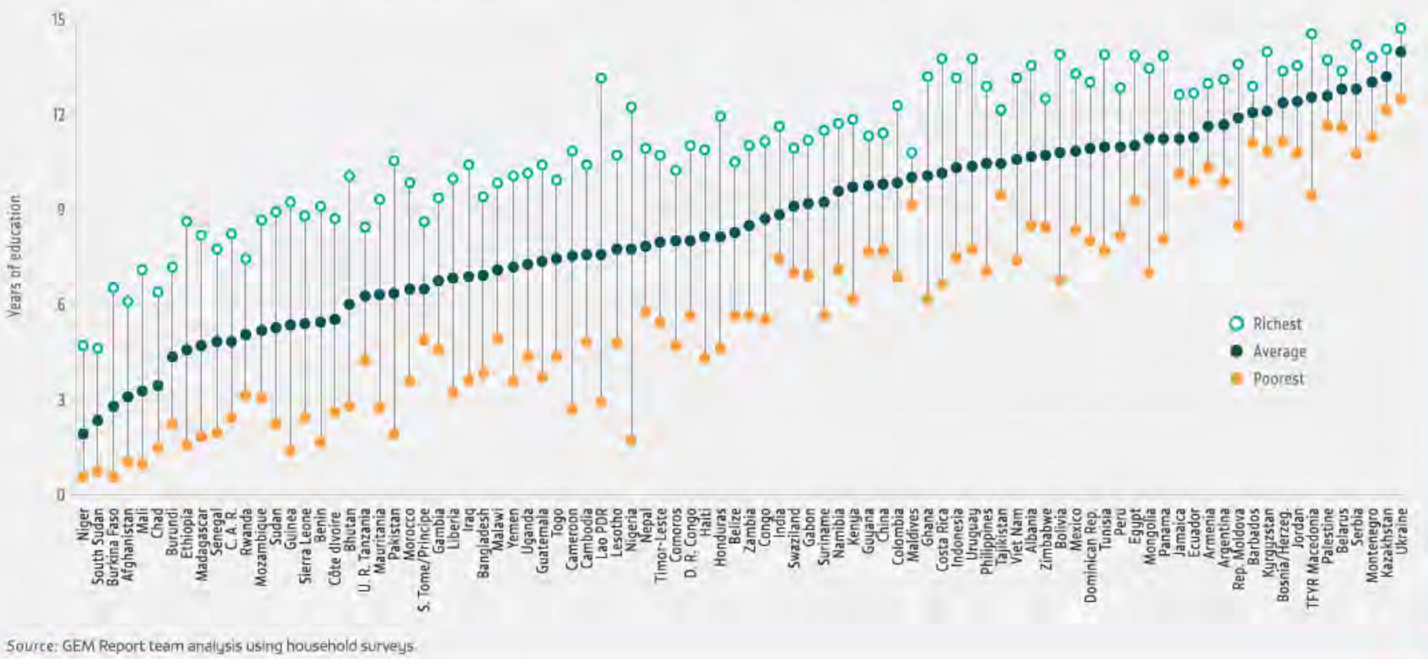

Source: GEM Report team analysis using household surveys.

نیا منصوبہ اس لحاظ سے ایک قدم آگے بڑھتا ہے کہ اس میں تعلیم میں شرکت کے بجائے اس کی تکمیل کی بات کی گئی ہے۔ 2008ء تا 2014ء پرائمری تعلیم مکمل کرنے والوں کی شرح زیادہ آمدن والے ممالک میں 92 فیصد، اوسط آمدن والوں میں 84 فیصد، جبکہ کم آمدن والے ممالک میں 51 فیصد رہی؛ جبکہ غریب ترین بچیوں کی تعلیم کے حوالے سے یہ شرح 25 فیصد تھی۔ اعلیٰ ثانوی جماعت میں زیادہ آمدن والوں میں 84 فیصد، اوسط آمدن والوں میں 43 فیصد، جبکہ ادنیٰ اوسط آمدن والوں کے ہاں 38 فیصد، اور کم آمدن والے ممالک میں 14 فیصد رہی۔ حتیٰ کہ امیر ترین ممالک بھی لازمی تعلیم کے حوالے سے 93 فیصد تک ہی پہنچ پائے ہیں۔ کم آمدن والے ممالک میں لڑکیوں کا محض 1 فیصد اعلیٰ ثانوی تعلیم مکمل کر پاتا ہے۔

لازمی اور مفت تعلیم

ایک موضوعی معیار پڑتال یہ ہے کہ کتنے برس کے لیے (i) مفت، اور (ii) لازمی پرائمری و ثانوی تعلیم کی قانونی طور پر ضمانت دی گئی ہے۔ 190 ممالک کے دستیاب اعداد و شمار میں سے 44 ممالک (23 فیصد) میں لازمی تعلیم کا دورانیہ 9 برس سے کم ہے۔

”ایک موضوعی معیار پڑتال یہ ہے کہ کتنے برس کے لیے (i) مفت، اور (ii) لازمی پرائمری و ثانوی تعلیم کی قانونی طور پر ضمانت دی گئی ہے۔ 190 ممالک کے دستیاب اعداد و شمار میں سے 44 ممالک (23 فیصد) میں لازمی تعلیم کا دورانیہ 9 برس سے کم ہے۔“

لازمی تعلیم کے لیے اوسط شمار 10 برس، جبکہ مفت تعلیم کے لیے 12 برس ہے۔ لیکن مفت تعلیم کا تصور اس سمت میں ترقی کی رفتار ناپنے کے حوالے سے وقت طلب ہے: حتیٰ کہ تعلیم کے لیے فیس معاف کر دی جائے پھر بھی تعلیم پر اُٹھنے والے مختلف اخراجات، خاندانوں کے لیے بوجھ بن سکتے ہیں۔ ہر سطح پر فی گھرانہ تعلیمی اخراجات کا کل تعلیمی اخراجات میں حصے کو معیارِ پڑتال قرار دینے سے سے زیادہ بہتر طور پر معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کون سی تعلیم مفت ہے۔

معیار

مجوزہ نگرانی کا نقشا، ماسوائے امتحانی نظام اور مساوات سے متعلق اشارات کے، معیارِ تعلیم ناپنے کے لیے کوئی 'اشارات' تجویز نہیں کرتا۔

معیارِ تعلیم کے بحث کی راہنمائی کے لیے یہاں اشارۃً دو امور کا انتخاب کیا گیا ہے: کمرہ جماعت سے متعلق داخلی امور اور باہمی تعلقات۔ نصابی کتب کی دستیابی اور استعمال، معیار کا اہم پہلو ہے، تاہم اسکولوں کے دوروں اور کمرہ جماعت کے مشاہدات سے ظاہر ہے کہ سرکاری اعداد و شمار اس پہلو سے قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ چاڈ میں جماعت 2 تا 6 تقریباً 90 فیصد ریاضی کے طلبہ کو اپنی کتاب کم از کم دو اور طلبہ کے ساتھ اکٹھے پڑھنا ہوتی ہے۔

یہ مناسب نہیں کہ کمرہ جماعت کے مشاہدات کو کسی بھی نظام تعلیم پر لاگو کیا جائے۔ تاہم نگرانی کے وسیع تر آلات سے تدریسی طریقوں اور تدریس سے متعلق ایسے امور پالیسی بنانے والوں کے سامنے آئے ہیں جنھیں نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ برازیل، پیرو، جمیکا، کولمبیا اور ہنڈارس میں 15,000 کمرہ جماعت سے جمع کیے گئے اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ اساتذہ کل وقت کا 60 فیصد سے 65 فیصد حصہ تدریسی سرگرمیوں میں صرف کرتے ہیں، جو مجوزہ 85 فیصد سے انتہائی کم ہے۔ یہ انتہائی اہم ہے کہ معیارِ تعلیم ناپنے کے لیے ایسے علمی آلات کی تلاش جاری رکھی جائے جو نئی صورت حال کے مطابق ڈھلنے کے باوجود قابل اعتبار، درست، سستے اور کسی بھی سطح پر استعمال میں لائے جانے کے قابل ہوں۔

تعلیمی نتائج

بہتر ہوتے تعلیمی نتائج اس لیے ضروری ہوتے ہیں کہ اس سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ترقی ہو رہی ہے یا نہیں۔ تاہم سوال یہ ہے کہ 'متعلق اور موثر تعلیمی نتائج' کسے کہتے ہیں، ان کی پیائش کیسے ہوگی اور ان نتائج کو کیسے استعمال میں لایا جائے گا۔

مجوزہ عالمی اشارات؛ خواندگی اور حساب کتاب کی مہارت؛ کے لیے اس مواد پر اتفاق رائے لازم ہے جس کے لیے تعلیمی نتائج وضع کرنے ہیں۔ علاوہ ازیں آزمائشوں کے معیارات کے تعین، نتائج پیش کرنے کے اسلوب اور بنیادی معیارات کی تعریف کے تعین کی بھی ضرورت ہوگی۔

تعلیمی نتائج کے اقدامات: مواد کا تعین

ریاضی اور خواندگی میں کم از کم مہارت کے تعین کے لیے کسی بھی امتحان سے قبل اس کے معیار طے کرنا لازم ہیں۔ اگر مختلف نصابوں میں مشترک عناصر دریافت کرنے ہوں تو کیا کرنا ہوگا؟ مختلف نصابوں میں متوقع ترقی کیا ہے؟ کون سے سوالات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ طلبہ نے مہارت کا کوئی درجہ حاصل کر لیا ہے؟ مہارت کے درجے کیسے متعین کیے جائیں گے؟

دو متصادم معاملات اس مشکل کی وضاحت کرتے ہیں۔ اول، ابتدائی جماعتوں میں ریاضی اور خواندگی کی آزمائش، سیاسی اور تکنیکی وجوہات کی بنا پر الگ الگ کی جاتی ہے۔ لیکن یہ عملی سطح پر پیدا ہونے والے چیلنجز کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ ملاوی میں 2012ء میں 90 فیصد طلبہ دوسری جماعت میں 'چی چیوا (Chichewa) زبان میں ایک لفظ بھی پڑھنے کے قابلیت نہ رکھتے تھے؛ اور قریباً 40 فیصد اب بھی چوتھی جماعت میں یہ قابلیت حاصل نہ کر سکے۔

دوم، عالمی اشارات ریاضیاتی اور خواندگی کی مہارت ناپنے کے لیے ان بچوں کو نظر انداز کر دیتا ہے جو اسکول سے باہر ہیں۔ پاکستان کے دیہی علاقوں میں دسویں جماعت کے 89 فیصد بچے دوسری جماعت کی اردو، سندھی یا پشتو کہانی پڑھ سکتے تھے، لیکن 14 برس کے تمام بچوں کا محض 64 فیصد یہ اہلیت رکھتا تھا۔

تعلیمی نتائج کو ناپنے کے طریقے: جائزے کے معیار کو یقینی بنانا

ایک موضوعی اشارات یہ دیا گیا ہے کہ کیا ملکی سطح پر نمائندہ آزمائش تعلیم کا پرائمری کے دوران، اس کے اختتام اور ابتدائی ثانوی جماعت میں اہتمام کیا گیا ہے۔ آزمائشوں کے واضح معیارات کا تعین اور اس بات کو یقینی بنانا کہ آزمائشیں طے کردہ معیارات کے مطابق کی جائیں انتہائی اہم ہے۔

آزمائشوں کے معیار سے متعلق دو پہلو اہم ہیں: (الف) اداروں کا ایسا ماحول جو پائیداری کو یقینی بنا سکے اور جس کا تعلیمی نظام سے مضبوط تعلق ہو اور (ب) قومی سطح پر منعقد ہونے والے نمائندہ آزمائشیں درست اور قابل اعتبار ہوں، جو پالیسی بنانے والوں اور عوام کو درکار معلومات فراہم کر سکیں۔ قومی نمائندہ آزمائشوں کو تعلیمی مقاصد اور طلبہ کے تعلم کے اہداف سے مطابقت رکھنے کے ساتھ ساتھ ایسا ہونا چاہیے جو اساتذہ کی پیشہ ورانہ ترقی کا باعث ہوں۔

یہ سوال کہ اس بات کو کیسے یقینی بنایا جائے کہ آزمائش نگرانی کے مقصد کے لیے موزوں ہیں، دو امور کی جانب لے جاتا ہے۔ اول، بہت زیادہ تکنیکی شرائط عائد کرنے سے آزمائشوں کے انعقاد کو کئی ممالک کے بس سے باہر کر دے گا، جس کے نتیجے میں صرف چند ہی خدمات فراہم کرنے والے ادارے رہ جائیں گے جو آزمائشوں کا انعقاد کر سکیں اور یوں اس کے نتائج مختلف ملکوں کے لیے غیر متعلق اور نا قابل استعمال ہوں گے۔ دوم، زیادہ بہتر طریقے سے تعلیمی آزمائشیں لینے کے وسائل تا کہ مختلف ممالک کی قومی صلاحیتوں میں اضافہ ہو سکے، اس کے تقسیم منظم طریقے سے ہونی چاہیے۔

تعلیمی نتائج کے اقدامات: متنوع آزمائشوں کی نتائج مرتب کرنا

تعلیمی نتائج کی ایک عالمی پیمائش کے لیے لازم ہے کہ نتائج کی ترتیب اور درجہ (یا عمر) کے لیے تعینات معلوم ہوں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ مختلف آزمائشوں کے لیے مختلف سوالات مرتب کیے جائیں جو اپنے متعلقہ مواد کی دشواری کے درجے سے منسلک ہوں۔ تاہم سوال کو مواد سے جوڑنا کوئی تکنیکی مہارت نہیں بلکہ یہ اشارات کی ضرورت کے مطابق انجام دیا جاتا ہے۔

نتائج کے اشارات جن سے عالمی سطح پر تقابل کا کام لیا جا سکے ایسے ہونے چاہیے جو عالمی نگرانی کے ساتھ ساتھ ملکی ضروریات بھی پوری کرنے کے اہل ہوں۔ ان دونوں کو ممکن بنانے کی کوششوں کو یقیناً حال ہی میں قائم ہونے والے ادارے 'حرکی تعلیم کا عالمی اتحاذ' سے مدد ملے گی۔

ابتدائی بچپن

Sustainable Development Goal 4.2

ہدف 4.2

ہدف 4.2 عالمی برادری کے اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ دنیا کے تمام بچوں کے لیے ابتدائے طفولیت میں حفاظت اور تعلیم کے ذریعے مضبوط بنیاد فراہم کریں۔ اس ہدف میں بیان کیے گئے تصور کی نگرانی میں تین چیلنج سامنے آتے ہیں: (الف) اس حوالے سے کافی اعداد و شمار میسر نہیں کہ پری پرائمری میں کم از کم ایک برس تعلیم کے سہولت سے کتنے بچے فیضیاب ہو رہے ہیں، (ب) مجوزہ معیارِ پڑتال خدمات کے معیار سے بحث کرتا محسوس نہیں ہوتا، اور (ج) ہدف میں حفاظت اور تعلیم سے آگے بڑھ کر ابتدائے طفولیت کی نشوونما کا بھی ذکر ہے، جس کی نگرانی کا طریقہ غیر یقینی ہے۔

رسائی اور شرکت

دنیا کے مختلف ممالک میں پری پرائمری میں شرکت کے حوالے سے اعداد و شمار مہیا کرنا، پرائمری اور ثانوی تعلیم کی نسبت زیادہ دشوار امر ہے۔ پری پرائمری کے لیے عمر کا تعین اور اس کی ابتدا کی عمر دونوں ہی، دیگر تعلیمی درجوں کے مقابلے میں کم واضح ہیں۔ نسبتاً چند ممالک میں ہی پری پرائمری تعلیم مفت یا/اور لازمی ہے: یہ 49 ممالک میں لازمی، اور 36 میں مفت اور لازمی ہے۔

> ”پرائمری تعلیم 49 ممالک میں لازمی، اور 36 میں مفت اور لازمی ہے۔“

عالمی سطح پر 67 فیصد بچے ایسے ہیں جو پرائمری میں داخلے کی عمر سے ایک برس قبل ، پری پرائمری میں داخل کیے جاتے ہیں۔ یہ تخمینہ ان نتائج کے اکثر قریب تر ہیں، لیکن ہمیشہ ان کے مطابق نہیں جن میں پہلی جماعت میں پڑھنے والوں کی حاضری کو مختلف گھرانوں کی آمدن کے حوالے سے ناپا گیا ہے۔ اندازاً 3 سے 4 برس کے بچے جن کا تعلق کم یا اوسط آمدن والے ممالک سے ہو، وہاں امیر گھرانے کے بچے، غریب گھرانوں کے مقابلے میں کم از کم چھ گنا زیادہ تعداد میں پری پرائمری تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

معیار

اس ہدف میں تعلیم کے اچھے میعار پر زور دیا گیا ہے۔ معیار کی ایک تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ کس درجے میں کمرہ جماعت اور اسکول (بہ شمول عمارت اور تدریسی عمل) اور نظام بچوں کی، اور بالخصوص پس ماندہ طبقات کے بچوں کی، مجموعی نشونما میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ گو کہ ہر ملک کو اپنے اہداف اور معیار طے کرنے چاہییں، لیکن نگرانی کے ایسے علمی آلات دستیاب ہیں جو پری پرائمری تعلیم کی فراہمی کے عمل کا تقابلی معیار جانچ سکیں، اگرچہ اس حوالے سے کافی پالیسی بحث بھی سامنے آئی ہے۔ ابتدائے طفولیت سے متعلق پالیسی سازی پر ورلڈ بینک کے ایک مطالعہ میں 21 کم اور اوسط آمدن والے ممالک کے اعداد و شمار اکھٹے کیے، ان میں سے 13 ممالک نے معیار کی بنیادی استاد طلبہ کے تناسب کو قرار دیا تھا، لیکن ان میں بھی محض 8 ہی اس پر عمل کرنے میں کامیاب رہے۔

بچے کی نشونما کے نتائج

ہدف 4.2 اس بات پر زور دیتا ہے کہ بچے کی رسمی تعلیم کا آغاز باقاعدگی سے ہوسکے اور 'پرائمری اسکول میں داخلے کو تیار ہو'۔ بچے کی نشونما کا یہ مجموعی تصور اس عام تصور سے مختلف ہے جس میں اسے صرف صحت کی بنیاد پر پرکھا جاتا ہے۔ یہ فیصلہ کرنا کہ بچے کی نشونما کو کس طرح بہتر طریقے سے جانچا جاسکتا ہے ایک پیچیدہ عمل ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ مختلف ثقافتوں میں نشونما سے جو مطلب لیا جاتا ہے وہ معلوم کیا جائے اور اس کی روشنی میں نشونما کو جانچنے کے معیار طے کیے جائیں۔

شکل 9:

FIGURE 9:

Accounts of participation in early childhood care and education, programmes differ between households and schools

Pre-primary adjusted net enrolment ratio in the last year of pre-primary education, 2014, and percentage of students in the first grade of primary school who participated in pre-primary education the previous year, selected countries, 20102015

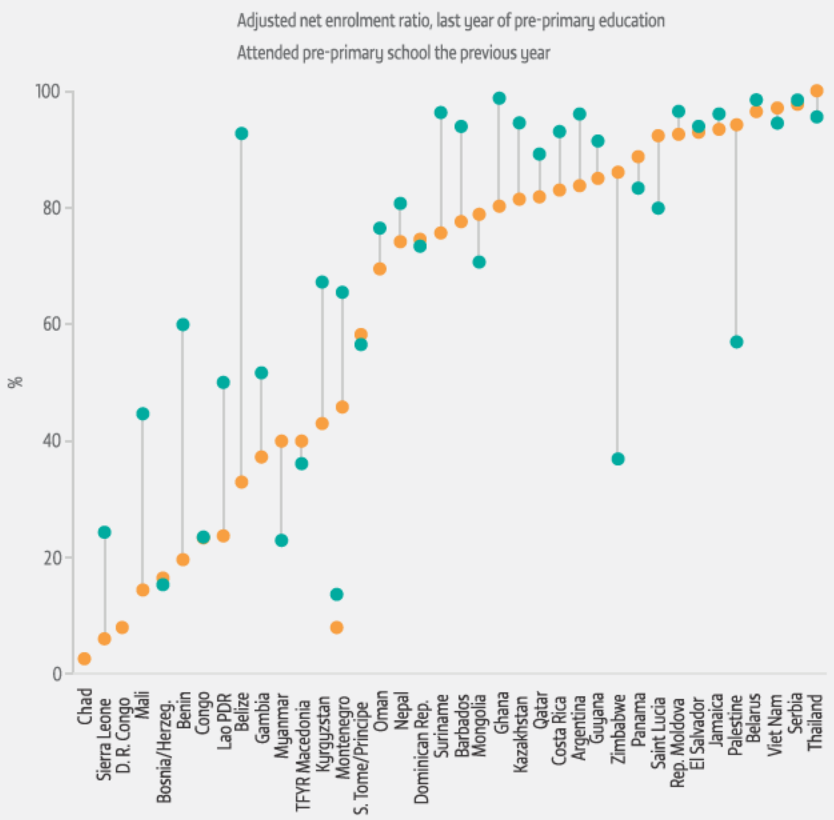

Sources: UIS database for the adjusted net enrolment ratio; MICS final and key findings reports for the percentage of students in the first grade of primary school who attended pre-school during the previous school year.

ابتدائے طفولیت پر ہمیں تازہ ترین اعداد و شمار اقوام متحدہ ادارہ اطفال (یونیسیف) کے وضع کردہ 'ابتدائے طفولیت کی نشونما کا اشاریہ (ECDI)' سے ملتے ہیں۔ اس کے مطابق 56 کم یا اوسط آمدن والے ممالک میں 2010ء تا 2015ء تین برس کے بچوں کا 70 فیصد اور چار برس کے بچوں کا 80 فیصد کی نشونما تسلی بخش طریقے سے جاری تھی۔ یہ اشاریہ چار بنیادی معلومات فراہم کرتا ہے لیکن اس کا ایک پہلو خاص طور پر واضح ہے، خواندگی اور گنتی، جس پر یہ تنقید کی جاسکتی ہے کہ یہ ابتدائے طفولیت کی اقدار سے متعلق ہے لیکن سیکھنے سکھانے کی اہلیت سے متعلق نہیں۔

بچوں کی صلاحیتوں کے اظہار میں ایک کلیدی کردار گھر کے ماحول کا ہوتا ہے جو اسے سیکھنے کا مواد اور ملنے جلنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ یوکرائن میں گھر میں موجود بالغ افراد، تین سے چار برس کے تمام بچوں کو کم از کم چار مختلف سرگرمیوں میں شریک رکھتے ہیں، جبکہ گھانا میں اس کے مقابلے میں تناسب محض 40 فیصد ہے۔ کم اور اوسط آمدن والے 54 ممالک میں، 2010ء سے 2015ء تک کے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ 19 فیصد گھرانوں میں کم از کم تین بچوں کی کتب موجود تھیں، جبکہ 7.5 فیصد گھرانے ایسے تھے جہاں کتب کی تعداد کم از کم 10 تھی۔ 20 فیصد غریب ترین گھرانوں میں محض 1 فیصد گھر ایسے تھے جہاں 10 کتب پائی جاتی ہوں۔

تکنیکی، پیشہ ورانہ، اعلیٰ تعلیم اور تعلیمِ بالغاں

Sustainable Development Goal 4

ہدف 4.3

ہدف 4.3 تکنیکی، پیشہ ورانہ اوراعلیٰ تعلیم کو عالمی ترقی کے منصوبے میں شامل کرتا ہے۔ اسے تعلیم سب کے لیے، کا حصہ تصور کیا جاتا ہے، لیکن صرف متبادل مقاصد کے حصول میں مددگار کی حیثیت میں۔

اس ہدف کے لیے اشارات یعنی گذشتہ 12 ماہ میں نوجوانوں اور بالغ افراد کی رسمی اور غیر رسمی تعلیم اور تربیت میں شرکت، تعلیم بالغاں کو بھی شامل کر لیتا ہے۔ اس لیے جیم رپورٹ میں تکنیکی، پیشہ ورانہ، اعلیٰ تعلیم اور تعلیم بالغاں کا تجزیہ ہدف 4.3 کے تحت ان تین بنیادی تصورات پر کیا جاتا ہے جو اس کی تیاری کے وقت پیش نظر رکھے گئے: رسائی، استطاعت اور معیار۔

تکنیکی، پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت

تکنیکی، پیشہ ورانہ تعلیم اور تربیت (TVET) کی تکمیل اداروں، کام کرنے کی جگہ یا دونوں کے اشتراک سے ممکن ہوتی ہے۔ اس حوالے سے مختلف ممالک میں پالیسی سازی کے طریقوں، اداروں اور تنظیموں کی ترتیب و نظام، اور قومی سطح پر اعداد و شمار اکھٹا کرنے کا نظام ممکن ہے کہ محض تصویر کا کچھ حصہ ہی دکھا پائیں، اس لیے (TVET) کے شعبے کا مختلف ممالک میں تقابل آسان کام نہیں۔

نگرانی کے موجودہ نظام میں مختلف اداروں، بالخصوص جو محکمہ تعلیم کے ماتحت ہوں، میں داخلے کے اعداد و شمار کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ اس سے نگرانی کے فوائد میں کمی آجاتی ہے۔ کام کی جگہ پر دی جانے والے تربیت، کارکنان پر مشتمل تنظیموں، کاروباری اداروں اور گھر گھر سروے کی مدد سے اس صورت میں اکھٹا کیا جا سکتا ہے جب سروے کے لیے استعمال ہونے والی تعریفات اور سوالات، نگرانی کی دیگر کوششوں سے ہم آہنگ ہوں۔ جیم رپورٹ کے لیے 12 ممالک کا تجزیہ بتاتا ہے کہ نوجوانوں کی 20 فیصد تعداد کام کی جگہ تربیت حاصل کرنے کے منصوبوں میں شریک رہا ہے۔

> ”12 ممالک کا نیا تجزیہ بتاتا ہے کہ نوجوانوں کی 20 فیصد تعداد کام کی جگہ تربیت حاصل کرنے کے منصوبوں میں شریک رہا ہے۔“

استطاعت کے سوال کا جواب حاصل کرنے کے لیے اس پر توجہ دینی چاہیے کہ حکومتوں کی پالیسی میں TVET تک رسائی میں عدم مساوات کو ختم کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔ یہ تعلیم اور تربیت دینے والوں کا انتہائی تنوع، قیمت کے تعین کے مختلف پیمانے، سرکاری پالیسیاں اور قومی سیاق و سباق اس بات کو ناممکن بنا دیتا ہے کہ استطاعت ناپنے کے لیے کسی ایک اشارات کو اختیار کیا جا سکے۔ ایک ممکنہ طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ادارے کو طالب علم کی جانب سے ادا کیے جانے والی رقم اور حکومت کی جانب سے طالب علم کو ملنے والی امداد کا تقابل کیا جائے۔

TVET کے معیار کے تعین کے لیے ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس سوال کا جواب معلوم کیا جائے کہ کیا قومی تعلیمی نظام میں قابل اعتبار معیارات کو متعین کیا گیا ہے۔ دنیا کے کم از کم 140 ممالک میں ایسے متعین ضابطے موجود ہیں۔ ان سب کی افادیت میں فرق ہے لیکن یہ طالب علم، تربیت دینے والوں اور ملازمت دینے والوں کو، بجائے اس کے کہ وہ یہ دیکھیں کہ تربیت اور مہارت کیسے حاصل کی جا رہی ہے، نتائج پر توجہ دینے کا اہل بناتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم

اعلیٰ تعلیم میں مختصر دورانیے کے کورسز سے لے کر بیچلر، ماسٹر اور پی ایچ ڈی تک کی تعلیم شامل ہے۔ یہ تعلیم فراہم کرنے والے ادارے اپنی وسعت، اخراجات، کورسز، قواعد اور معیار کے لحاظ سے انتہائی مختلف ہوا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے مساوات کے عمل کا جائزہ یوں بھی ممکن ہے کہ رسائی سے فارغ التحصیل ہونے تک پیش آمدہ مشکلات کا جائزہ لیا جائے۔ اعلیٰ تعلیم میں داخلوں کی تعداد عالمی سطح پر دوگنا ہو چکی ہے، 2000ء میں یہ تعداد 100 ملین تھی جبکہ 2014ء میں یہ 207 ملین تک پہنچ چکی تھی، تاہم ممالک کے درمیان اور پھر ہر ملک میں عدم مساوات بہت واضح ہے۔ فلپائن میں 2013ء میں 25 سے 29 برس کے جوانوں میں امیر گھر سے تعلق رکھنے والوں کے 52 فیصد جبکہ غریب ترین کے 1 فیصد نے چار برس کی اعلیٰ تعلیم مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم میں استطاعت کا مسئلہ تعلیمی اخراجات اور آمدن کے باہمی تعلق پر منحصر ہے۔ کل اخراجات کا اندازہ گھر گھر جا کر کیے گئے سروے کی مدد سے کیا جا سکے گا جو اوسط گھریلو آمدن کی معلومات دے سکے۔ یہ اگرچہ ایک مفید طریقہ ہے، تاہم اس سے ہمیں یہ نہیں معلوم ہو پائے گا کہ نوجوانوں کی کتنی تعداد اعلیٰ تعلیم کے اخراجات کی وجہ سے اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ایک ممکنہ پیمائش کا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گھر پر پڑنے والے ممکنہ مالی بوجھ اور حکومت کی جانب سے دی جانے والی ممکنہ مالی امداد کا تقابل کیا جائے۔ سب سے زیادہ ضرورت مند افراد کو تعلیم دلانے میں کامیابی کی بھی نگرانی کی جانی چاہیے۔
اعلیٰ تعلیم کے میدان میں عالمی سطح پر معیار کے تعین میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ ہر ملک میں پالیسی سازی کے نظام، وسائل، جامعات کے مقاصد میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے۔ جامعات کو مختلف درجات دینا (Ranking) اگرچہ زیادہ توجہ کھینچتا ہے کیونکہ یہ سمجھنے میں آسان ہے، لیکن یہ تحقیق کے معیار کو ظاہر کرتا ہے، تدریس یا سیکھنے کے معیار کو نہیں۔

FIGURE 10: **شکل 10:**

There are vast differences in tertiary attainment between the poor and the rich

Percentage of 25- to 29-year-olds who have completed at least four years of tertiary education, by wealth, selected countries, 20082014

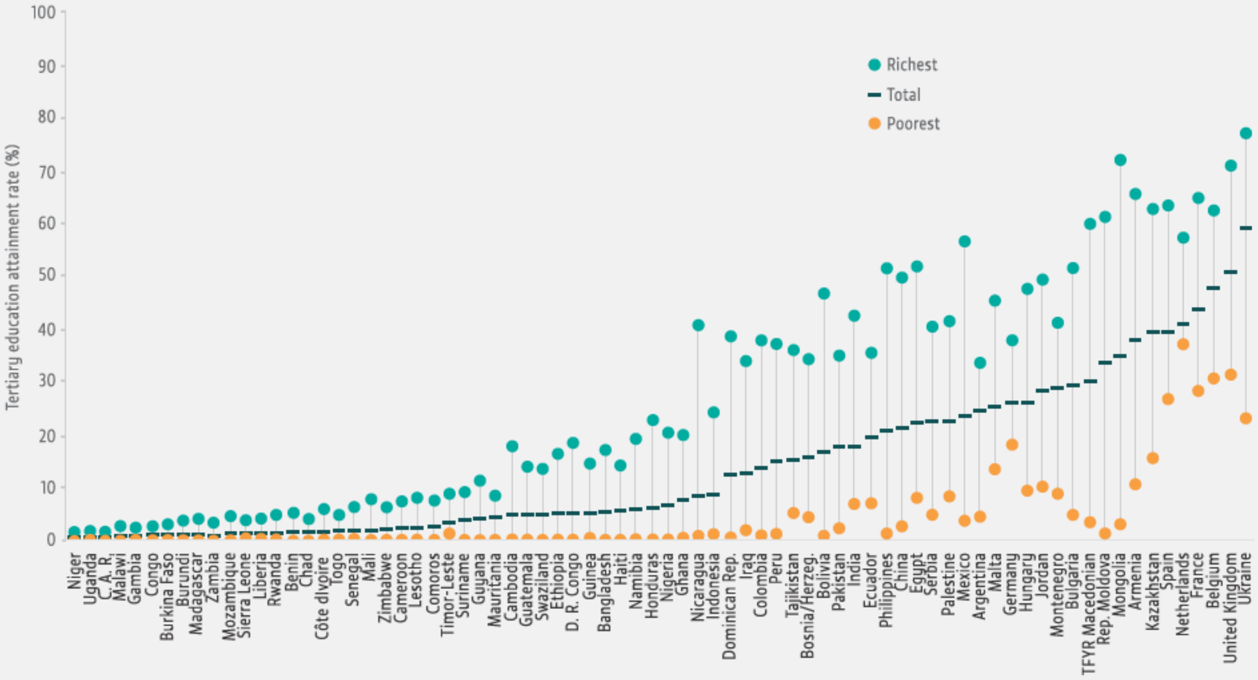

Source: GEM Report team analysis of household survey data.

تعلیم بالغاں

بالغوں کی تعلیم اور تربیت کے لیے تعلیم 2030 اقدام کا لائحہ عمل کے مطابق ہدف 4.3 کے ان مقاصد کے حصول کے لیے ایک طریقہ کار وضع کرتا ہے۔ تعلیم بالغاں رسمی بھی ہو سکتی ہے (اداروں میں)، نیم رسمی بھی (اداروں کے بغیر منظم کی گئی) اور غیر رسمی بھی۔

تعلیم بالغاں کی فراہمی کے متنوع طریقے اس کی نگرانی کے عمل کو خاص طور پر مشکل بنا دیتے ہیں۔ اگر چہ رسمی تعلیم میں بالغ افراد کے داخلوں کے بارے میں کچھ معلومات مل جاتی ہیں، لیکن یہ مکمل تصویر کا بہت چھوٹا سا حصہ ہے۔ یورپی یونین کے 28 ممالک میں 2011ء میں رسمی تعلیم میں 6 فیصد جبکہ غیر رسمی تعلیم میں 37 فیصد بالغوں نے حصہ لیا۔ اس سروے کے مطابق اس میں کچھ ایسے نکات مل سکتے ہیں جس سے ہم عالمی سطح پر تعلیم بالغاں میں شرکت کرنے والوں کی تعداد اور نوعیت معلوم کرنے کے لیے تحقیقی آلات تیار کر سکتے ہیں۔

استطاعت کے حوالے سے کسی بھی نتیجے تک پہنچنے میں یہ دشواری حائل ہے کہ اس میں بڑا کردار پرائیویٹ مالیات کا ہے، اور اس حوالے سے سرکاری اخراجات کا اندازہ لگانا بھی مشکل امر ہے۔ عالمی سطح پر چھ میں سے ایک ملک ایسا ہوتا ہے جو اپنی کل قومی پیداوار (GDP) کا 0.3 فیصد تعلیم بالغاں پر خرچ کرتا ہے۔ مجموعی طور پر سرکاری اخراجات کے تفصیلات جمع کرنے کی ضرورت ہے تا کہ پس ماندہ طبقات پر کیے جانے والے اخراجات کی درست صورت سامنے آ سکے۔

یہ خاص طور پر انتہائی دشوار امر ہے کہ تعلیم بالغاں کے شعبے میں معیار کے حوالے سے مکمل نگرانی انجام دی جائے۔ 'بالغوں کی تعلیم اور تعلم پر تیسری عالمی رپورٹ' اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ جمع کیے جانے والے اعداد و شمار کا معیار بہتر بنانے کے لیے "یہ بہت ضروری ہے کہ واضح ترجیحات کا تعین کیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ان کے عزائم، ان کے دستیاب وسائل کے مطابق ہوں۔"

کام کے لیے مہارتیں

TARGET 4.4

ہدف 4.4 خاص طور پر تین سوالوں کو جنم دیتا ہے: وہ کون سی مہارتیں ہیں جنھیں عالمی سطح پر متنوع سیاق وسباق میں ُروزگار، عمدہ ملازمت اور کاروبار ٗ کی نگرانی کے لیے متعلقہ قرار دیا جاسکتا ہے؟ کیا مہارتیں زیادہ تر تعلیم وتربیت کے دوران حاصل کی جاتی ہیں یا کہیں اور بھی ایسا ممکن ہے؟ کیا موجودہ اقدامات کم قیمت، درست اور قابل حصول ہیں؟

ان سوالوں کے حوالے سے غیر یقینی کی کیفیت خود مجوزہ اشارات سے ظاہر ہے۔ ایک بالغ آبادی میں شرح تعلیم سے متعلق ہے جو کسی مہارت کی پیائش نہیں۔ دوسرے میں ُانفارمیشن اینڈ کمیونی کیشن ٹیکنالوجی (ICT) ٗ اور ڈیجیٹل خواندگی کا ذکر ملتا ہے، جو اگرچہ مقصد کو محدود کر دیتا ہے، تاہم قابل پیائش مہارت پر مبنی ہے۔

تعلیم کی مہارتیں

تعلیم کی دو بنیادی مہارتیں خواندگی اور گنتی ہے۔ جیم رپورٹ کے لیے کیے گئے تجزیے سے ثابت ہوا کہ زیادہ شرح خواندگی شائستہ روزگار کے حصول کے امکانات کو دوگنا کر دیتا ہے۔

> یورپی یونین میں 2014ء میں 44 فیصد بالغ افراد یہ اہلیت رکھتے تھے۔

ICT روزمرہ زندگی اور کام کے لیے ضروری ہو چکے ہیں۔ یورپی یونین میں 2014ء میں 44 فیصد بالغ افراد یہ اہلیت رکھتے تھے کہ کمپیوٹر اسپریڈ شیٹ میں بنیادی فارمولوں سے کام لے سکیں۔ رومانیہ میں یہ شرح 16 فیصد جبکہ فن لینڈ میں 63 فیصد تھی۔

ڈیجیٹل خواندگی ایک بہتر معیار ہے، کیونکہ اس کی پیائش براہ راست ممکن ہے۔ جمہوریہ چیک میں آٹھویں جماعت کے 88 فیصد طلبہ کمپیوٹر سے کام لینے کی اہلیت رکھتے تھے، تھائی لینڈ میں یہ شرح 13 فیصد جبکہ ترکی میں 9 فیصد تھی۔ اس حوالے سے پیائش کے لیے ضروری ہے کہ عالمی سطح پر ٹیکنالوجی میں ترقی کو بھی مدنظر رکھا جائے، اور بالخصوص ان سوالات میں جو ابھی ہم نے اُٹھائے ان میں ثقافتی تعصّبات کو بھی جانچا جائے۔

وہبی مہارتیں......

ان مہارتوں میں آج کل بہت دلچسپی لی جا رہی ہے جو سیکھنے کے عمل سے واجبی تعلق رکھتی ہیں لیکن عملی زندگی میں یہ بہت قیمتی مہارتیں تصور کی جاتی ہے جیسے بہت بنیادی لیکن مبہم تخلیقی مہارت، درست سوچنے کی مہارت اور مل کر کام کرنے کی صلاحیت......مہارتوں کا وہ گروپ جن میں بہ آسانی فرار تلاش کیا جاسکتا ہے۔

تحقیق کی روشنی میں ان وہبی مہارتوں جیسے ثابت قدمی، خود پر قابو رکھنا اور دیگر سماجی اور جذباتی مہارتوں کا اثر بہتر کارکردگی کی صورت میں نکلتا ہے یا نہیں، یہ طے ہونا باقی ہے۔ تاہم ان صلاحیتوں سے استفادہ کا زیادہ دارومدار روزگار کے سیاق پر منحصر ہے۔

ایسی پیائشوں کی تیاری جو وہبی صلاحیتوں کو مختلف ممالک میں تقابلی طور پر دیکھ سکے، بہت مشکل امر ہے۔ اس حوالے سے جیم رپورٹ یہ سفارش کرتی ہے کہ ان کی پیائش کے لیے کسی بڑے پیمانے پر علمی آلات کی تیاری جو عالمی سطح پر ایسا تقابل فراہم کرے غیر ضروری ہے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس تحقیق پر توجہ مرکوز کی جائے کہ یہ مہارتیں کیسے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

......اور کام کے لیے ان دونوں کا انضمام

تعلیمی اور وہبی مہارتوں کو یکجا کر کے ان سے کام لینے کی دو مثالیں مالیاتی خواندگی اور کاروباری صلاحیتیں ہیں۔ حالیہ برسوں میں مالیاتی خواندگی کے عددی شماریات میں کافی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ایک تعریف کی روشنی میں دنیا کے 33 فیصد بالغ آبادی مالیاتی خواندگی کی مہارت رکھتی ہے، جو یمن میں 13 فیصد ہے تو ناروے میں 71 فیصد۔ کاروباری صلاحیت کی جانچ ابھی تحقیق کے مرحلے میں ہے، یہ اس سوال کو بھی جنم دیتا ہے کہ اسکولوں میں کیا موضوعات پڑھائیں جائیں۔

مساوات

Sustainable Development Goal 4.

ہدف 4.5

'کسی کو محروم نہ رہنے دینے' کی خواہش 'منصوبہ 2030ء برائے پائیدار ترقی' سے صاف جھلکتی ہے اور بجا طور پر توقع کی جاسکتی ہے کہ عدم مساوات کی نگرانی اور رپورٹنگ کے ضرورت ہوگی۔ جیم رپورٹ تین بنیادی امور پر بات کرتی ہے: عدم مساوات اور اس کے ارتقاء کو ناپنے کا سب سے بہتر طریقہ کیا ہوسکتا ہے، پس ماندہ طبقات کے افراد کے بارے میں معلومات کیسے حاصل کی جاسکتی ہیں، اور تعلیم کے شعبے میں، برابری کے علاوہ، وسیع تر معانی میں مساوات کو کیسے ناپا جاسکتا ہے۔

عدم مساوات کے اقدامات

تعلیم میں تین وجوہات عدم مساوات ناپنے میں مشکلات کا باعث بنتی ہیں: اول، عدم مساوات کا تعین متنوع اشارات سے متعلق ہے، جیسے مثال کی طور پر رسائی اور تعلم۔ دوم، عدم مساوات کو معلوم کرنے کی ہر پیمائش جس سے معلوم ہو کہ کوئی ایک اشارات کس طرح کسی گروہ پر اثر انداز ہو رہا ہے اپنے مخصوص فوائد اور نقصانات کا حامل ہے، جس میں نتائج کے ابلاغ کی سہولت بھی شامل ہے۔ مختلف پیمائشیں ایک ہی موضوع پر مختلف اوقات میں عدم مساوات کی شدت بارے مختلف نتائج دے سکتی ہیں۔ سوم، پالیسی سازوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کیسے ایک اشارات اپنی امتیازی خصوصیات کے باعث تبدیل ہوتا ہے، جیسے دولت، لیکن بلاشبہ ایسے تخصصات کا مختلف ممالک میں تقابل بہت دشوار امر ہے۔

'SDG کے اشارات پر بین الادارہ جاتی ماہرین کے گروپ' نے یہ تجویز کیا ہے کہ تعلیم میں عدم مساوات کو ناپنے کے لیے 'برابری کا اشاریہ' استعمال میں لایا جائے۔ پیمائش کا یہ طریقہ زیادہ سے زیادہ افراد تک نتائج پہنچانے میں بہت سہولت فراہم کرتا ہے اور دو عشروں سے صنفی امتیاز کو بیان کرنے میں موثر ثابت ہوا ہے۔ جس قسم کے امتیازات پر اس کا اطلاق کیا جاسکتا ہے اس میں دولت کا فرق سب سے شدید ہے۔ بالائی متوسط آمدنی والے ممالک میں دولت کی برابری کے اشاریے میں شرح تکمیل کچھ اس طرح ہے: پرائمری تعلیم 0.90، ابتدائی ثانوی 0.71 اور اعلیٰ ثانوی 0.44۔ کم آمدنی والے ممالک میں پرائمری تعلیم میں دولت کی برابری کا اشاریہ 0.36، ابتدائی ثانوی 0.19 جبکہ اعلیٰ ثانوی میں 0.07 ہے۔

> ”کم آمدنی والے ممالک میں پرائمری تعلیم میں دولت کی برابری کا اشاریہ 0.36 ، ابتدائی ثانوی 0.19 جبکہ اعلیٰ ثانوی میں 0.07 ہے۔“

'تعلیمی عدم مساوات کے اشارت پر بین الادارہ جاتی گروپ' کا قیام درست سمت میں ایک قدم ہے جو سروے سے حاصل ہونے والے اعداد و شمار کے مسلسل تجزیے اور اب تک نا قابل حصول اعداد و شمار تک رسائی ممکن بنائے گا۔ عالمی سطح پر ان رابطہ کاری کی کوششوں کے ثمرات ممالک کی سطح تک بھی پہنچانے کی ضرورت ہے۔

صنف

2014ء میں پرائمری، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں میں عالمی سطح پر برابری حاصل کرلی گئی اگرچہ انفرادی طور پر ممالک میں متعلقہ معیارات پر یہ برابری 64 فیصد، 46 فیصد اور 23 فیصد رہی۔ علاوہ ازیں، قومی اوسط کے اعداد و شمار میں عدم مساوات اور پس ماندہ گروہوں سے متعلق اخفا سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ افریقہ نے پرائمری تعلیم میں صنفی برابری کے لیے وہ اعداد و شمار مہیا کیے جو 20 فیصد امیر ترین گھرانوں سے متعلق ہیں، لیکن غریب ترین 20 فیصد گھرانوں پر نظر ڈالیں تو وہاں 100 لڑکوں کے مقابلے میں محض 83 لڑکیوں نے پرائمری تعلیم مکمل کی۔ یہ عدم مساوات ابتدائی ثانوی جماعتوں میں 73 اور اعلیٰ ثانوی میں 40 طالبات تک بڑھ جاتی ہے۔

ہدف 4.5 کے نگرانی کے لیے 'برابری کا اشاریہ' کا استعمال درحقیقت اسکول داخلے کی شرح سے بڑھ کر تمام تعلیمی اشارات تک بڑھا دیتا ہے، جس میں تعلیمی مقاصد بھی شامل ہیں۔ یہ اگرچہ مثبت کوشش ہے لیکن یہ اشاریہ صرف تعلیم میں صنفی امتیاز کے صرف ایک پہلو کو پرکھتا ہے۔ تعلیم میں عدم مساوات معلوم کرنے کے لیے اعداد و شمار کی جمع آوری کے لیے زیادہ جامع طریقے کی ضرورت ہے جس میں نصاب، تدریسی کتب، امتحانات اور اساتذہ کے حوالے سے بھی معلومات میسر ہوں۔ اس کے علاوہ تعلیمی عدم مساوات پر معلومات اکٹھا کرنے والوں کا عمومی عدم مساوات پر کام کرنے والوں سے بھی رابطہ ضروری ہے۔

Gender parity index, by region and country income group, 2014 | جدول 2:

	Primary education		Lower secondary education		Upper secondary education	
	Gender parity index	Countries with parity (%)	Gender parity index	Countries with parity (%)	Gender parity index	Countries with parity (%)
World	0.99	64	0.99	46	0.98	23
Low income	0.93	31	0.86	9	0.74	5
Lower middle income	1.02	52	1.02	33	0.93	17
Upper middle income	0.97	68	1.00	60	1.06	22
High income	1.00	83	0.99	59	1.01	37
Caucasus and Central Asia	0.99	100	0.99	83	0.98	29
Eastern and South-eastern Asia	0.99	93	1.01	57	1.01	37
Europe and Northern America	1.00	86	0.99	67	1.01	31
Latin America and the Caribbean	0.98	48	1.03	39	1.13	19
Northern Africa and Western Asia	0.95	56	0.93	46	0.96	33
Pacific	0.97	67	0.95	44	0.94	0
Southern Asia	1.06	29	1.04	25	0.94	38
Sub-Saharan Africa	0.93	38	0.88	19	0.82	6

All values shown are medians.
UIS database.

FIGURE 11: | شکل 11:

Gender disparity is higher among the poorest

Gender parity index for selected education indicators, interaction with wealth, by region, 20082014

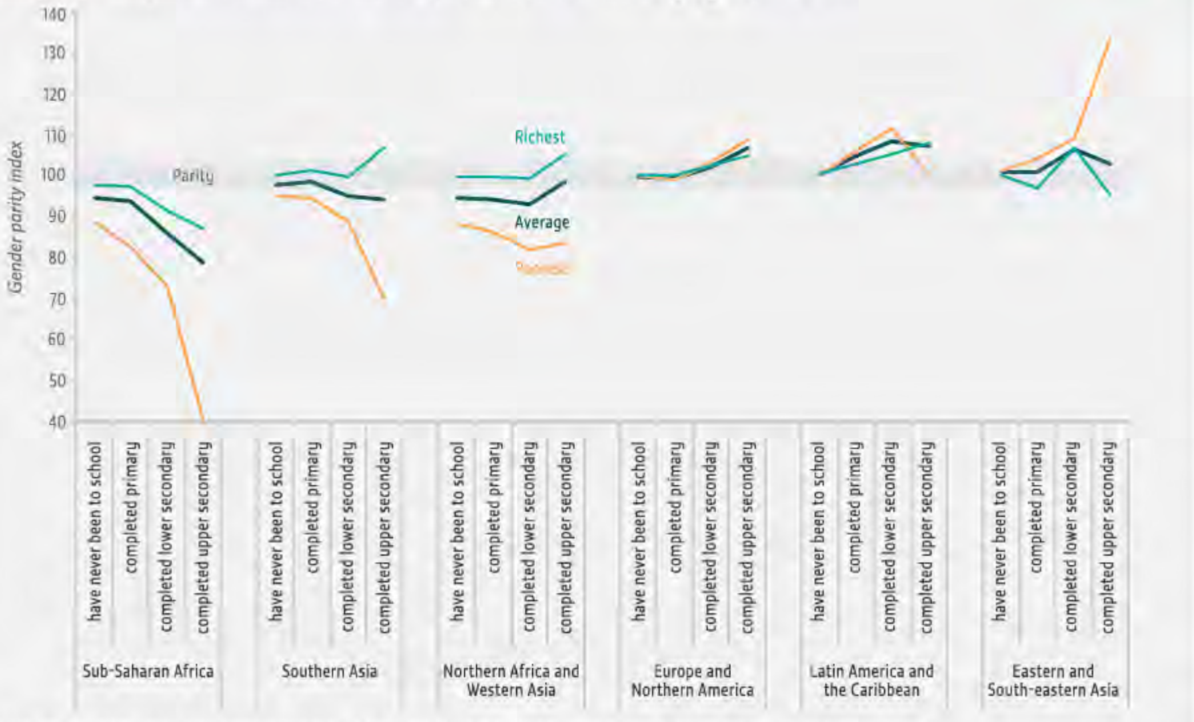

Note: Values for Eastern and South-eastern Asia and for Northern Africa and Western Asia refer only to low and middle income countries.
Source: GEM Report team analysis (2016) based on household survey data.

معذوری

معذور افراد کا تعلیم کے لیے یکساں رسائی یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ معذوری کی پیائش کے ایسے پیانے متعین کیے جائیں جو عالمی سطح پر تقابل کے کام آسکیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ معذوری کی مختلف اقسام اور درجے ہیں۔ ایک پیائش کو مدنظر رکھتے ہوئے، یورپ کے 30 مختلف تعلیمی نظاموں میں، 4.6 فیصد لازمی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو خصوصی ضروریات رکھنے والے افراد قرار دیا گیا۔ یونیسیف اور معذوری سے متعلق اعداد وشمار

پرواشنگٹن گروپ' اس کے لیے فعال کردار ادا کر رہے ہیں کہ معذوری کے لیے عملی پیائش وضع کرسکیں۔ اس بات کی نگرانی کی بھی ضرورت ہے کہ آیا تدریسی عملہ اور اسکول کی عمارات، معذور افراد کی مخصوص ضروریات کو پوری کرنے کے اہل ہیں۔

زبان

تعلیمی نتائج میں واضح عدم مساوات، مادری زبان پر استوار کثیر اللسانی تعلیم کو مسلسل نظر انداز کرنے کا ہی نتیجہ ہے۔ تعلیم میں زبان سے متعلق پالیسیوں کی نگرانی کے لیے مزید کوششوں کی ضرورت ہے۔ ایک پیائش کے مطابق، دنیا کے 40 فیصد لوگ ایسی زبان میں تعلیم تک رسائی سے محروم ہیں جو وہ بولتے یا سمجھتے ہیں۔ قومی پالیسی کے دستاویزات ہمیں یہ معلومات فراہم نہیں کرسکتیں کہ آیا طلبہ کو اپنے گھر کی زبان میں تدریس اور تدریسی مواد تک رسائی حاصل ہے، اساتذہ کی تربیت ہوچکی ہے اور قومی پالیسی پر عمل درآمد ہوا ہے یا نہیں۔ مالی کے علاقے 'موپٹی' (Mopti) میں صرف 1 فیصد پرائمری اسکول دو زبانوں میں اور تربیت یافتہ اساتذہ کے ذریعے تدریس کے اہل ہیں، اگرچہ قومی پالیسی میں سب کے لیے ایسی تعلیم کی فراہمی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ترک وطن اور جبری بے دخلی

ایک ملک میں دیہی علاقوں سے شہر میں آباد ہونے والوں کے مسائل الگ طرح کے ہوتے ہیں، وہ کچی بستیوں یا شہر کے اطراف میں رہنے لگتے ہیں، جہاں سرکاری اسکول تک رسائی مشکل ہوتی ہے، لیکن دیگر شہری سہولیات جو حکومت کی طرف سے فراہم کی جاتی ہیں، ان سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ تاہم غیر ممالک سے آبسنے والے پناہ گزین بچوں کی تعلیم کا پالیسی سازوں کے لیے ایک مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ یہ پس ماندہ علاقوں میں رہنے کے باعث ان دیہی اسکولوں پر بوجھ بنتے ہیں۔

ایک بنیادی چیلنج جبری بے دخل کیے جانے والے افراد کا بھی ہے۔ ملک کے اندر بے گھر ہوجانے والوں کی آبادی بظاہر نظر نہیں آتی۔ نائیجیریا کی 6 ریاستوں میں قائم 42 میں سے 19 بے گھر افراد کے کیمپ ایسے تھے جہاں جون 2015ء میں بچوں کو کسی بھی طرح کی رسمی یا غیر رسمی تعلیم تک رسائی حاصل نہ تھی۔ پناہ گزین سب سے زیادہ خطرے کا شکار انسانی گروہ ہوتا ہے: دنیا بھر میں پرائمری اسکول کی عمر کے 50 فیصد جبکہ ثانوی تعلیم کی عمر کے 75 فیصد بچے اسکولوں سے باہر ہیں۔ پناہ گزینوں اور جبری بے دخل کیے جانے والے گروہوں کی تعلیم کی نگرانی کا عمل انتہائی دشوار ہے۔ تعلیم تک ان کے رسائی میں اس عدم مساوات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

> ”دنیا بھر میں پرائمری اسکول کی عمر کے 50 فیصد جبکہ ثانوی تعلیم کی عمر کے 75 فیصد بچے اسکولوں سے باہر ہیں۔“

خواندگی اور گنتی

ہدف 4.6

ہدف 4.6 بالغوں کی خواندگی پر عالمی ترجیحات میں شامل قرار دیتا ہے جو EFA کا چوتھا مقصد تھا، اور اس میں دو نئی باتوں کا اضافہ کرتا ہے: اول، خواندگی اور گنتی کے حوالے سے عالمی معیارِ پڑتال کو واضح طور پر صلاحیت میں مہارت سے مشروط کرتا ہے۔ جو خواندگی کے اس تصور سے قریب تر ہے جو اسے محض سیکھے ہوئے علم کی جگہ ایسی مہارت تصور کرتا ہے جسے استعمال میں لا کر معاشرے، اقتصادیات اور اپنی ذات میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ دوم، گنتی کو الگ سے شامل کر کے اس کے ماہیت کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔

بالغوں کی پروگراموں میں شرکت

خواندگی کے رسمی اور غیر رسمی پروگراموں میں بالغوں کی شرکت کی نگرانی کا کام حیرت انگیز حد تک مشکل ہے۔ 'بالغوں کی تعلیم اور تعلم پر عالمی رپورٹ' کو نتائج مرتب اور پیش کرنے کے لیے ایسے معیارات طے کرنے چاہییں جو کم از کم سرکاری سطح پر یا اس کے تعاون سے جاری پروگراموں میں شریک طلبہ کی تعداد کا تعین کرسکے۔

جیم رپورٹ کے لیے نئے تجزیے میں وہ سوال شامل کیا گیا ہے جو عام طور پر آبادی اور صحت کے حوالے سے ہونے والے سروے میں شامل کیا جاتا ہے: یہ ظاہر کرتا ہے کہ اوسط آمدن والے 29 ممالک میں 2004ء سے 2011ء تک 15 تا 49 برس کے بالغ افراد کے محض 6 فیصد نے ایسے کسی بھی بالغوں کے خواندگی پروگرام میں شرکت کی ہے۔ بالغ افراد میں ناخواندہ افراد کی اکثریت خواتین اور غریب افراد پر مشتمل تھی، تاہم ایسے پروگراموں میں زیادہ تر مردوں اور امیر افراد نے شرکت کی۔

شرح خواندگی

اگرچہSDG منصوبے نے بجاطور پرخواندگی اور گنتی کی اہلیت ناپنے کے لیے درجہ مہارت معلوم کرنے پرتوجہ دی ہے، تاہم یہ اہلیت معلوم کرنے کے لیے ابھی اکثر مقامات پر مناسب علمی آلات دستیاب نہیں، اس لیے نوجوانوں اور بالغوں میں خواندگی ناپنے کے لیے شرح خواندگی کا طریقہ ہی استعمال میں لایا جارہا ہے۔2005ء تا2013ء قریباً758 ملین یاپوری دنیا کی بالغ آبادی کا15 فیصد خواندگی کی اہلیت سے محروم تھا۔جن میں 63فیصدخواتین تھیں۔

خواندگی اور گنتی کی استعداد

بالغ افراد کی خواندگی اور گنتی کواستعداد، جس کی براہ راست شمار کیا گیا، ایسے اعدادوشمار زیادہ آمدن والے ممالک کے بارے میں دستیاب ہیں۔OECD کے'بالغوں کی استعداد کے بین الاقوامی جائزہ کے پروگرام' کے شرکاء میں15 فیصد بنیادی خواندگی کے معیارات تک پہنچنے میں بھی ناکام رہے، جوکہ لکھے ہوئے متن سے سادہ مطالب اخذ کرنے پر مشتمل تھا؛ یہ شرح جاپان میں 5 فیصد تھی تو اٹلی میں اس کی شرح28 فیصد تھی۔

خواندگی اور گنتی کے تقابلی امتحان کے لیے عالمی تعاون لازم ہے۔ 2030ء تک نگرانی کے لیے مفید اعدادوشمار مہیا کرنے کے لیے کامیاب طریقہ یہ ہوگا کہ ممالک اپنی امتحانی ضروریات کوخود عالمی معیارات کے مطابق طے کریں۔

FIGURE 12: شکل12:

Assessing literacy on a continuous scale more accurately reflects adult skills

Adult population by literacy proficiency level, 20112014

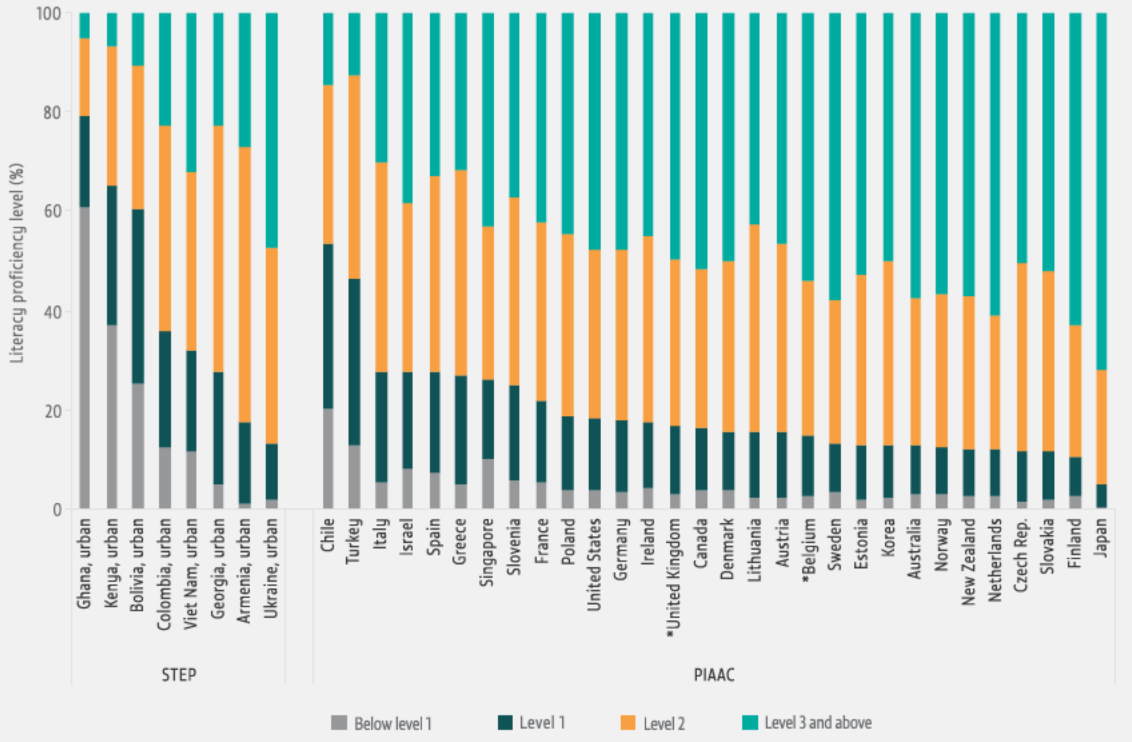

Note: For countries with an asterisk (*), the PIAAC data refer to individual regions only: England and Northern Ireland for the United Kingdom, and Flanders for Belgium.
Sources: OECD (2013; 2016) and GEM Report team analysis using World Bank STEP data.

پائیدار ترقی اور عالمی شہریت

ہدف 4.7

کسی بھی دیگر ہدف کے مقابلے میں، ہدف 4.7 تعلیم کے سماجی، انسانی اور اخلاقی مقاصد سے متعلق ہے۔ یہ واضح طور پر تعلیم کو دیگر SDGs سے جوڑتا ہے اور ترقی کے نئے عالمی منصوبے کی تبدیلی کی روح کو پیش کرتا ہے۔ جیم رپورٹ مجوزہ عالمی معیاراتِ پڑتال کو اپنی توجہ کا مرکز بنا کر اس بات کا تجزیہ کرتی ہے کہ عالمی شہریت اور پائیدار ترقی کو پورے نظام تعلیم کے اقدامات؛ جیسے نصابی مواد اور قومی نصابی نظام، درسی کتب اور تربیت اساتذہ کے منصوبوں وغیرہ؛ میں شامل کیا گیا ہے۔

علم، مہارت اور رویوں کی پائیدار ترقی سے ہم آہنگی معلوم کرنے کے لیے اشارات طے کرنا ایک مشکل امر ہے۔ اس رپورٹ میں ان اقدامات کا تجزیہ کرتی ہے جو علم اور مہارتوں کے حصول کے ساتھ ساتھ نوجوانوں اور بالغ افراد کے رویوں کی نگرانی کے لیے کیے جا سکتے ہیں۔

ہدف 4.7 درحقیقت زندگی بھر جاری رہنے والی تعلیم کے بارے میں بات کرتا ہے اور اس میں کسی مخصوص عمر، جماعت کا تعین نہیں ملتا جس کے لیے اس کی معیارات کو لاگو کرنا ہے۔ مجوزہ عالمی اور موضوعاتی اشارات زیادہ تر بچوں اور نوجوانوں کی رسمی تعلیم سے متعلق ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی موضوعاتی اشارات بالغ افراد کی غیر رسمی یا نیم رسمی تعلیم کے حوالے سے کچھ بیان نہیں کرتا۔

نصاب

علم اور مہارتوں کے ذریعے پائیدار ترقی کے فروغ اور عالمی شہریت کے احساس کو آگے بڑھانے میں نصاب کا بنیادی کردار ہے۔ ایک مجوزہ موضوعاتی اشارات یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ 'انسانی حقوق کی تعلیم کے عالمی پروگرام' کی ملکی سطح پر نفاذ کی پیمائش کی جائے۔ یہ اشارات، ہدف 4.7 کے انسانی حقوق، بنیادی آزادیوں اور رواداری جیسے عناصر سے متعلق ہے۔

> 78 ممالک کے تین چوتھائی نے اپنے نصاب میں پائیدار ترقیاتی مسائل پر کچھ تجزیے 2005ء تا 2015ء میں انجام دیئے۔

ایک اور مجوزہ اشارات؛ ان اسکولوں کی شرح فیصد جو ایچ آئی وی/ایڈز اور جنس کے بارے میں زندگی آموز مہارتیں فراہم کرتے ہیں؛ ہدف 4.7 کے پانچ عناصر سے متعلق ہے: انسانی حقوق، صنفی امتیاز، امن اور عدم تشدد کا کلچر، اور ایسی مہارتیں اور علم جو پائیدار ترقی سے ہم آہنگ زندگی گزارنے میں مددگار ہوں۔ اس اشارات کو بعض ممالک میں اسکولوں کے انتظام سے متعلق معلومات اکٹھی کرنے والے سروے میں شامل کر لیا گیا ہے اور اس سے جمع شدہ اعداد و شمار مستقبل میں بہتر نگرانی میں مدد دیں گے۔

نصاب پر ہونے والی تحقیق ہدف 4.7 کے حوالے سے ہونے والی ترقی کو سمجھنے میں مددگار ہوگی۔ اس کے لیے تمام ممالک کے نصابی نظام کے بارے میں باقاعدہ مرتب کردہ فہرستوں کی ضرورت ہوگی۔ جیم رپورٹ میں 78 ممالک کے پرائمری اور ثانوی درجات کے لیے 110 قومی نصابوں کا تجزیہ جو دس برس 2005ء تا 2015ء میں انجام دیا گیا، یہ ظاہر کرتا ہے کہ تین چوتھائی ممالک پائیدار ترقی سے متعلق مواد کو شامل رکھے ہوئے ہیں، لیکن عالمی شہریت کی اصطلاح کا اس میں سے بہت کم تعداد نے ذکر کیا ہے۔ صنفی امتیاز سے متعلق مواد بھی زیادہ واضح نہیں: 15 فیصد سے بھی کم ممالک نے جامع اصطلاحات جیسے صنفی اختیار، صنفی توازن یا صنفی حساسیت کا استعمال کیا ہے؛ جبکہ نصف نے صنفی مساوات کا لفظ استعمال کیا ہے۔

درسی کتب

درسی کتب کے تجزیے میں حال میں ہونے والی ترقی، نصابی مواد کی پڑتال کے لیے بہت امید افزا ہے۔ جیم رپورٹ کے لیے ثانوی جماعت کی درسی کتب کے لیے تین خزینہ معلومات (data sets) مرتب کیے گئے ہیں: تاریخ، شہریت، اور سماجی علوم و جغرافیہ۔ ان کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ 2000ء تا 2003ء ان میں سے 50 فیصد میں انسانی حقوق کے بارے میں مواد شامل ہے، جبکہ 1890ء تا 1913ء یہ شرح 5 فیصد تھی۔

گذشتہ عشرے میں شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا کے ممالک میں محض 10 فیصد درسی کتب میں خواتین کے حقوق کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ تجزیہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ درسی کتب کی مدد سے درست اور قابل اعتبار پیمائشوں پر اعداد و شمار کا حصول ممکن ہے۔ عالمی سطح پر درسی کتب کے مسلسل تجزیے کا باقاعدہ نظام وضع کرنے کی ضرورت ہے۔

تربیتِ اساتذہ

اساتذہ کو پائیدار ترقی اور عالمی شہریت کے موضوعات پر پڑھانے کے لیے تیار کرنا لازم ہے۔ 66 ممالک میں محض 8 فیصد نے جامع پائیدار ترقی کے موضوع کو 2013ء میں تربیت اساتذہ کے کورسز میں شامل رکھا، جبکہ 2005ء میں یہ شرح 2 فیصد تھی۔ تربیت اساتذہ کے لیے استعمال ہونے والے مواد کی تفصیلات بہت کم ہی دستیاب ہوتی ہیں، لیکن دستیاب معلومات کو، جو زیادہ تر علاقائی بنیادوں پر مرتب ہیں، اکھٹا کیا گیا ہے۔ تربیت اساتذہ اور اساتذہ کی تیاری کے لیے ہدف 4.7 میں بیان کردہ تصورات کے فوری جائزے کی ضرورت ہے۔ تربیت اساتذہ کے لیے استعمال ہونے والے مواد کی معیار بندی کے بعد ہی یہ ممکن ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں کے طلبہ میں اساتذہ کی کارکردگی کے موثر ہونے کا تجزیہ کیا جاسکے۔

کمرہ جماعت سے باہر کی سرگرمیاں

طلبہ کو پائیدار ترقی اور عالمی شہریت کا شعور دینے کے لیے اسکول سے باہر کی کئی سرگرمیاں مفید ثابت ہوسکتی ہیں جیسے علمی کلب، طلبہ تنظیمیں، کھیل، تقریری مقابلے، ڈرامے، میوزک گروپ، فلاحی سرگرمیاں وغیرہ۔ جیم رپورٹ کے لیے کیے گئے ایک تجزیے سے یہ بات سامنے آئی کہ ایسی طلبہ سرگرمیاں جنھیں اچھی طرح ترتیب دیا گیا ہو، اس میں سب کی جامع شرکت یقینی بنائی جائے؛ اُن سے تنازعات کے حل اور سماجی اتفاق، قانونی دستاویزات اور انسانی حقوق سے آگاہی، اور عالمی شہریت کے احساس میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس وقت اعداد و شمار جمع کرنے کے ذرائع ایسی سرگرمیوں کے معیار اور اس کے نتیجے میں ہونے والے رویوں کی تبدیلی کے بارے میں ناکافی توجہ دیتے ہیں۔ مشترک اطلاعاتی معیارات کی عدم موجودگی کے باعث اس بات کا امکان مزید کم کر دیتے ہیں کہ ہم عالمی سطح پر قابل اعتبار اور تقابل کے اہل اعداد و شمار اکھٹے کر سکیں۔

شکل:13

Human rights is the most prevalent concept in national curricula

Percentage of countries including each of the key terms in their national curriculum frameworks, 20052015

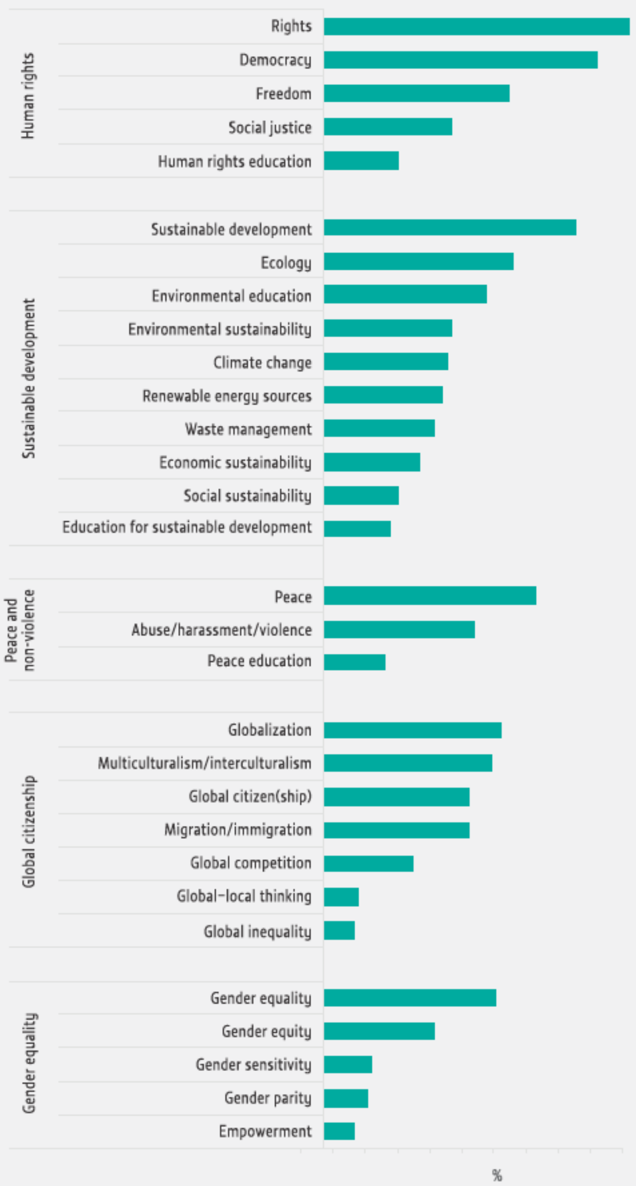

Note: The analysis is based on a sample of 78 countries.
Source: IBE (2016).

نتائج

ہدف 4.7 کے بنیادی مقصد؛ پائیدار ترقی کے لیے درکار علم اور مہارت کا حصول؛ کی نگرانی آسان نہیں۔ اس حوالے سے باہم منحصر؛ دنیا کی تاریخ، جغرافیے، عالمی اداروں اور عالمی تعاملات کا بنیادی علم؛ ایک آغاز کا کام دے سکتا ہے لیکن ان شعبوں میں تحصیلات کے جائزوں کے چند ہی نمونے دستیاب ہیں۔ کئی ممالک میں کل طلبہ کا محض دو تہائی حصہ ہی 'انسانی حقوق کے عالمی معاہدے' سے واقفیت رکھتا ہے۔

ایک بنیادی چیلنج مقامی اقدار اور عالمی عزائم کے درمیان موجود تناؤ ہے۔ حالیہ اقدامات کا مقصد یہ ہے کہ ہدف 4.7 کے لیے نوجوانوں کی، بالخصوص ثانوی تعلیم میں نگرانی کا معیار بہتر بنایا جائے۔ 2016ء میں یونیسکو اور 'تعلیمی کامیابیوں کے جائزے کی عالمی تنظیم' نے باقاعدہ طور پر عالمی شہریت اور پائیدار ترقی سے متعلق علم کی پیائش کے لیے تعاون کا آغاز کیا ہے۔ ایک اور ادارہ 'جنوب مشرقی ایشیا میں پرائمری تدریس کے معیاراتِ پیائش' جو پانچویں جماعت میں عالمی شہریت کی تدریس کا تجزیہ کر رہا ہے، اس کا مقصد ایسے تقابلی جائزے کی تیاری ہے جو مقامی حالات سے زیادہ مطابقت رکھتا ہو۔

تعلیمی سہولیات اور تعلیمی ماحول

ہدف 4.A

ہدف 4.a بچے کی مرکزیت، جمہوری شرکت اور جامعیت کو کسی بھی اطفال دوست اسکول کے لیے بنیادی اصول قرار دیتا ہے۔ ان تمام اصولوں کی عالمی نگرانی ممکن نہیں، لیکن تین امور کے لیے ایسا ممکن ہے: اسکول کی بنیادی سہولیات، ICT، اور اسکول پر حملے اور تشدد۔

اسکول کی بنیادی سہولیات

تعلیمی اداروں میں پانی اور صحت وصفائی کی سہولیات میں اضافے کا مثبت اثر تعلیم اور صحت پر پڑتا ہے۔ اس کے باوجود، 2013ء میں عالمی سطح پر محض 71 فیصد پرائمری اسکولوں میں پانی دستیاب تھا، جبکہ 49 کم آمدن والے ممالک میں یہ شرح 51 فیصد تک کم تھی۔

> "کم ترقی یافتہ ممالک کے صرف 52 فیصد پرائمری سکولوں میں 2003 میں پانی کی مناسب سپلائی تھی۔"

جب اسکول کی عمارت غیر محفوظ ہو تو قدرتی آفات کے نتیجے میں زیادہ نقصانات کا خدشہ ہوتا ہے۔ بعض ممالک میں اسکول کی عمارات کے معاینے کا باقاعدہ نظام موجود ہے، لیکن اکثر ممالک یہ استطاعت نہیں رکھتے کہ زیادہ تفصیل سے ایسا معاینہ انجام دے سکیں۔ اب ایسے منصوبوں پر بھی کام جاری ہے جس میں طلبہ اور علاقے کے لوگ اسکول کی عمارت کی حالت پر معلومات فراہم کر سکیں۔

معذور افراد کی اسکول تک رسائی میں حائل متنوع جسمانی اور سماجی مشکلات کو ختم کرنا لازم ہے۔ یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ دنیا بھر میں اسکولوں میں دستیاب سہولیات معذور افراد کے لیے کافی ہیں یا نہیں، جس کی وجہ 'مناسب اسکول' کی تعریف کا نہ ہونا، اور معلومات کی جمع آوری کی صلاحیت میں کمی ہے۔

اسکولوں میں انفارمیشن اور کمیونی کیشن ٹیکنالوجی

تعلیم میں ICT کے بارے معلومات جمع کرنے کی بنیاد 2003ء میں جینوا میں منعقدہ 'انفارمیشن معاشرے کے موضوع پر عالمی اجلاس کا لائحہ عمل' ہے، جو تعلیم کے حوالے سے دو اہداف کا تعین کرتا ہے۔

ICT کے اسکول میں استعمال کے لیے بجلی کی مسلسل اور سہل فراہمی لازم ہے۔ افریقہ کے اکثر ممالک میں بجلی کا نہ ہوناICT کی راہ میں سب سے بنیادی رکاوٹ ہے۔جمہوریہ وسطی افریقہ میں کوئی ایک پرائمری یا ثانوی اسکول بھی بجلی کی فراہمی کے نظام سے منسلک نہیں۔اس طرح، گیانا اور مڈغاسکر میں فی کمپیوٹر، سیکھنے والے طلبہ کی تعداد500 ہے۔

اسکول پر حملے اور تشدد

اسکول کے متعلق پر تشدد واقعات اور دھمکیاں عام طور پر اسکول کی عمارت کے اندر ہی رونما ہوتے ہیں، تاہم ان کا امکان اسکول آتے جاتے، گھر پر اور حتیٰ کہ انٹرنیٹ پر بھی ممکن ہے۔اگرچہ اس حوالے سے انتہائی شدید واقعات جیسے فائرنگ کو فوری توجہ مل جاتی ہے، لیکن تشدد کے چند عام قسمیں بھی بچوں اور نوجوانوں کے تعلیمی تجربات پر شدید منفی اثرات کا باعث بن سکتی ہیں۔ایسے واقعات کے اکثر اطلاع نہیں دی جاتی کیونکہ انھیں سماجی ممنوعات(Taboos) کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

اسکول میں غنڈہ گردی تشدد کی سب سے زیادہ بیان کی جانے والی قسم ہے۔2011ء میں 'سائنس اور ریاضی کی تعلیم کے عالمی رجحانات' کے مطابق آٹھویں جماعت کے ایک تہائی طلبہ کو گذشتہ ایک ماہ میں غنڈہ گردی کا سامنا کرنا پڑا۔جسمانی تشدد بھی بہت عام ہے۔37 ممالک سے جمع کردہ اعداد وشمار کے مطابق 2009ءتا2012ء تقریباً40 فیصد طلبہ جن کی عمر13 سے15 برس تھی، انھوں نے لڑائی کی اطلاع دی۔جنسی تشدد، اسکولوں میں رونما ہونے والے تشدد کے ایک خطرناک قسم ہے، جس کے اکثر واقعات سامنے نہیں آپاتے۔مجموعی طور پر، عالمی سروے میں سوالات ترتیب دیتے ہوئے زیادہ بہتر رابطہ کاری کی ضرورت ہے تاکہ عالمی سطح پر اسکول سے متعلق تشدد کے رجحانات بارے یکساں پیمائش پر معلومات حاصل ہوں۔

> ”37 ممالک سے جمع کردہ اعداد وشمار کے مطابق 2009ءتا2012ء تقریباً40 فیصد طلبہ جن کی عمر13 سے15 برس تھی، انھوں نے لڑائی کی اطلاع دی۔“

تعلیم کی بنیاد پر حملہ کرنے کے واقعات کے فوری سدباب اور ذمہ داروں کو گرفتار کرنے کا بھی موثر انتظام لازم ہے۔2005ءتا2015ء فوج کی طرف سے اسکول کی عمارتوں کا استعمال26 ممالک میں کیا گیا۔ چھ ممالک کے2009ءتا2012ء میں لیے گئے جائزے کے مطابق فی ملک ایک ہزار سے زیادہ تعلیم کی بنیاد پر اسکول عمارات پر حملے کیے گئے۔

FIGURE 14: شکل14:

Most primary schools do not have electricity in some of the poorest countries

Proportion of primary and secondary schools with electricity, 20092014

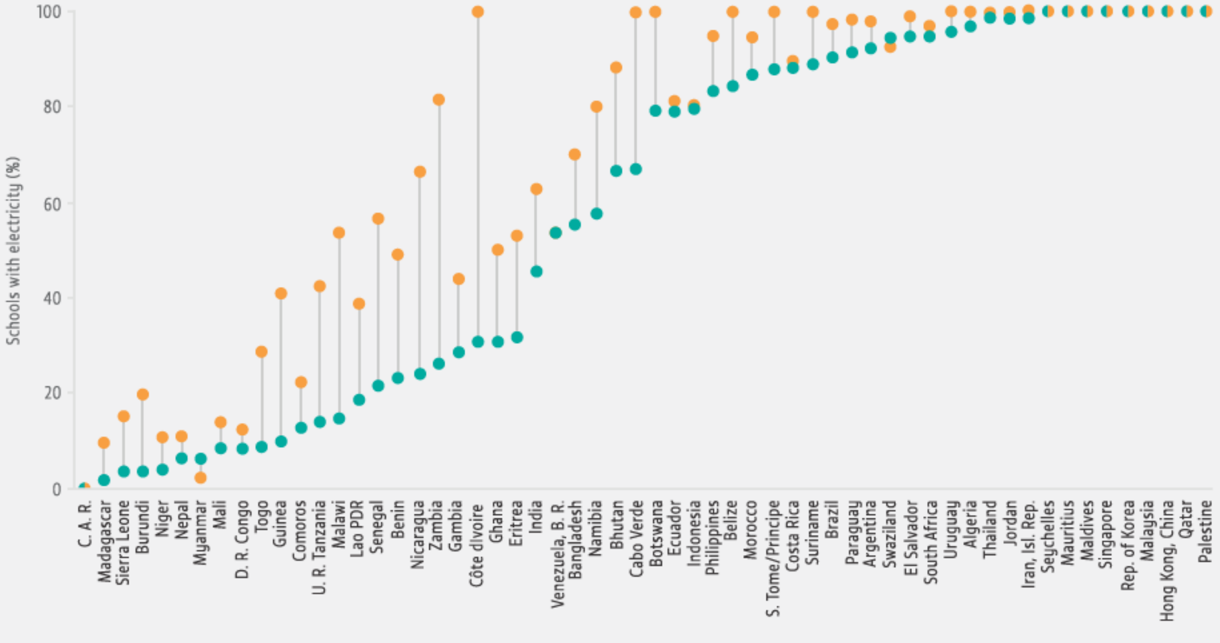

Source: UIS database.

وظائف

ہدف 4.B

ہدف 4.b ان ممالک پر توجہ مرکوز کرتا ہے جو عالمی منصوبے کے مطابق نہیں چل پا رہے۔ دیگر اہداف کی طرح، اس کا مقصد بھی ممالک کے مابین فرق کو کم کرنا ہے، لیکن اصل میں یہ ممالک میں خلیج بڑھانے کا سبب بنے گا کیوں کہ عام طور پر وظائف ان کو ملتے ہیں جو باوسائل گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں، کئی وظیفہ لینے والے طلبہ، کبھی اپنے ملک کو واپس نہیں لوٹتے۔ اس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وظائف سے امیر ممالک کے اعلیٰ تعلیم کے اداروں کو فائدہ ہوتا ہے، بجائے غریب افراد کو فائدہ پہنچنے کے۔

ہدف 4.b کو ترتیب دینے میں کئی خامیاں نظر آتی ہیں۔ یہ سفارش کی جاتی ہے کہ صرف اسی کو وظیفہ گنا جائے جو اعلیٰ تعلیم کے اداروں کے لیے ہو اور طالب علم کے اپنے ملک سے باہر کے لیے ہو، اور کم از کم جزوی طور پر اس میں حکومت کے پیسے بھی شامل ہوں۔

باہر جانے والے طلبہ کی شرح، یعنی ملک میں پڑھنے والے کل طلبہ کی تعداد کے مقابل میں ان کی شرح اوسط اور کم آمدن والے ممالک میں 1.7 فیصد ہے۔ تاہم کچھ ممالک میں، بالخصوص چھوٹے جزائر پر مشتمل ترقی پذیر ممالک میں، یہ شرح بہت زیادہ ہے۔ کیمرون اور سینٹ لوسیا میں ملک میں پڑھنے والے دس طلبہ کے مقابلے میں چھ بیرون ممالک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

> ” 54 ممالک کے سرکاری تعلیمی وظائف کے جمع کردہ اعداد و شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ 2015ء میں تقریباً 25,000 تعلیمی وظائف دیئے گئے۔ “

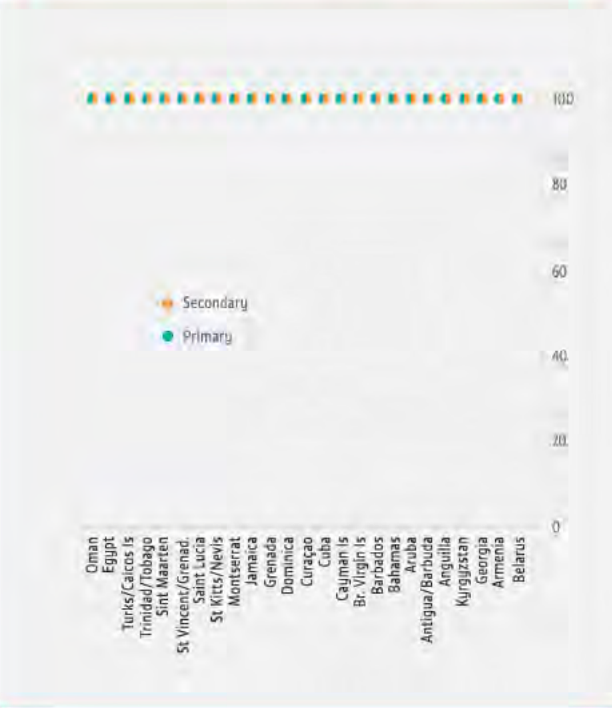

شکل 15:

Half of all aid for scholarships and imputed student costs is concentrated in 13 middle income countries

Distribution of scholarships and imputed student costs by recipient country, 2014

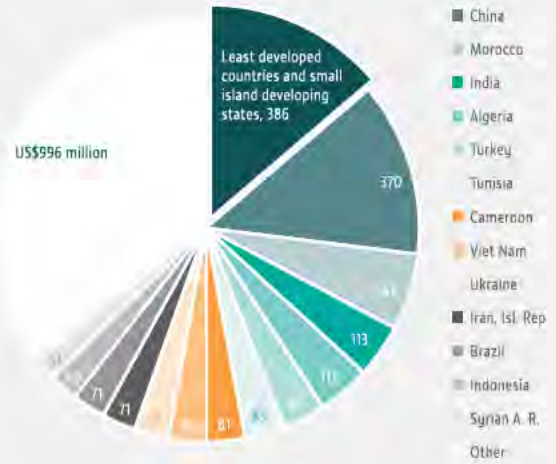

Source: GEM Report team analysis (2016) using OECD DAC data.

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عالمی سطح پر تعلیمی وظائف کی تعداد کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے، کجا یہ کہ وظائف حاصل کرنے والے کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ کیا مضامین پڑھتے ہیں۔ جیم رپورٹ کے لیے 60 ممالک کے سرکاری تعلیمی وظائف کے جمع کردہ اعداد وشمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ 2015ء میں تقریباً 25,000 تعلیمی وظائف دیئے گئے، جس کے مقابلے میں اوسط اور کم آمدن والے ممالک سے بیرون پڑھنے والوں کی شرح محض 1 فیصد ہے۔

تعلیمی وظائف کی عالمی نگرانی کا ایک نظام وضع کرنا ضروری ہے جس میں یہ اشارات شامل ہوں کہ کتنے وظائف دیے جاتے ہیں، کتنے برس کے لیے دیئے جاتے ہیں، کتنے طلبہ وظائف کے حصول کے بعد تعلیم مکمل کرتے ہیں، اور ان میں سے کتنے طلبہ واپس اپنے وطن لوٹتے ہیں۔

عالمی امداد سے متعلق اعداد وشمار بھی تعلیمی وظایف پر جزوی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ 2014ء میں کل 2.8 ارب امریکی ڈالر امداد تعلیمی وظائف اور تعلیمی اخراجات کے لیے رکھی گئی۔ اس میں سے 386 ملین ڈالر امداد کم آمدن والے اور جزائر پر مشتمل ترقی پذیر ممالک کے لیے تھی۔

ہدف 4.C

اساتذہ

اس حوالے سے عدم اطمینان پایا جاتا ہے کہ SDGs میں اساتذہ کو محض 'نفاذ کے ذرائع' کی حیثیت دی گئی ہے جو اس پیشے کے بنیادی کردار، ایک اچھی معیاری تعلیم کی فراہمی اور تعلیمی ماحول کو ممکن بنانے کو پس پشت ڈالنا ہے۔ اس ہدف کی ترتیب میں بہت کمزوریاں ہیں اور یہ اساتذہ سے متعلق بنیادی موضوعات کا احاطہ نہیں کرتا۔

جیم رپورٹ میں اس ہدف کے لیے درکار نگرانی کے اثرات کا جائزہ لیا گیا جس کا اظہار 'تعلیم 2030 اقدام کے لیے لائحہ عمل' میں زیادہ عمومی انداز میں کیا گیا ہے یعنی: اس بات کو یقینی بنانا کہ اساتذہ اور تعلیم دینے والے بااختیار ہوں، بہتر طریقے سے بھرتی ہوں، اچھی طرح سے تربیت یافتہ ہوں، پیشہ ورانہ لحاظ سے اہل ہوں، اور متحرک ہونے کے ساتھ ساتھ انھیں معاونت حاصل ہو۔

ماہر اساتذہ کی مناسب فراہمی

گنجائش سے زیادہ طلبہ سے بھرے کمرہ جماعت کم آمدن والے ممالک میں ایک عام معمول ہے، جو اساتذہ کی فراہمی میں کمی کا ظاہر کرتا ہے۔ اساتذہ کی کمی کی تعریف طے کرنے میں دو مشکلات ہیں: اساتذہ کے اوسط دستیابی کے اعداد وشمار ایک ملک کے اندر واضح عدم مساوات کو ظاہر نہیں کر سکتے، اور اساتذہ کی تعداد کو ان کے کام کے معیار سے الگ کر کے پرکھنا مشکل امر ہے۔ پالیسی بنانے والے اکثر طلبہ کے بڑھتے ہوئے داخلوں اور کمرہ جماعت میں طلبہ کی اضافی تعداد کے مسئلے کا حل اس میں ڈھونڈتے ہیں کہ اساتذہ کی بھرتی کے معیار کو کم کر دیا جائے۔

اس ہدف میں بیان کردہ 'اہلیت' کے حوالے سے اعداد وشمار بہت مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں، جسے عام طور پر محض تعلیمی استعداد تک ہی محدود سمجھا جاتا ہے۔ 2014ء میں اوسطاً 82 فیصد اساتذہ پری پرائمری، 93 فیصد پرائمری اور 82 فیصد ثانوی تعلیمی ادارے میں تدریس کی اہلیت رکھتے تھے۔

FIGURE 16:

More than half of pre-primary and one-quarter of secondary school teachers in sub-Saharan Africa are not trained

Percentage of trained teachers, by education level and region, 2014

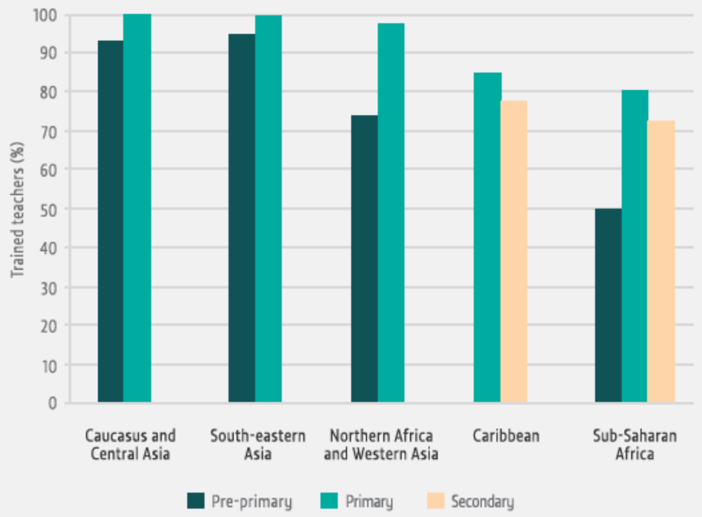

Source: UIS database.

ہدف 4.c کے لیے عالمی اشارات؛ کم ازکم تربیت والے اساتذہ کے فی صد شرح؛ کا انطباق وسیع ہے لیکن اس کے لیے ایسے اصول موجود نہیں جس سے مختلف ممالک سے حاصل ہونے والے اعداد وشمار کا تقابل کیا جاسکے۔اس کے باوجود، اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ کئی اساتذہ نے کم ازکم تربیت بھی حاصل نہیں کی۔کریبین میں 71 فیصد پرائمری اساتذہ تربیت یافتہ ہیں، شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا میں ابتدائی ثانوی درجے میں 74 فیصد اساتذہ تربیت یافتہ ہیں۔افریقہ میں پری پرائمری اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے لیے تربیت یافتہ اساتذہ کی شرح 50 فیصد سے کم ہے۔

2002ء تا 2004ء تربیت اساتذہ کے لیے دی جانے والی مالی مدد میں تین گنا اضافہ ہوا، جو 251 ملین ڈالر یعنی تعلیم کے شعبے میں براہ راست امداد کا 2 فیصد بنتی ہے۔کم ترقی یافتہ ممالک نے اس امداد کا 41 فیصد جبکہ چھوٹے جزائر کے ترقی پذیر ممالک کو اس کا 7 فیصد ملا۔

اساتذہ کے لیے ترغیب ومعاونت

اساتذہ کو کیسے متحرک کیا جائے اور انھیں کیا معاونت فراہم کی جائے، یہ 'تعلیم 2030 اقدام کے لیے لائحہ عمل' کی بنیادی پالیسی ترجیحات میں شامل ہے۔ براہ راست اساتذہ سے ترغیب یا اپنی ملازمت سے اطمینان جیسے امور پر اعداد وشمار اکھٹے کرنے کی راہ میں کئی چیلنجز اور مسائل موجود ہیں۔

رپورٹ میں ایسے بیرونی وجوہات پر توجہ دی گئی ہے جس کا تعلق عام طور پر سرکاری پالیسی سے ہے: بھرتی وراہنمائی، مسلسل پیشہ ورانہ ترقی، حالاتِ کار اور تنخواہیں۔2013ء کے 'تدریس وتعلیم کے عالمی سروے' میں یہ بات سامنے آئی کہ ابتدائی ثانوی درجے کے 25 فیصد اساتذہ نے بتایا کہ انھیں رہنمائی میسر آئی تھی، جبکہ یہ شرح چلی میں 6 فیصد اور اٹلی میں 9 فیصد تھی۔

اس شعبے میں بہترین افراد کو بھرتی کرنے اور انھیں اسی پیشے میں روکے رکھنے کے لیے مناسب تنخواہوں کے شرح بہت ضروری ہے۔ جمہوریہ ڈومینیکن میں ایک استاد کی تنخواہ دیگر پیشہ وروں کے 70 فیصد کے برابر تھی، جبکہ یوراگوئے میں اساتذہ کی تنخواہ باقی پیشہ ور افراد سے قدرے بہتر تھی۔

بہ حیثیت مجموعی ابھی اساتذہ کے حوالوں سے معلومات کی جمع آوری میں بہت کام باقی ہے، کہ ایسا تب ہی ممکن ہے جب تنخواہوں، حالاتِ کار اور ترکِ تدریس کے بارے میں ہمیں قابل اعتبار اعداد وشمار میسر نہیں آتے۔

مالیات

ہدف 4.5

2030 ایجنڈا میں SDG4 کے نفاذ کے لیے تین اہداف فراہم کیے گئے ہیں، لیکن تینوں میں تعلیمی مالیات کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر چہ یہ بات واضح ہے کہ EFA کے مقاصد 2015ء میں حاصل نہ ہونے کا بنیادی سبب منصفانہ اور مناسب مالیات کی کمی تھی۔

مالیاتی ہدف کے نہ ہونے کے باوجود، تعلیمی مالیات پر جامع اور باقاعدہ اعداد و شمار کی فراہمی تعلیمی شعبے میں منصوبہ بندی اور عالمی تعلیم کے لیے عالمی عزائم کی نگرانی کے لیے بنیادی شرط کی حیثیت رکھتی ہے۔

قومی تعلیمی اکاؤنٹس/حسابات

تعلیمی مالیات کے حوالے سے ہونے والی بحث میں اس بات کا ذکر بہت کم کیا جاتا ہے کہ تعلیمی مالیات کے ذرائع؛ یعنی سرکاری اخراجات، بیرونی امداد، اور گھریلو اخراجات؛ تینوں کے باہمی اثرات کیا ہیں۔ صحت سے متعلق شعبے کو بھی اسی چیلنج کا سامنا تھا اور اس سے نمٹنے کے لیے انھوں نے 'قومی صحت کا اکاؤنٹ' ترتیب دیا تا کہ ایک ملک میں صحت پر ہونے والے تمام اخراجات پر اعداد و شمار کی جمع آوری اور تجزیہ کیا جا سکے۔

حال ہی میں ایک منصوبہ کے تحت اس کی تیاری کی جا رہی ہے کہ 'قومی تعلیمی کا اکاؤنٹ' بھی آٹھ ممالک میں متعارف کرایا جائے۔ مثال کے طور پر نیپال حکومت اپنی کل قومی پیداوار کا 3.5 فیصد تعلیم پر خرچ کرتی ہے، جو ویتنام سے 2.6 درجے کم ہے۔ تاہم جب گھریلو اور دیگر ذرائع کو شامل کر لیا جائے تو ترتیب الٹ جاتی ہے: نیپال ویتنام کے مقابلے میں 1.5 درجے زیادہ فیصدی اخراجات تعلیم پر کرتا ہے۔

تعلیمی اخراجات کے اعداد و شمار میں بہتری

بہتر قومی تعلیمی حساب مرتب کرنے کے لیے تینوں بنیادی ذرائع، حکومت، بیرونی امداد اور گھریلو اخراجات میں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔

سرکاری اخراجات

'تعلیم 2030 اقدام کے لیے لائحہ عمل' دو معیارات کو 'انتہائی اہم نکاتِ حوالہ' قرار دیتا ہے: 'مجموعی قومی پیداوار کا کم از کم 4 سے 6 فیصد، یا/اور سرکاری اخراجات کا 15 فیصد سے 20 فیصد تعلیم پر خرچ کرنا'۔ عالمی سطح پر اس وقت مجموعی قومی پیداوار کا 4.6 فیصد اور سرکاری اخراجات کا 15 فیصد تعلیم پر خرچ کیا جا رہا ہے؛ اس میں 30 ممالک ایسے ہیں جو مجموعی قومی پیداوار کے 4 فیصد اور سرکاری اخراجات کے 15 فیصد سے کم خرچ کر رہے ہیں۔

TABLE 3: جدول 3:
Public education expenditure, by region and country income group, 2014

	Public education expenditure as % of GDP	Number of countries that spent <4% of GDP	Public education expenditure as % of public expenditure	Number of countries that spent <15% of public expenditure	Number of countries that spent <4% of GDP and <15% of public expenditure
World	4.6	51	14.2	70	35
Low income	3.9	13	16.7	9	9
Lower middle income	4.1	13	15.6	13	10
Upper middle income	4.6	9	15.7	11	7
High income	4.9	16	11.9	37	9
Caucasus and Central Asia	2.8	4	12.9	3	3
Eastern and South-eastern Asia	3.9	7	15.4	6	4
Europe and Northern America	5.0	7	12.1	31	5
Latin America and the Caribbean	4.9	7	16.1	6	3
Northern Africa and Western Asia	...	3	...	5	3
Pacific	...	2	...	2	1
Southern Asia	3.8	5	15.3	4	4
Sub-Saharan Africa	4.3	16	16.6	13	12

: All values shown are medians.
: UIS database

FIGURE 17: شکل 17:

Aid to education has yet to return to 2010 levels

Total aid to education disbursements, 20022014

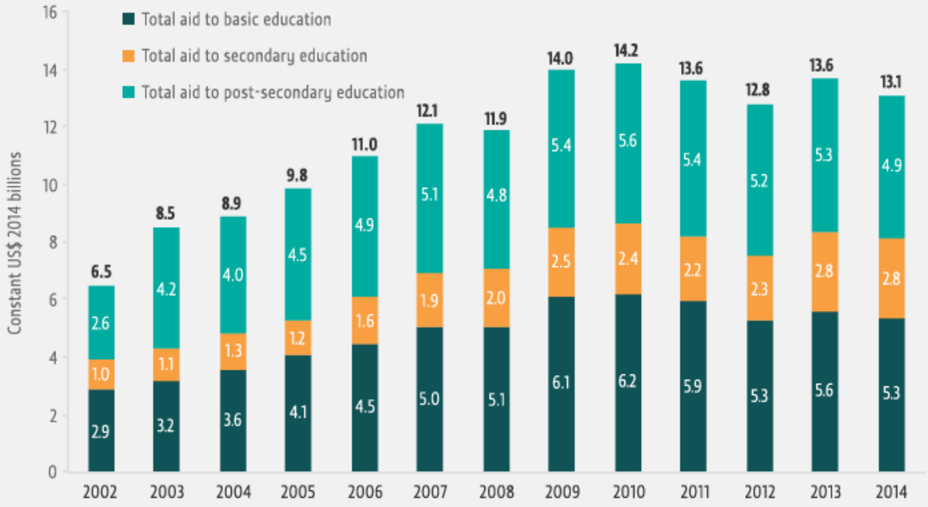

Source: GEM Report team analysis based on information in the OECD CRS database.

حکومتی تعلیمی اخراجات کا تجزیہ کرنے سے انتہائی پریشان کن معلومات سامنے آتی ہیں۔2000ء کے بعد سے اب تک صرف 60فیصد ممالک ایسے ہیں جنھوں نے اپنی مجموعی قومی پیداوار کی نسبت سے تعلیمی اخراجات کی شرح پر معلومات فراہم کی ہیں۔ یہ بات یقینی بنانے کے لیے کہ کسی بھی ملک میں تعلیمی اخراجات پر معیاری اعداد وشمار میسر آسکیں، ملکی سطح پر سرکاری اخراجات کا حساب مرتب کرنے کا بہتر نظام ہونا لازم ہے۔

سرکاری اخراجات کے تجزیے میں یہ پہلو لازماً شامل کرنا چاہیے کہ حکومت نے اپنے ملک میں پس ماندہ طبقات کو آگے لانے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں۔ مختلف ممالک کے درمیان تقابل بھی ممکن ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس عمل کو متعارف کرانے، اس کی شرائط طے کرنے اور پھر حقیقت میں یہ اعداد وشمار جمع کرنے کے لیے بہت سنجیدہ کوشش کی جائے۔ ایسے منصوبے کے لیے ممالک کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے لازم ہے کہ ایسے نظام پر زور دیا جائے جس کی بنیاد باہمی جائزے پر مبنی ہو، جس میں ایک ملک دوسرے ملک کی پالیسی اور اقدامات سے سیکھ سکے۔

امداد

تعلیمی امداد کو درپیش 39ارب امریکی ڈالر کی کمی کو پورا کرنے کے لیے امداد میں کم ازکم چھ گنا اضافے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس کے برعکس 2014ء میں تعلیمی امداد اس مقدار سے مزید 7فیصد کم کردی گئی جو 2010ء میں دی جارہی تھی۔ اس کمی کو پورا کیا جاسکتا تھا اگر امداد دینے والے GNI کا 0.7فیصد اور امداد کا 10فیصد بنیادی اور ثانوی تعلیم کے لیے مختص حصہ فراہم کردیتے؛ 2005ء سے امداد دینے والے ممالک کی کل قومی پیداوار کے مقابلے میں، دی جانے والی کل امداد کے بہاؤ میں 0.3فیصد کمی آئی ہے۔ غریب تر ممالک کو مالی امداد میں ترجیح ملنی چاہیے، تاہم کم آمدن والے ممالک کل امداد کا 28فیصد بنیادی تعلیم کی مد میں حاصل کرپاتے ہیں، حالانکہ یہی وہ ممالک ہیں جہاں 36فیصد بچے اسکول سے باہر ہیں۔

گھریلو اخراجات

ایک گھر کی جانب سے تعلیم پر کیے جانے والے اخراجات کا حصہ غریب ممالک میں اس سے کہیں زیادہ ہے جتنا کہ امیر ممالک میں ہے۔ اس فرق کو کم کرنا نئے تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں جس کا ہدف ہی مساوات کا حصول ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک سے فی گھر اخراجات سے متعلق اعداد وشمار موجود ہیں۔ جیم رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ 2008ء سے 2014ء کے درمیان کم اور اوسط آمدن والے ممالک میں سے کم ازکم 99ممالک نے قومی سروے میں فی گھر تعلیمی اخراجات کے حوالے سے سوالات شامل رکھے تھے؛ ان میں 67ایسے بھی تھے جہاں اخراجات کے لیے الگ الگ مد بھی واضح کی گئی تھی۔ تاہم یہ اعداد وشمار بہت کم کام میں لائے جاتے ہیں۔ پالیسی بنانے والے شائد ان اعداد وشمار کی موجودگی یا اہمیت سے واقف نہیں ہوتے، یا پھر اُن کی اعداد وشمار کے تجزیے اور اس سے درست نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت محدود ہوتی ہے۔

تعلیمی نظام

تعلیم2030 کے ایجنڈے کی نگرانی میں مدد کے لیے لازم ہے کہ تعلیمی نظاموں اور پالیسیوں کے لیے مصدقہ اور عددی اشارات وضع کیے جائیں۔اس کے لیے ایک عالمی نظام اگرچہ ایک عزم ہوسکتا ہے لیکن عملی طور پر یہ علاقائی سطح پر ہی ممکن ہے۔

> ”تعلیمی نظام اور پالیسیوں کے جائزہ کے لیے ایک عالمی لائحہ عمل کی ضرورت ہے اور اس کے لیے علاقائی یا ذیلی علاقائی طریقہ کار زیادہ موزوں ہوتا ہے۔“

تعلیم کی نگرانی کے عالمی طریقے

1996 میں یونیسکو کے 'عالمی تعلیمی بیورو' نے سلسلہ مطبوعات 'تعلیم پر عالمی اعداد وشمار کا آغاز کیا۔ یہ عالمی سطح پر تعلیم کے حوالے سے اعداد وشمار کا ایک قیمتی ذریعہ رہا، لیکن وسائل کی کمی نے اس سلسلے کو آگے نہیں بڑھنے دیا اور 2011ء میں اس کی آخری جلد شائع ہوئی، جس کے بعد اس کی مزید جلدیں شائع کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں۔

یونیسکو لازمی اور مفت تعلیم اور TVET کے حوالے سے دیگر مفید ڈیٹا بیس بھی مرتب کرتا ہے۔

تعلیمی پالیسیوں کے حوالے سے ایک زیادہ گہرائی سے تجزیہ کرنے والی دستاویز 'عالمی بینک کے بہتر تعلیم کے نتائج کے نظام کا طریقہ' ہے جس کا آغاز 2011ء میں کیا گیا۔اس میں کسی ملک کے تعلیمی نظام کا تجزیہ 13 مختلف پہلوؤں سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے عالمی نگرانی کے آلے کے طور پر کام کرنا ہے، اس لیے دو امور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے: تجزیوں کے وسعت، مشمولات اور باقاعدگی؛ اور جس ملک کا تجزیہ کیا جارہا ہے اس کی جانب سے اس میں ملکیت کا اظہار۔

تعلیمی نظام کی نگرانی کے علاقائی طریقے

نگرانی کا کام عالمی سطح کے بجائے، علاقائی سطح پر زیادہ بہتر طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ ایک ہی خطے سے تعلق رکھنے والے ممالک اپنے تعلیمی نظام بارے معلومات کا باہمی تبادلہ کرنے پر بخوشی رضامند ہوتے ہیں۔ اس کے تین مثالیں بہت واضح ہیں۔ یورپ میں 1980ء میں قائم ہونے والا The Eurydice Network on Education Systems and Politices in Europe اب ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ 36 ممالک میں اس نظام کے 40 قومی شاخیں کام کررہی ہیں۔ OECD کی جانب سے 1992ء میں 'تعلیمی نظاموں کی اشارات' INES قائم کیا گیا۔اس نیٹ ورک کے تین حصوں میں سے ایک حصہ اب الگ سے INES Network for System-level Indicatros-NESLI کی حیثیت میں کام کررہا ہے۔ اسی طرح 'ایبرو۔امریکن ریاستوں کی تنظیم' کی اپنی تعلیمی منصوبہ بندی ہے، اور ان اشارات پر پیش رفت کا جائزہ لینے کے لیے ایک الگ ادارہ بنایا گیا ہے، جن میں سے کچھ کا تعلق علاقائی سطح سے بھی ہے۔

جیم رپورٹ شدت سے اس موقف کی حامی ہے کہ نظام تعلیم کے اشارات کی نگرانی علاقائی سطح پر انجام دی جانی چاہیے تاکہ ملکوں کے درمیان مکالمہ فروغ پائے اور ایک دوسرے سے سیکھنے کا عمل جاری رہے۔

دیگر پائیدار ترقی کے مقاصد میں تعلیم

2030ء منصوبہ برائے پائیدار ترقی نہ صرف ایک الگ تعلیمی مقصد کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے بلکہ دیگر مقاصد کے حصول میں بھی تعلیم کو اہم ذریعہ خیال کرتا ہے۔ SDGs میں، تعلیم کے حوالے سے مخصوص SDG 4 کے علاوہ، باقی مقاصد کے حصول کے لیے بھی کئی اشارات میں تعلیم کا براہ راست یا بالواسطہ ذکر ملتا ہے۔

بلاواسطہ حوالے

4 SDG کے علاوہ، پانچ دیگر پائیدار ترقی کے مقاصد میں تعلیم کا براہ راست ذکر ملتا ہے: تعلیم پر حکومت کا خرچ، صحت اور سماجی تحفظ، صنفی مساوات کے حصول کے لیے تعلیم کا کردار، تعلیم سے محروم نوجوان، روزگار اور تربیت، اور عالمی شہریت کی تعلیم اور پائیدار ترقی کے لیے تعلیم۔

> ”4 SDG کے علاوہ، پانچ دیگر پائیدار ترقی کے مقاصد میں تعلیم کا براہ راست ذکر ملتا ہے۔“

بالواسطہ حوالے

ان حوالے کے سوا جہاں تعلیم کا ذکر واضح ہے، مستقبل کی جیم رپورٹ اس نکتے کو توجہ دے گی کہ دیگر SDGs میں کہاں کہاں تعلیم کا بالواسطہ کردار پایا جاتا ہے۔ اس کے تین مثالیں یہاں دی جاسکتی ہیں: دیگر ترقیاتی نتائج کے ساتھ تعلیم بطور عنصر، وہ اشارات جو انسانی وسائل کی صلاحیت سے متعلق ہیں، جو پیشہ ورانہ اور اعلیٰ تعلیم سے متعلق ہیں، اور تعلیم بالغاں کا ممکنہ کردار۔

عالمی اشارات کو تعلیمی درجات پر تقسیم کرنے سے اس مبہم عدم مساوات پر روشنی پڑے گی جو SDGs کے اہداف کے حصول میں رکاوٹ ہے۔ وہ اشارات جن کا اس طریقے سے تجزیہ ممکن ہے اُن میں غربت، غذائی قلت، بچپن کی شادی، صفائی کی سہولت تک بہتر رسائی، بجلی تک رسائی، بے روزگاری، کچی بستیاں، اشیا کو دوبارہ کارآمد بنانا، قدرتی آفات میں ہونے والی اموات، تشدد اور پیدائش کی رجسٹریشن جیسے موضوعات شامل ہیں۔ مثال کے طور پر 54 کم اور اوسط آمدن والے ممالک سے 2008ء تا 2015ء میں اکھٹے کیے گئے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ 1000 خواتین میں بچوں کی پیدائش کی شرح تعلیمی درجات کے لحاظ سے اس طرح سے ہے: غیر تعلیم یافتہ 176، پرائمری تک تعلیم 142، ثانوی درجے تک تعلیم یافتہ 61، اور اعلیٰ تعلیم یافتہ 13۔

FIGURE 18: شکل 18:

Education is positively associated with desirable development outcomes

Adolescent birth rate (births per 1,000 women, aged 15 to 19 years), 19972014

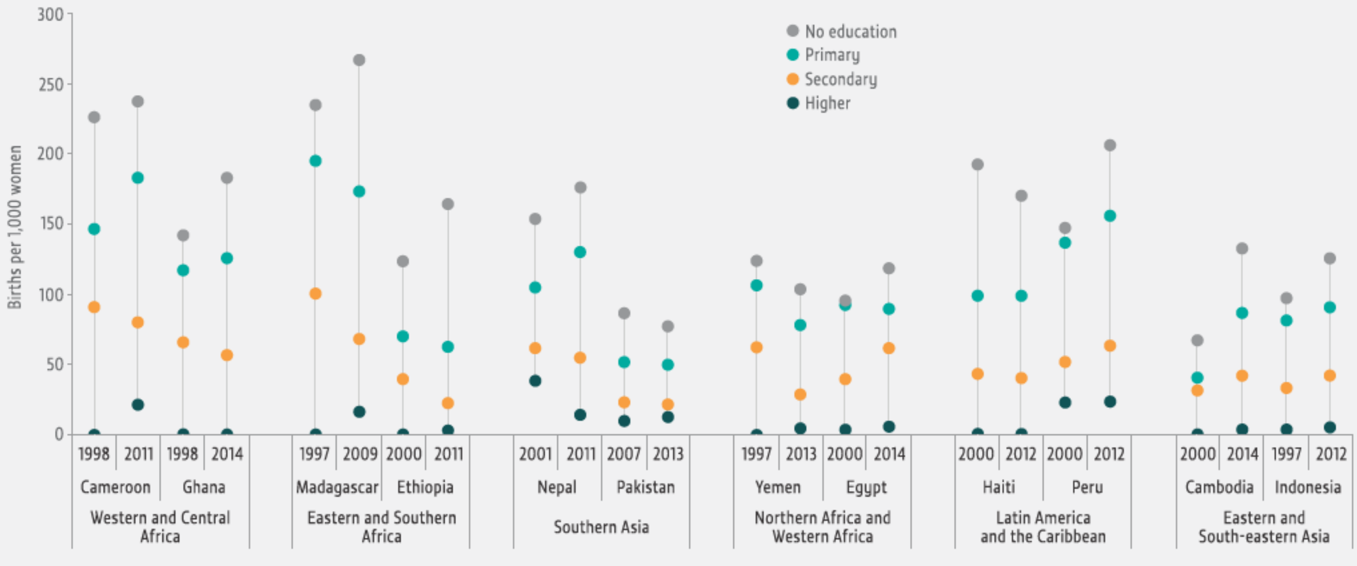

Source: Demographic and Health Survey STATcompiler (2016).

پائیدار ترقی کے مقاصد میں تعلیم کی نگرانی کے لیے ترجیحات

SDG 4 کے ہر ہدف کے لیے نگرانی کو درپیش چیلنجز کا جائزہ ملکی، علاقائی اور عالمی سطح پر درکار ترجیحات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ اس لیے وضع کی گئی ہیں تا کہ اتنی مقدار میں تقابلی اعداد و شمار کی فراہمی یقینی بنائی جائیں جس سے SDG 4 پر پیش رفت کے حوالے سے عالمی مکالمہ ممکن ہو سکے۔ ایسا کرنے کے باوجود، کسی بھی ملک کے اپنے سیاق اور مخصوص ضرورتوں کے لیے تعلیم کے شعبے میں ہونے والی پیش رفت کی نگرانی کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔

نگرانی کے لیے مجوزہ طریقہ کار عالمی اور ملکی اداروں کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے جہاں وہ پیش رفت کی پیمائش میں درپیش مشکلات اور کامیابیوں کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔ حال ہی میں قائم ہونے والا 'تکنیکی تعاون کا گروپ' جس میں ممالک کو واضح نمائندگی حاصل ہے، اس مجوزہ طریقے کو مزید بہتر بنانے اور اس کے نفاذ کے لیے کام کرے گا، تا کہ تعلیمی نگرانی کے حوالے سے عالمی مکالمہ فروغ پائے۔

قومی سطح پر: چھ شعبوں میں صلاحیت سازی

ممالک کے لیے اگلے 3 سے 5 برس میں واضح پیش رفت کے حصول کے لیے ملکی سطح پر تعلیمی نگرانی کو بہتر بنانے اور عالمی نگرانی کی مدد کرنے کے لیے چھ بنیادی اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔

مساوات: وزارت تعلیم اور قومی سطح پر شماریات سے متعلق اداروں میں اس موضوع پر مکالمہ اشد ضروری ہے کہ ملک میں عدم مساوات کس کس جگہ پائی جاتی ہے، اور اس کی نشاندہی کے لیے کون کون سے متنوع ذرائع استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

تعلیمی نتائج: ممالک کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ ایک ایسا قومی نظام موجود ہو، جس سے پورے ملک کے امتحانی نتائج سے نمائندہ نمونوں کا مطالعہ کر کے، تعلیمی پیش رفت کا مسلسل اندازہ لگایا جا سکے۔

معیار: ہر ملک کو نصاب، درسی کتب اور تربیت اساتذہ کے پروگرام کے معیار کی نگرانی کرنی چاہیے تا کہ ہدف 4.7 کے عزائم کو پورا کیا جا سکے۔

زندگی بھر سیکھنے کا عمل: ممالک کو اپنی بالغ آبادی، جنھیں پائیدار ترقی کے حوالے سے اہم فیصلے کرنے ہیں، کی تعلیمی ضروریات، مواقع اور ان کی کامیابیوں کی نگرانی کی ضرورت ہے۔

نظام: علاقائی تنظیمیں، ممالک کو وہ بہترین مواقع فراہم کرتی ہیں جہاں وہ ایک دوسرے سے سیکھ سکتے ہیں اور معلومات کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔

مالیات: ممالک کو اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ 'قومی تعلیمی حسابات' کا طریقہ اختیار کریں تا کہ انھیں درست پر معلوم ہو سکے کہ تعلیم کی مالیات میں حکومت، بیرونی امداد اور گھریلو خرچ کا کتنا حصہ ہے۔

علاقائی سطح پر: ساتھیوں سے سیکھنے میں معاونت

علاقائی تنظیمیں اگر ساتھیوں سے سیکھنے میں معاونت کریں، تو ممالک معلومات کے تبادلے سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ ایک دوسرے سے پس ماندہ طبقات کی تعلیم کے شعبے میں حوصلہ افزائی کی پالیسی پر اپنے تجربات، پائیدار ترقی سے تعلیم کی مطابقت اور عالمی شہریت کے موضوع پر تبادلہ معلومات اور مکالمہ سے، بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

عالمی سطح پر: اتفاق رائے اور رابطوں کا فروغ

عالمی امور پر تحقیق اور آلات پیمائش میں رابطہ کاری کے لیے تین اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں۔ عالمی سطح پر تعلیم کے حوالے سے گھریلو سطح کے سروے کی اشد ضرورت ہے جو تعلیم کے حوالے سے درکار کئی ناپید اعداد و شمار کی فراہمی کا باعث بن سکتا ہے۔ تعلیمی نتائج کو ناپنے کے لیے یکساں معیار کی بھی اشد ضرورت ہے، جس کے لیے امداد دینے والے اداروں کے لیے ایک ضابطہ اخلاق بھی لازم ہے تا کہ ایک ہی کام کئی ادارے انجام نہ دیں۔ ایک عالمی تحقیقی مرکز کے قیام کی ضرورت ہے جو تعلیمی تحقیق کے لیے یکساں پیمانوں کا تعین کر سکے، اور خاص طور پر تعلیمی نتائج پر اتفاق رائے ممکن بنا سکے۔

تعلیم کے حوالے سے اعداد و شمار کا انقلاب صرف اس صورت میں ممکن ہے جب بنیادی تصورات متعین ہوں، ایک مضبوط نظام کے لیے سرمایہ فراہم کیا جائے، اور ایسی رابطہ کاری کی جائے جو اعداد و شمار تک رسائی، کشادگی اور احتساب کو یقینی بنا سکے۔

A shoe rack in a school in the Chittagong, Bangladesh, showing the number of children attending class that day.

CREDIT: Ripon Barua/UNESCO

لوگوں اور دُنیا کے لیے تعلیم

تمام لوگوں کے لیے پائیدار مستقبل کی تخلیق

'لوگوں اور دُنیا کے لیے تعلیم: سب لوگوں کے لیے پائیدار مستقبل کی تخلیق، تعلیم اور نئے طے کردہ 'پائیدار ترقی کے لیے ایجنڈا 2030ء' کی مابین پائے جانے والے پیچیدہ رشتوں کی دریافت کی ایک کوشش ہے۔ اس رپورٹ میں چھ بنیادی ستونوں: کرہ ارض، خوشحالی، افراد، امن، مقامات اور تعاون باہمی پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تعلیم اس وقت تک اپنے مکمل ثمرات نہیں دے سکتی جب تک اس کے حاصل کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیم کے شعبے میں ہونے والی تبدیلیوں کی بنیاد پائیدار ترقی نہ قرار دی جائے۔ اس رپورٹ میں تعلیم کے عمل پر موسمیاتی تبدیلی، فسادات، غیر متوازن کھپت اور امیر و غریب کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج کے منفی اثرات بھی واضح کیے گئے ہیں۔ اگر واقعی ہم اس کرہ ارض پر بسنے والے تمام لوگوں کے لیے ایک پائیدار مستقبل تخلیق کرنا چاہتے ہیں تو بہت ہی بڑے پیمانے پر تبدیلیوں کی اشد ضرورت ہے۔

یہ رپورٹ جو درحقیقت 'گلوبل ایجوکیشن مانیٹرنگ رپورٹ' (GEM Report) کا خلاصہ ہے، اپنے سلسلے کی اولین رپورٹ ہے جس میں نئے طے کردہ 'پائیدار ترقی کے مقاصد' (SDGs) کی روشنی میں تعلیم کی ترقی کا جائزہ لیا جائے گا۔ جیم رپورٹ دلائل پر مبنی، ایسی سفارشات پیش کرتی ہے جس سے پالیسی سازی، حکمت عملی اور منصوبوں میں 'تعلیم 2030ء' جیسے بلند تر عزم کے حصول کے لیے مطابقت پیدا ہو سکے۔ اس میں نئے تعلیمی مقاصد پر ہونے والی پیش رفت ماپنے کے چیلنج سے بھی بحث کی گئی ہے اور اس بات کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ تعلیم کے حوالے سے رسائی، شرکت، تکمیل، تعلیم، اور غیر مساوی رویہ میں کمی کو یقینی بنایا جا سکے۔ یہ قارئین کو ان دلائل سے لیس کرتی ہے کہ تعلیم کس طرح فیصلہ سازی کے ہر مرحلے کے لیے اپنی اہمیت اور قدر رکھتی ہے۔

جیم رپورٹ مرتب کرنے کا عمل کسی بھی ادارے سے غیر وابستگی کی وجہ سے آزادانہ بنیادوں پر انجام پاتا ہے، اور یہ حقائق پر مشتمل ایک ایسی دستاویز ہے جو تعلیم کی ترقی اور اس کو درپیش مشکلات کے موضوع پر علمی بحث اور شعور پھیلانے کے لیے لازمی مواد کی حیثیت رکھتی ہے۔ رپورٹس کے اس سلسلے میں 2002ء سے اب تک دنیا کے قریباً 200 ممالک اور خطوں میں تعلیم کی صورتحال کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس تجربہ کی بنیاد پر اور اب SDGs کو مدنظر رکھ کر تعلیم کی ترقی کا تجزیہ ایسے امور ہیں جس کے باعث جیم رپورٹ، آئندہ پندرہ برس تک تعلیم کے تجزیے اور پیروی کے حوالے سے، عالمی دستاویز اور ذریعہ معلومات کی حیثیت کی حامل رہے گی۔

Global Education Monitoring Report

United Nations du ational ienti and Cultural Organization

Sustainable Development Goals

Sustainable Development Goals

www.unesco.org/publishing www.unesco.org/gemreport